آئینہ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



عربی تصنیف
ڈاکٹر عائض بن عبداللہ قرنی

ترتیب و ترجمہ:
حضرت علامہ مفتی محمد یونس امجدی قصوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وسلم

آئینہ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عربی تصنیف

ڈاکٹر عائض بن عبداللہ قرنی

ترتیب و ترجمہ:

حضرت علامہ مفتی محمد یونس امجدی قصوری

کرماں والا بک شاپ

دکان نمبر ۵
دربار مارکیٹ
لاہور

Voice: 042-7249515

0300-4306876 0307-4132690

زیر سرپرستی

شمس العارفین سراج السالکین قطب الاقطاب پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے ۔ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ)

- حضرت پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — مزار مبارک کرموالا انڈیا
- حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زینت السادات نور السادات فخر السادات

حضرت پیر سید

صمصام علی شاہ بخاری

جانشین حضرت کرماں والا شریف

زینت السادات نور السادات فخر السادات

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر سید

بابا جی

میر طیب علی شاہ بخاری

سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف



چاہتے ہو اگر زینت نامی آل زہرا رضی اللہ عنہا کی کرو غلامی

ان کے صدقے سے زاہد سیالوی بڑے لوگ کے ساتھ ہوئے ہیں

ثنائی شیخ صرفی باصفا ۔ پیکر صدق و صفا ۔ ابو الانعام اللہ

الحاج صوفی

برکت علی

بانی ۔۔۔

زیر سرپرستی

پیر الحاج انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

خلیفہ مجاز حضرت کرماں والا شریف

زیر اہتمام

سمیع اللہ برکت

قیمت 80 روپے

اشاعت 5-01-2011

حسنِ ترتیب

☆☆☆☆☆

وَ أَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَقُطُّ عَيْنِيْ　　وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ　　كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

☆☆☆

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُنْظُرْ حَالَنَا　　يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ إِسْمَعْ قَالَنَا

خُذْ بِيَدِيْ آنَا فِيْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ　　سَهِّلْ لَنَا أَشْكَالَنَا

☆☆☆

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ　　كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ　　صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ

☆☆☆

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام　　میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

☆☆☆

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ　　مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ

که بعد از خدا بزرگ توئی قصهٔ مختصر

☆☆☆

حمدِ باری تعالیٰ جل شانہ

از: علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا

غش آگیا کلیم سے مشتاقِ دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سُنا جو رحمتِ بیکس نواز کا

مانند شمع تیری طرف لَو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندے پہ تیرے نفسِ لعیں ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از: امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اُس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیے ہیں

اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پُر خار با دیے ہیں

اللہ! کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر، بے بہا دیے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

الانتساب

شیخ کامل حضرت سید عبدالعزیز المعروف بابا جی مست زبردست سرکار، پیرومرشد حضرت سید غلام مصطفےٰ رحمہما اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھڑوال شریف چونیاں ضلع قصور کے نام جن کے فیضان اور والد محترم میاں سراج دین رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے ترجمہ کا کام سرانجام ہوا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(مفتی) محمد یونس امجدی قصوری عفی عنہ

خانقاہ حضرت صدیق شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (بگری)، ضلع قصور

فون: 0321-4731471

★★

تعارفِ مصنف

نام مصنف: عائض بن عبداللہ بن عائض آل مجدوع القرنی

سن پیدائش: آپ 1379ھ میں مملکت عربیہ سعودیہ کے جنوب میں قصبہ ''قرن'' میں پیدا ہوئے۔

تکمیلِ تعلیم: 4-1403ھ میں انہوں نے جامعہ امام محمد بن سعود سے ڈگری حاصل کی۔

اعلیٰ ڈگری کا حصول: 1408ھ کو فن حدیث میں ''البدعة واثرھا فی الدرایة والروایة'' کے عنوان کے تحت تحقیقی مقالہ لکھ کر ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔

پی ایچ ڈی کی ڈگری کا حصول: 1422ھ میں کتاب ''المفھم علی صحیح مسلم للقرطبی'' پر تحقیقی کام کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

مقالات: ان کے اسلامی خطبات، دروس، محاضرات، فن شاعری اور عربی ادبیات پر آٹھ سو سے زائد مقالات ہیں۔

ذکاوت و ذہانت: انہیں حفظ قرآن کے علاوہ حدیث پاک کی مشہور کتاب ''بلوغ المرام'' متحضر، تقریباً پانچ ہزار احادیث اور دس ہزار اشعار یاد ہیں۔

فن شاعری میں مہارت: فن شاعری میں ان کے چار مشہور دیوان ہیں جن کے نام یہ ہیں:

☆ لحن الخلود ☆ تاج المدائح

☆ ھدایا وتحایا ☆ قصة الطموح

مشہور تصانیف: فن حدیث، تفسیر، فقہ، ادب، سیرت، اور تراجم پر ان کی مشہور تصانیف کے نام مندرجہ ذیل ہیں جن کو ''مکتبہ دار ابن حزم'' لبنان نے شائع کیا۔

☆۔الاسلام وقضایا العصر
☆۔تاج المدائح
☆۔فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ
☆۔وردالمسلم والمسلمہ
☆۔نونیۃ القرنی
☆۔اقرا باسم ربک
☆۔حتی تکون اسعد الناس
☆۔فتیہ امنوا بربہم
☆۔ولکن کونوا ربانیین
☆۔امبراطور الشعراء
☆۔الی الذین اسرفوا علی انفسھم
☆۔حدائق ذات بھجۃ
☆۔لاتحزن
☆۔مقامات القرنی
☆۔اعذب الشعر

☆۔ثلاثون سببا للسعادۃ
☆۔دروس المسجد فی رمضان
☆۔مجتمع الملک
☆۔فقہ الدلیل
☆۔المعجزۃ الخالدۃ
☆۔تحف نبویہ
☆۔سیاط القلوب
☆۔ھکذا قال لنا المعلم
☆۔من موحد الی ملحد
☆۔وحی الذاکرہ
☆۔ترجمان السنۃ
☆۔العظمۃ
☆۔وجاءت سکرۃ الموت بالحق
☆۔احفظ اللہ یحفظک

تاریخ ساز کردار: آپ نے متحدہ امریکہ کی ریاستوں میں کتاب وسنت کانفرنس اور شباب عربی کانفرنس میں شرکت کی اور لیکچر دیئے۔ علاوہ ازیں ادبیہ وریاضیہ میٹنگوں میں شامل ہوئے، مختلف یونیورسٹیوں میں پہنچے اوران کے روابط وثقافت میں کردارادا کیا۔

★★

تعارفِ مترجم

علماء ربانی، صوفیاء و اولیاء کے طریق پر رضائے الٰہی کے لیے حصول علوم اسلامیہ کرتے ہیں۔ پھر خاموشی سے درس و تدریس اور تبلیغ دین میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان کا ہر عمل سنتِ مصطفیٰ ﷺ کا مظہر اور اسلامی اصولوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایسے علماء میں سے ایک حضرت علامہ مفتی محمد یونس قصوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔

استاد العلماء، حضرت علامہ مفتی محمد یونس قصوری دامت برکاتہم العالیہ 1943ء کو حضرت میاں سراج دین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں "خانقاہ صدیق شاہ رحمۃ اللہ علیہ (یہ خانقاہ قصور شہر سے جانب مغرب 5 کلومیٹر، ٹھینگ روڈ پور روڈ سے جانب شمال 2 کلومیٹر، موضع بگری سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر اور قبرستان پیر مخدوم علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (بھالہ) سے متصل جانب مشرق واقع ہے) میں پیدا ہوئے۔ آپ چھ بھائی ہیں دوسرے پانچ بھائیوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (1) حضرت قاری محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 2003ء)، (2) جناب محمد ایوب صاحب، (3) جناب محمد عبدالقیوم صاحب، (پاکستان آرمی میں 26 سال خدمات انجام دینے کے بعد ریٹائر ہو چکے ہیں)۔ (4) جناب محمد حسین صاحب اور (5) قاری فیض الحسن صاحب (موضع بگری میں امامت کی خدمات انجام دے رہے ہیں)۔ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ والدِ گرامی حضرت میاں سراج دین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1968ء) علماء کے قدردان، عقیدت مند اور ہم نشین تھے۔ مذہبی محافل مثلاً میلادِ مصطفیٰ ﷺ، معراج مصطفیٰ ﷺ، گیارہویں شریف اور اعراس اولیاء کرام وغیرہ تقریبات میں شرکت کرنا، معمولات میں شامل تھا۔ ارباب علم و فضل کی تقاریر سننے کے نتیجے میں دل عشقِ رسول ﷺ سے سرشار اور محبتِ اولیاءِ کرام سے معمور تھا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار بزرگ تھے۔ علماء کرام اور دیگر ہم نشینوں کے

منے بارہا اپنے دلی تصورات کا یوں اظہار فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے مصطفےٰ کریم ﷺ کے تصدق سے مجھے نرینہ اولاد عطا فرمائی تو انہیں حافظِ قرآن

عالمِ دین بناؤں گا یعنی قرآن وحدیث کی تعلیم دلاؤں گا"۔

دفعہ انہوں نے اس خواہش کا اظہار اپنے پیر ومرشد حضرت سید محمد اکبر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا، تو

ہوں نے فرمایا:

اں سراج دین صاحب! آپ کی خواہش نیک ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ پوری فرمائے گا"۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ صاحبزادے عطا فرمائے جن میں سے ایک قاری قرآن اور ممتاز

لم دین ومفتی ہیں جبکہ ایک حافظ وقاری بنے۔ والدِ گرامی کی طرح والدہ محترمہ رحمہا اللہ تعالیٰ

متوفیہ 1982ء) بھی صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور پارسا خاتون تھیں۔

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ابتدائی تعلیم (پرائمری) چک 17/1-A-L

لع ساہیوال (حال ضلع اوکاڑہ) میں پائی جبکہ آٹھویں جماعت (مڈل) تک تعلیم موضع سجو وال نزد

کی میں حاصل کی۔

1956ء میں والدِ گرامی کی خواہش کے مطابق حصولِ علوم اسلامیہ کا آغاز کیا۔ چند ماہ

رکزی جامع مسجد چوکی میں زیرِ تعلیم رہے۔ اور دو سال تک جامعہ فریدیہ (ساہیوال) اور دو سال تک

ناظرِ اسلام (شیر اہلِ سنت) حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ (1919ء - 1981ء)

کے مدرسہ جامعہ غوثیہ رضویہ (سانگلہ ہل) میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ باقی ماندہ کتب موقوف علیہ کی

تکمیل دار العلوم امجدیہ، کراچی میں کی۔

196ء میں دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد دار العلوم جامعہ امجدیہ، کراچی سے سند فراغت اور دستارِ

فضیلت حاصل کی۔

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے وسیع علم وفضل کے حامل، متبحر العلوم اور ممتاز

ین شیوخ سے علمی استفادہ کیا جن کی خدمات کا زمانہ معترف ہے۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء

گرامی یہ ہیں:

(1) استاذ العلماء، حضرت علامہ ابوالنصر سید منظور احمد شاہ دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال۔

(2) شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ، کراچی

(3) شیخ الحدیث حضرت علامہ سید شجاعت علی قادری دامت برکاتہم العالیہ، کراچی

(4) حضرت صاحبزادہ علامہ عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم العالیہ

دورانِ تعلیم جامع مسجد حسین آباد، کراچی میں دو سال تک امامت وخطابت کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

1964ء میں امتیازی پوزیشن میں فاضل عربی کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیمی سفر کے ساتھ ساتھ آپ نے تبلیغی سلسلہ بھی جاری وساری رکھا۔

آپ وقت کی قدر و قیمت کے پیش نظر ہمہ وقت مطالعہ میں مصروف رہتے۔

1966ء میں امتیازی پوزیشن میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

1669ء میں امتیازی نمبروں میں ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا۔

1969ء میں حضرت باباجی سید غلام مصطفےٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔

ایک نشست میں مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے پیر و مرشد اور پیر خانہ سے گہری عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

ہماری تعلیم وتربیت، علمی وعملی ترقی، سلسلہ درس وتدریس، جذبہ تبلیغ دین، خدمت اہلِ سنت و جماعت، خاندانی عزت و وقار اور سب امور میں کامیابی و کامرانی پیر و مرشد حضرت سید محمد اکبر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1953ء) سے وابستگی کا نتیجہ وفیض ہے۔

پیر و مرشد اور مرشد خانہ سے دلی تعلق اور انتہائی عقیدت ومحبت کا تقاضا ہے کہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے پیر و مرشد کا تعارف پیش کیا جائے۔ چنانچہ مختصر تعارف سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت سید محمد اکبر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ اپنے دور کے ممتاز عالمِ دین اور ولی کامل تھے۔ انہوں نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1937ء) کے دستِ اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا اور منزلِ سلوک طے کرنے کے بعد اعزاز

خلافت بھی۔ آپ ''کوٹ گاماں'' تحصیل چونیاں میں رہائش پذیر تھے۔ پیرو مرشد کی طرف سے اشارہ ملنے پر موضع ''بہڑ وال شریف''، ضلع قصور میں رہائش اختیار کر لی۔ آپ کے مریدین اس قدر کثیر ہیں کہ پاکستان کے ہر شہر و قصبہ میں بلکہ بیرون ملک تک پھیلے ہوئے ہیں۔ تربیت، اصلاحِ نفس اور شرعی امور کی پابندی کے حوالہ سے مریدین کو خصوصی ہدایات جاری فرماتے۔ آپ کا وصال مبارک 1953ء میں ہوا۔ مزار پر انوار موضع ''بہڑ وال شریف'' (یہ گاؤں چونیاں سے حجرہ شاہ مقیم بائی پاس روڈ پر مشہور سٹاپ ہے) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے سالانہ عرس مبارک کی تقریبات ہر سال یکم کاتک سے تیرہ (13) کاتک تک منعقد ہوتی ہیں۔ ان تقریبات میں علماءِ کرام، مشائخ عظام، قراء، نعت خوان حضرات عقیدت و محبت سے شرکت کرتے ہیں اور حاضرین کو محظوظ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ولیِ کامل حضرت سید محمد اکبر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک صاحبزادی اور چار صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کا مختصر تعارف سطورِ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت صاحبزادہ سید عبدالعزیز شاہ المعروف بابا مست زبردست رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے سادات و علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم والدِ گرامی سے حاصل کی۔ درسِ نظامی کا آغاز و تکمیل مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور سے کی۔ عربی اور فارسی میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ کریما سعدی، پند نامہ عطار، گلستان، بوستان، اور مثنوی شریف کے سینکڑوں اشعار زبانی یاد تھے۔ سبع معلقات، دیوانِ حماسہ، دیوانِ متنبی، اور دیوانِ حسان کے بھی سینکڑوں اشعار زبانی یاد تھے۔ علماء، مدرسین، مصنفین اور متوسلین کی محافل میں عربی و فارسی اشعار پڑھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوبصورت، سریلی، درد و سوز سے معمور آواز عطا فرمائی تھی۔ شیخ الحدیث علامہ نور اللہ صاحب بصیر پوری، شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی (بانی اشرف المدارس اوکاڑہ)، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد بشیر آف ساہیوال، وغیرہ علماء و فضلاء آپ کے احباب میں سے تھے۔ آپ اربابِ علم و فضل کی محفل میں علمی گفتگو کرتے اور اشعار پڑھتے تو خوب داد حاصل کرتے۔

آپ کا دل محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھا۔ آپ کی زندگی اسلامی اصولوں کا عملی مرقع اور اسوۂ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق تھی۔ زمانہ طالب علمی کے آخری سال میں آپ کی ایک

مجذوب سے ملاقات ہوگئی جس نے آپ کو مجذوبیت کا حلہ (لباس) پہنا دیا۔ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور کے اساتذہ کی طرف سے آپ کو "صاحب عشق حقیقی" کا لقب دیا گیا۔ انہوں نے دنیا سے الگ تھلگ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ دنیا سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے واصل ہوگئے۔ عرصہ پچاس سال تک پاپوش (جوتا) استعمال نہیں کیا۔ مجذوبیت کا غلبہ ہونے کے بعد صرف دو چادروں میں ملبوس رہا کرتے تھے، ایک چادر بطور قمیض استعمال میں لاتے جبکہ دوسری بطور تہبند استعمال کرتے۔

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی دعاؤں سے کئی لاعلاج مریض رو بصحت ہوئے، کئی اخلاقی بیماریوں میں گرفتار لوگ تائب ہوئے اور کئی پھانسی کا حکم پانے والوں کو نجات حاصل ہوگئی۔ آپ کی نظر فیضان سے چور، ڈاکو اور ظالم عزم صمیم سے تائب ہوئے۔ آپ صبح کے وقت جس مرید کا نام لیتے کچھ دیر کے بعد وہ حاضر خدمت ہو جاتا۔ علاقہ بھر میں دفاع شعار اسلام کے حوالہ سے آپ کی یہ کرامت مشہور ہے کہ موضع "کوٹ گاماں" نزد چونیاں میں کثیر تعداد میں سکھ برادری کے لوگ آباد تھے۔ اسلام اور شعار اسلام کے حوالہ سے آئے دن وہ کوئی نیا فتنہ کھڑا کر دیتے جس کے سبب مسلمان پریشان ہو جاتے۔ اذان کے وقت شور و غل کرنا اور اپنی بدتمیزی سے اذان کہنے سے روکنا ان کا روزمرہ کا معمول بن چکا تھا۔ ایک دفعہ حضرت باباجی مست سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے سکھوں کے سردار کو طلب کیا اور اسے مخاطب ہو کر فرمایا: سردار صاحب! جب مسلمان اذان کہتے ہیں تو تم لوگ شور کرتے ہو، اذان کہنے سے روکتے ہو، اس حرکت بد سے باز آ جاؤ۔ دوبارہ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا۔ اس پر سردار صاحب نے کہا: حضور باباجی! ابھی برادری کو تنبیہ کرتا ہوں، وہ رک جائیں گے۔ آپ نے چند دن انتظار کیا لیکن سکھ برادری اپنی شریر حرکت سے باز نہ آئی۔ آپ نے ایک سرکش سردار جو اس حرکت میں پیش پیش تھا، کو پیغام بھیجا کہ ہم نے انتظار کیا لیکن تم لوگ اپنی حرکت بد سے باز نہیں آئے لہٰذا آٹھ دن کے اندر تمہاری موت مقدر ہو چکی ہے۔ ایک دن وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلا تو آپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ تو اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: سردار صاحب! اپنا گھوڑا دوڑا کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ لیکن اس کی کوشش کے باوجود گھوڑا نہ دوڑ سکا۔ آپ نے اپنی لاٹھی سے دو تین ضربیں لگائیں تو طاقتور سکھ سردار زخمی ہو کر

گھوڑے سے نیچے گر گیا اور بے ہوش ہو گیا۔ ورثاء اسے اٹھا کر تھانہ چونیاں میں لے گئے۔ تھانیدار نے اس سے دریافت کیا: سردار صاحب! آپ کو کس نے مارا ہے؟ کوشش کے باوجود اس کی زبان سے آپ کا نام نہ نکلا بلکہ دوسرے لوگوں کے نام بتا کر واصل جہنم ہو گیا۔ اسی وقت یہ خبر بجلی کی طرح علاقہ بھر میں پھیل گئی کہ حضرت بابا جی مست سرکار نے اذان سے روکنے والے سکھ سردار کو قتل کر دیا ہے۔ اس واقعہ نے تاریخی حیثیت اختیار کر لی۔ اس موقع پر شعراء نے قصے لکھے جنہیں چھپوا کر لوگوں نے ذریعہ معاش بنایا۔

آپ نے سنت نبوی ﷺ تصور کرتے ہوئے شادی خانہ آبادی بھی کی لیکن اولاد نہ ہوئی البتہ مریدین و متوسلین کی شکل میں روحانی اولاد ہزاروں کی تعداد میں آج بھی موجود ہے۔ آپ نے پوری زندگی تربیت مریدین، فروغ سلسلہ عالیہ، تبلیغ دین اور محبت خلق خدا میں گزار دی۔ عجز و انکسار کا مجسمہ تھے، یہی وجہ ہے کہ زمین پر صف یا چٹائی بچھا کر نشست فرماتے۔ اور رات کو صرف برائے نام آرام کرنا زندگی بھر کا معمول تھا۔ زندگی کے آخری دن صبح کے وقت مریدین سے مخاطب ہو کر فرمایا: آپ لوگ کچھ وقت کے لیے کمرے سے باہر چلے جائیں تاکہ میں بھی ایک لقمہ تناول کر لوں۔ حسب حکم مریدین کچھ دیر کے لیے باہر چلے گئے، پھر حاضر ہوئے تو آپ کی زبان پر ذکرِ الٰہی جاری تھا اور اگلے ہی لمحہ میں روح مبارک مقامِ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سال ارتحال ۳ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ مطابق 5 جنوری 1995ء ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال 5 جنوری کو منعقد ہوتا ہے۔

☆ حضرت بابا جی سید غلام مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ نے قرآن کریم اور دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ محب و عاشق رسول کریم ﷺ تھے۔

مصطفیٰ کریم ﷺ کے فضائل و کمالات اور خصائص و معجزات نہایت عقیدت و محبت سے بیان کرتے۔ مریدین سے نعتِ مصطفیٰ ﷺ سنتے، عظمت و شانِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالہ سے محافل منعقد کرتے۔ جن میں خطاب کے لیے ممتاز علماءِ کرام کو دعوت دیتے۔ آپ متوسلین اور مریدین کو اسلامی و مذہبی تقریبات منعقد کرنے کی تلقین و ترغیب دیتے تھے۔ حضرت بابا جی سید غلام مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ تنہائی میں نعت رسول مقبول ﷺ پڑھتے اور ہجرِ رسول ﷺ میں روتے اور آنسو بہاتے۔ میلادِ

مصطفیٰ ﷺ، معراج مصطفیٰ ﷺ اور فضائل اولیاء وغیرہ محافل میں شرکت کرتے اور علماء کرام سے ہمنشینی کا اعزاز حاصل کرتے۔ والدِ گرامی کے عرس مبارک کی تقریبات کے موقع پر، پرتکلف لنگر کا اہتمام کرتے۔

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی یہ کرامت مشہور ہے کہ ایک دفعہ "فورٹ عباس" کے علاقہ میں ایک مرید صادق نے محفلِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ منعقد کرنے کا اہتمام کیا۔ جس میں علماء، مشائخ اور عوام الناس کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر نزولِ بارش کا طویل سلسلہ شروع ہوگیا جو تین دن تک جاری رہا۔ مریدِ صادق نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: حضور! بارش ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتی اور سب لوگ پریشان ہیں۔ آپ نے فرمایا: آپ سٹیج لگائیں بارش رک جائے گی۔ انہوں نے سٹیج لگایا بارش پھر بھی نہ تھمی مرید نے پھر عرض کیا: حضور! سٹیج لگانے کی کوشش کی ہے لیکن بارش نہیں تھم رہی۔ آپ نے جوش سے فرمایا: یہ کسی کے بیٹے کا عقیقہ ہے اور نہ کسی دنیادار کے بیٹے کی شادی بلکہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کے میلاد مبارک کی محفل ہے۔ اب بارش رک جائے گی بلکہ ایک قطرہ تک نہیں گرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ کا یوں فرمانا تھا کہ بارش کا سلسلہ تھم گیا۔ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا جلسہ دھوم دھام سے منعقد ہوا۔ آپ کا دل محبت الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ سے سرشار تھا۔ مہمان نوازی پرتکلف طریقے سے کرتے اور مہمانوں کے لیے قیام کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ میزبانی کی خدمات اپنے دستِ اقدس سے انجام دیتے۔ آپ نے دو شادیاں کیں، پہلی بیوی سے ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جس کا بچپن میں وصال ہوا۔ دوسری زوجہ محترمہ تا حال بقیدِ حیات ہیں اور حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضِ انہی کے ہاتھوں جاری وساری ہے۔ محترمہ اماں جی خواتین کی تعلیم و تربیت کرتی ہیں۔ آپ کا وصال مبارک 10 ربیع الثانی 1411ھ مطابق 30 اکتوبر 1990ء میں ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بڑے عرس مبارک کے دوسرے دن یعنی 14 کاتک کو آپ کا عرس مبارک منعقد ہوتا ہے۔ رات بھر عرس مبارک کی محفل جاری رہتی ہے جس میں علماء، قراء اور نعت خواں حضرات حاضرین کو اپنے اپنے فن سے مستفید و مستفیض کرتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام اور دعا کے ساتھ محفل اختتام پذیر ہوتی ہے۔

☆ حضرت بابا جی سید محمد اشرف شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ نے تعلیم و تربیت والدِ گرامی سے حاصل کی۔ طریقت و روحانیت میں پیرو مرشد کے فیضان سے کمال حاصل ہوا۔ آپ علماء کرام کے بیانات کو بہت ہی پسند کرتے، محفل میں تشریف فرما ہو کر سنتے، نعت خوان حضرات کی نعتیں ذوق سے سماعت فرماتے، ان کو دعائیں دیتے اور مالی تعاون فرما کر رخصت کرتے۔ آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے، ظاہری و باطنی حسن سے مرصع تھے۔ شادی خانہ آبادی کی، اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا۔ دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے آپ کی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور کمالات والدِ گرامی کا مظہر بنائے آمین۔ آپ کا وصال مبارک 2007ء میں ہوا۔ مزارِ پرانوار موضع ''بہڑ وال شریف'' میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت بابا جی سید خلیل احمد شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ نے قرآنِ کریم اور دینی و عصری تعلیم والدِ گرامی سے حاصل کی۔ خاندانی کمالات اور خصائص و خصائل کے حامل تھے۔ عجز و انکسار کے جامع، حسنِ اخلاق کا مرقع اور شفقت و محبت کا سرچشمہ تھے۔ والدِ گرامی سے شرفِ ارادت اور اعزازِ خلافت حاصل تھا۔ والدِ گرامی کی طرف سے خصوصی طور پر تحریری خلافت کا اعزاز حاصل تھا۔ خدمتِ خلقِ خدا کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ جس بیمار یا مشکل میں گرفتار شخص کیلیے دعا کرتے اسے صحت، و کشائش مل جاتی۔ آپ قرآنِ کریم کے عالم و عامل تھے۔ 1988ء میں وصال ہوا۔ اولادِ امجاد سے حضرت صاحبزادہ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ آستانہ عالیہ بہڑ وال شریف ضلع قصور کے موجودہ سجادہ نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم، عمل اور عمر میں برکت فرمائے۔ آمین۔

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے خواہ حضرت بابا جی سید غلام مصطفیٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر شرفِ بیعت حاصل کیا لیکن دلی عقیدت و ارادت حضرت بابا جی سید محمد اکبر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے تمام صاحبزادگان سے رکھتے ہیں۔

1969ء میں حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے پیرو مرشد حضرت سید غلام مصطفیٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش کے احترام میں مرشد خانہ موضع ''بہڑ وال شریف'' میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا۔

1969ء میں شادی خانہ آبادی ہوئی۔

1971ء میں اپنی جائے پیدائش "خانقاہ صدیق شاہ رحمۃ اللہ علیہ" میں رہائش اختیار کی اور دینی علوم وفنون کی تدریس کا آغاز کیا۔آپ نے جب "خانقاہ صدیق شاہ رحمۃ اللہ علیہ" میں درس وتدریس کا آغاز کیا تو موضع بھالہ، موضع بہادر پورہ اور موضع بگری سے ذوق وشوق سے طلباء حاضر ہونا شروع ہو گئے طلباء کی تعداد پچاس سے متجاوز تھی۔آپ ناظرہ قرآن، حفظِ قرآن، ترجمہ قرآن، درس نظامی، ادبِ عربی، فارسی، اردو، ریاضی اور انگریزی کا درس دیتے تھے۔تدریس کا سلسلہ صبح آٹھ بجے سے شام پانچ بجے تک جاری رہتا۔درس وتدریس کی خدمت محض رضائے الٰہی، جذبہ خدمت دین اور عوض ومعاوضہ کو بالائے طاق رکھ کر انجام دیتے اور دے رہے ہیں۔آپ سے کثیر علماء وفضلاء نے علمی استفادہ کیا جن میں سے چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ حضرت علامہ محمد حسین صاحب، مدرس دارالعلوم جامعہ امجدیہ، کراچی

☆ حضرت علامہ محمد افسر صاحب

☆ مولانا قاری فیض الحسن صاحب

☆ قاری محمد فاروق صاحب، خطیب قصور

☆ محمد یٰسین قصوری نقشبندی (راقم الحروف)

آپ یادگار اسلاف، اعلیٰ اخلاق کے مالک اور سنتِ مصطفیٰ علیہ السلام کی عملی تصویر ہیں۔ نشست وبرخاست، خورد ونوش، رفتار وگفتار، لباس ودستار، وعظ وتلقین اور معاملات وغیرہ امور میں سنت کی جھلک نمایاں ہے۔آپ کے ذوق تدریس ومطالعہ، جذبہ خدمت دین، جہدِ تحقیق وتدقیق اور سعی تصنیف وتالیف نے خاندانی چشمہ فیوض وروحانیت (خانقاہ صدیق شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ) کو مرکز علوم وفنون بنا دیا۔1974ء میں "جامع مسجد صدیق اکبر" موضع بگری ضلع قصور میں امامت وخطابت، صبح وشام مقامی بچوں کو دینی تعلیم اور باقاعدگی سے درس قرآن وسنت کی خدمات کا آغاز کیا جو تا حال جاری وساری ہے۔علم وعمل، حسن اخلاق، عجز وانکسار اور عشق ومحبتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب علاقہ بھر کے لوگ آپ سے دلی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ایک عرصہ سے موضع بگری (ضلع قصور) کے باشندوں میں باہمی

عداوت و دشمنی، لڑائی جھگڑا اور قتل و غارت کی کشمکش کا سلسلہ جاری تھا لیکن آپ کی ذات ستودہ ان کے لیے سراپا رحمت اور پیغامِ امن و سلامتی ثابت ہوئی۔ آپ کی تبلیغی مساعی سے عداوت و دشمنی کی جگہ محبت، لڑائی جھگڑا کی جگہ امن و سلامتی اور قتل و غارت کی جگہ احترامِ انسانیت نے لے لی۔ الغرض سب اہل شیر و شکر ہو کر رشتہ اخوت اسلامی سے منسلک ہو گئے۔ اس طرح یہ بستی ایک عالم دین کے قدوم میمنت اور تشریف آوری کے باعث موردِ رحمت باری تعالیٰ اور امن و سلامتی کا گہوارہ بن گئی۔

اللہ تعالیٰ نے استاذ العلماء حضرت مفتی محمد یونس امجدی قصوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو چار صاحبزادے عطا فرمائے جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

1) حضرت صاحبزادہ علامہ مولانا حافظ و قاری غلام رسول صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

آپ حسن ٹاؤن لاہور میں امامت و خطابت کے علاوہ ایک دینی ادارہ میں نظامت و تدریس کی خدمات انجام دیتے ہیں۔

2) حضرت صاحبزادہ حافظ و قاری محمد عمر صاحب مدظلہ العالی:

آپ رائے ونڈ روڈ لاہور میں امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ مدرسۃ القرآن للبنات کی نظامت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

3) حضرت صاحبزادہ حافظ و قاری اللہ وسایہ صاحب مدظلہ عالی:

آپ بھی بطور امام و خطیب اور مدرس کے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

4) حضرت صاحبزادہ حافظ محمد بلال صاحب زیدمجدہ:

آپ حفظِ قرآن کے بعد تجوید و قرأت کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ صاحبزادگان کے علم و عمل اور عمر میں برکت فرمائے اور حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے جانشین و مظہرِ اتم بنائے۔ آمین۔

1979ء میں حضرت مفتی صاحب نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر تفسیر روح البیان مکمل، تفسیر ابن کثیر مکمل اور تاریخ الحرمین الشریفین کتب خرید کر لائے۔ (موخر الذکر کتاب راقم کو بطور تحفہ عطا فرمائی جزاھم اللہ تعالیٰ)

2006ء میں عمرہ کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی۔ اس سفر کے موقع پر آپ نے ''جلاء الافہام'' اور ''محمد کانہ تراہ'' دونوں کتب مدینہ طیبہ سے خریدیں۔ ایک نشست میں حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مدینہ طیبہ میں حاضری اور کتب کی خرید کے بارے میں یوں فرمایا:

15، جون 2006ء کو مدینہ طیبہ میں حاضری کے بعد دوسرے دن مدینہ طیبہ کے بازاروں کو دیکھا، ''مکتبہ دار الزمان'' پر پہنچا۔ مکتبہ میں داخل ہوتے ہی سنہری الفاظ میں چمکتی ہوئی کتاب ''محمد کانہ تراہ'' مصنف ڈاکٹر عائض قرنی پر نظر پڑی، یہ کتاب اپنے اسم مبارک کی وجہ سے دل کی گہرائی میں اتر گئی۔ یہ کتاب اور دوسری کتاب جلاء الافہام وہاں سے خرید لی۔

زیرِ نظر کتاب ''آئینہ جمال مصطفیٰ ﷺ'' درحقیقت جناب ڈاکٹر عائض بن عبداللہ قرنی کی عربی تصنیف ''محمد کانہ تراہ'' کا ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کی چند خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) ترجمہ اس قدر سلیس، رواں اور بامحاورہ ہے کہ مطالعہ کرنے سے اصل کتاب ہی معلوم ہوتی ہے۔

(2) ترجمہ اس قدر آسان و مربوط ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی استفادہ کر سکتا ہے۔

(3) آیاتِ قرآنی کا ترجمہ از خود کرنے کی بجائے ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' از امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1921ء) سے پیش کیا گیا ہے۔

(4) ترجمہ اس قدر جدید ہے کہ ''اردو ادب'' کے جدید تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔

(5) ترجمہ عشق و محبت رسول کریم ﷺ میں ڈوب کر کیا گیا ہے یعنی تقدیس باری تعالیٰ اور آداب مصطفیٰ ﷺ کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔

(6) موضوع کی مناسبت سے الفاظ کا حسن انتخاب، جملوں کی بندش، اقامہ جات اور پیرا بندی سے کتاب نے معیاری و امتیازی حیثیت اختیار کر لی ہے۔

ہماری دعا ہے کے اللہ تعالیٰ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے علم و عمل، عمر اور قلم میں برکت عطا فرمائے اور خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین، ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خادم و طالب دعا: محمد یٰسین قصوری نقشبندی

(۱) ادارہ علم و ادب E35\K، گلی نمبر 1، شاہین کالونی، والٹن روڈ لاہور کینٹ

(۲) شیرِ ربانی لائبریری، نورانی منزل، نورانی سٹریٹ، بھالہ ضلع قصور

۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ بروز منگل، مطابق 10 مارچ 2009ء

آئینہِ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(مقدمہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ۔

امابعد! میں اپنے سب سے زیادہ محبوب انسان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر اپنی کتاب سے الگ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ میں کسی سیاسی شخصیت کے متعلق نہیں لکھ رہا جو اپنی قوم وقبیلہ کے مطالبہ وسوال کے لیے آگے بڑھا ہو اور اپنے متبعین پر اپنی سوچ پیش کی ہوتا کہ زمین کے کسی کونے کی حکمرانی حاصل کرے بلکہ میں تو رب العالمین جل شانہ کے رسول ﷺ جو تمام لوگوں کے لیے رحمت بن کر مبعوث ہوئے، کے متعلق لکھ رہا ہوں۔

میں لکھوں اور آپ ﷺ کے ذکر سے علیحدہ رہوں یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں کسی ایسے خلیفہ کے متعلق نہیں لکھ رہا جس کے پاس لشکر یا دنیاوی ساز وسامان ہو، اس کے دربان ہوں جس کے پاس سونا وچاندی کے مضبوط پل، نشان زدہ گھوڑے، چارپائے اور کھیتیاں ہوں۔ بلکہ میں تو نعمت سراپا ہدایت اور دائمی نعمت حضرت محمد رسول ﷺ کے متعلق لکھ رہا ہوں۔

میں آپ ﷺ کے ذکر سے علیحدہ نہیں رہ سکتا کیونکہ میں دنیاوی بادشاہوں سے کسی بادشاہ کا تذکرہ نہیں کر رہا۔ جس نے لوگوں پر اپنی تلوار اور کوڑے کے ذریعے غلبہ حاصل کیا ہو۔ لوگ اسکی سلطنت کے دبدبہ اور حکم شاہی سے خوف زدہ ہوں لیکن میں تو گناہوں سے معصوم حضور ﷺ کے متعلق گفتگو کر رہا ہوں۔ جن کا اللہ تعالیٰ نے سینہ کشادہ فرما دیا اور ان سے ان کا بوجھ اتار دیا اور ان کے لیے ان کا ذکر بلند کر دیا۔ میں آپ ﷺ کے ذکر سے الگ نہیں رہ سکتا کیونکہ میں کسی گرجدار شاعر اور خطیب یا تیز رفتار متکلم یا برگشتہ عقل مند یا داستان گو یا تصنع کرنے والے کاتب یا کسی نعمت زدہ تاجر کی بات نہیں

کرر ہا بلکہ میں تو نبی آخرالزماں ﷺ کی بات کرر ہا ہوں۔جن پر وحی اتری ان کے پاس جبرئیل امین علیہ السلام آئے ۔ وہ سدرۃ المنتہٰی پر پہنچے ،شفاعت کبریٰ ان کی دولہن ہے،مقام عظمٰی اور حوض کوثر کے صاحب مقام محمود پر جلوہ گر ہونے والے اورلواء حمد تھامنے والے ہیں۔تو میں کیسے ان کے ذکر سے الگ رہ سکتا ہوں؟

اے مخاطب! کیا تیرا خیال ہے کے میں اپنی مہربانیوں اور خواہشات کو روک لوں گا جبکہ میں اپنے محبوب ترین انسان ،بیش قیمت آدمی اور مخلوق سے عزیز ترین شخص کے متعلق لکھ رہا ہوں۔یہ بہت عجیب بات ہے یہ نہیں ہوسکتا۔

اے مخاطب! کیا تجھے مجھ سے یہ امید ہے کہ میں اپنے آنسو روک لوں گا جبکہ میں آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ لکھ رہا ہوں؟ کیا میں اپنی روح کا شعلہ بجھا لوں گا جبکہ میں آپ ﷺ کی باتیں لکھ رہا ہوں؟ اور کیا میں اپنے دل کی دھڑکنوں کو روک لوں گا جبکہ میں آپ ﷺ کے تذکار درج کرر ہا ہوں؟ اس کی مجھ میں ہرگز طاقت نہیں ہے۔کیونکہ میں اس امام کی سیرتِ طیبہ لکھ رہا جن کی ہدایت ہر بیابان راہ اور شاہراہ میں میری راہنمائی کرتی ہے۔میں نماز پڑھتا ہوں تو ان کی یاد میں ہوتا ہوں کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے:''نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو'' میں حج کرتا ہوں تو ان کی یاد میں کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے:''مجھ سے اپنے مناسکِ حج سیکھ لو''۔میں ہر پل اور ہر گھڑی ان کی یاد میں ہوتا ہوں۔وہ فرماتے ہیں:''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے''۔میں زندگی کے ہر لحہ ان کی یاد میں ہوتا ہوں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (احزاب:21)۔بیشک میں لوگوں سے بیش قیمت ،عظیم تر،نوع بشر سے بزرگ تر اور جہاں والوں سے پاکیزہ تر شخص کے متعلق لکھ رہا ہوں۔اس بارے میں میرا مرجع آل دیوان محبت ہے جو میرے دل میں محفوظ ہے اور میرا مصدر دیوان اعجاب ہے جو میرے تذکروں میں نشان زدہ ہے۔گویا کہ میں اپنے جسم کے اعصاب اور دل کی شریانوں سے لکھ رہا ہوں اور میرا خون اور آنسو میری سیاہی ہے۔

اگر میں اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ﷺ کی مثل کسی دیہاتی و شہری اور عربی و عجمی سے محبت کروں،تو میری آنکھوں کو حسین تر منظر سے سکون حاصل نہ ہوں۔اور نہ میرے منہ میں قوت گویائی رہے۔

84752

آپ کا زمانہ ایک مہکتا ہوا باغ اور آپ کا عہد سرسبز و شاداب (رحمت و برکت سے) ہے۔

اور آپ کے ذکر سے دل ایسا پر سکون ہے جیسے پرندے خوراک حاصل کرنے سے خوش ہوتے ہیں۔

☆ آپ فصلوں میں خوشوں کی طرح خوشنما ہیں جہاں صنوبر (درخت) اور کئی چڑیاں ہیں۔

☆ آپ نے ہماری امیدوں کی تکمیل کی تو کئی راستے کھل گئے اور آپ نے ہم پر محبت کی بارش کی جو مسلسل ہم پر برس رہی ہے۔

☆ آپ رات کو جب یاد آتے ہیں میری سوچ خوبصورتی سے آراستہ ہو جاتی ہے۔

☆ میرا زخم (محبت) اس بات کا انکار کرتا ہے کہ اس کے دونوں حصے مل کر درست ہو جائے۔ گویا کہ محبت کا زخم ختم نہیں ہونا چاہیے۔

☆ میں آپ سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ میری محبت کی تشریح الفاظ میں ہو ہی نہیں سکتی۔

☆ اے سب سے بہترین ذات! آپ نے (توجہ فرمانے سے) ایسی تاخیر کر دی۔ جبکہ ہماری رات لمبی ہے اور چراغوں کی کرنیں روشنی بکھیر رہی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نوٹ: معزز قارئین! قربِ خداوندی کے حصول اور قلوب کو محبت و عشقِ رسول ﷺ سے معمور کرنے کے لیے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات میں مقتدر علماء کرام کی مندرجہ ذیل کتب کا ضرور مطالعہ فرمائیں:

(1) الشفاء شریف (مترجم) از حضرت امام قاضی عیاض، (2) خصائص کبریٰ (مترجم) از حضرت امام جلال الدین سیوطی، (3) مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات (مترجم) از حضرت علامہ امام مہدی فاسی، (4) حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (مترجم) از حضرت امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، (5) مقام مصطفیٰ ﷺ از حضرت علامہ محمد انوار اللہ چشتی، (6) اصلاح مفاہیم (مترجم) از حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی رحمہم اللہ تعالیٰ، (7) شاہکارِ ربوبیت از مفتی محمد خاں قادری اور (8) عشقِ رسول کریم ﷺ از محمد نواز رومانی۔ ۱۲ قصوری عفی عنہ

واقعاتِ نبوتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

''محمد رسول اللہ ﷺ گویا تیرے سامنے ہیں''۔

اسم مبارک:

آپ ﷺ کا نام مبارک ''محمد ﷺ'' اسم با مسمّٰی ہے۔ جو پوشیدہ خوبیوں والا نام اور اپنے اندر راہنمائی کا وصف رکھتا ہے۔ سب خوبیوں کے جامع اور تمام کرامتوں کے پیکر۔ اونچوں سے اونچے، یکتا روزگار، اضافی خوبیوں سے آراستہ، اللہ تعالیٰ کے ہاں محمود ہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول معصوم، اس کے آخری نبی، اس کے صالح بندے، اس کی مخلوق سے برگزیدہ اور زمین والوں سے اس کے دوست ہیں۔ اور لوگوں کے ہاں بھی محمود ہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ ان کے دلوں کے قریب، جانوں سے پیارے، ان کے لیے رحمتِ کامل اور نعمتِ عظیم ہیں۔ آپ ﷺ جہاں کہیں بھی ہوں مبارک ہیں۔ عنایت ایزدی میں مستغرق، اور تقدیرِ ربانی میں محیط ہیں۔ آپ ﷺ کی عادات محمود ہیں۔ اس لیے کہ وحی سے ان کی تہذیب ہوئی۔ آپ ﷺ کی طبع شریف ہے کیونکہ نبوت سے آراستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محمود ہے اور آپ ﷺ محمد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے ان کا نام مشتق (نکالا) کیا تا کہ انہیں جلیل انسان بنائے تو عرش کا مالک محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔ آپ ﷺ کا اسم گرامی ''احمد'' ہے۔ یہی نام مبارک لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بشارت دی تھی۔ آپ ﷺ کا نام مبارک عاقب، حاشر اور ماحی ہے۔ آپ ﷺ خاتم المرسلین ہیں۔ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام سے بہتر و مہتر، جماعت انبیاء علیہم السلام میں آپ ﷺ ان کے ترجمان و امام ہیں۔

آپ ﷺ ساقی حوضِ کوثر، جھنڈا احمد کے حامل، مقامِ محمود پر جلوہ گری فرمانے والے، صاحب عزت و بزرگی جس کا ذکر تورات شریف میں ہے۔ اس سے مراد آپ ﷺ ہی ہیں۔ حضرت جرائیل

علیہ السلام کے تائید یافتہ، خاندان لوئی میں عزت والے جھنڈے کے حامل، خاندان عبد مناف بن قصی میں بلند و عالی پہاڑ۔ دل میں مذکور و محفوظ میں سے اشرف و بزرگ تر۔ شہروں اور دیہاتوں میں بسنے والوں سے بزرگ تر، خاص و عام سب کے لیے ہر دل عزیز، ہر مصلح و ھادی سے اعلیٰ۔ جلیل القدر شرح صدر والے، بلند ذکر والے، درست بات والے۔ شاکر، منصور، سچے، ہر زمانہ میں برکت والے، ہر شہر میں مشہور، عالی ہمت عطاء کرنے میں سمندر، سخاوت میں بارش کی طرح۔ اللہ کی رحمت کاملہ اور سلام ان پر، ان کی آل اور ان کے اصحاب پر نازل ہو۔ جب تک ستارے چمکیں، پرندے اڑیں، بادِ صبا چلے اور مسافر گائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب بہترین لوگوں سے بہترین اور اپنے زمانے کی مختار ہستیوں سے ملتا ہے۔ جو نکاح کرنے والے تھے، سفاح نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء لوگوں سے سعادت مند اور اجداد قبائل کے سردار تھے۔ جنہوں نے ہمیشہ تکریم والی باتوں کو اکٹھا کیا اور بڑے بڑے مقاصد میں کامیابی حاصل کی۔ حضرت عبدالمطلب سے بڑھ کر صفات میں کوئی افضل نہیں۔ اور نہ ہی حضرت ہاشم کے ہم زمانہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شریف ہے اور نہ ہی حضرت عبد مناف کے ہم عمروں سے ان سے بڑھ کر کوئی کریم ہے۔ نہ ہی حضرت قصی کے ہم رکاب لوگوں سے ان سے بڑھ کر کوئی بلند ہے۔ ایسے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے اجداد یکتا روزگار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرداروں کے سردار ہیں جنہوں نے مکارم کو اپنے باپ دادا سے حاصل کیا۔ نسب ایسا ہے جس پر دوپہر کے سورج کا نور ہے اور صبح صادق کی روشنی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن مبارک:

اللہ تعالیٰ نے تمام زمین اور اس کے اطراف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن اس شہر کو بنایا جو سب سے بڑھ کر اسے محبوب تھا۔ جو عزت والا شہر، ارضِ مقدس، ایسا وطن جو عنایات میں محیط اور رعایات میں محفوظ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ المکرمۃ میں پیدا ہوئے، جہاں انبیاء کرام نے نماز پڑھی اور رسولوں نے تہجد گزاری۔ جہاں وحی اتری، نور طلوع ہوا، رسالت چمکی، نبوت بلند ہوئی اور فجر بعثت روشن ہوئی۔ جہاں بیت عتیق، مضبوط عہد اور گہری محبت ہے۔ مکہ پاک نبی معصوم کی جائے پیدائش ہے۔ اسی میں ان کے

بچپن کا جھولا ہے، بچپن کے کھیل وکود کے میدان ہیں۔ جوانی کے عہد و پیمان کی جگہیں ہیں، جوانی کی چراگاہیں اور پیار و محبت کے باغات ہیں۔

ایسے شہر میں جہاں میرے بچپن کے تعویذ کھولے گئے اور پہلی زمین ہے جس کی مٹی نے میرے جسم کو چھوا۔

آپ ﷺ نے اسی مکہ میں پاکیزہ دودھ پیا، شرافت والا پانی چوسا اور فضیلت والے چشمہ سے تھوڑا تھوڑا پیا۔ اسی میں راہ گزر ہے، آنا جانا ہے اور طلوع و غروب ہے۔ یہی شہر آپ ﷺ کے والدین کریمین کا پہلا وطن ہے۔ بنفس نفیس آپ ﷺ کے دل اور روح کا پسندیدہ، محبوب اور پیارا شہر ہے۔
لوگوں کے وطن انہیں محبوب بنا دیے گئے، کہ وہیں ان کی جوانی کے عہد و پیمان کی جگہیں ہیں۔
جب ان کے وطنوں کا ذکر ہو تو انہیں بچپن کا زمانہ یاد آتا ہے جس وجہ سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ہی بڑی لڑائی کا آغاز ہوا: آپ ﷺ کی دعوت عظمیٰ عام ہوئی اور جہاں والوں کو گرما دینے والا اپنا سچا خطاب ارسال کیا۔ اہل زمین کو اپنی روشن غالب رسالت بھیجی۔ حتیٰ کہ جب آپ ﷺ مکہ سے نکالے گئے تو آپ ﷺ نے اسے وفادارانہ الوداع کہا۔ اور اسے اس حال میں چھوڑا کہ قریب تھا کہ اس کی جدائی برداشت نہ کر سکتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (البلد: 201)

رسول اللہ ﷺ کا بچپن:

نفاست آپ ﷺ کے ساتھ ہی پیدا ہوئی، خوشی آپ ﷺ کی ساتھی اور توفیق آپ کی رفیق ہے۔ آپ ﷺ بچے ہیں لیکن عام بچوں کی طرح نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ میں پاکیزہ شرافت، عمدہ ذکاوت اور عنائت و مہربانی والی فطانت ہے۔ خالص رعایت آپ کا لحاظ کرتی ہے، حفاظت کا ہاتھ آپ کا معاون ہے اور ولایت کی ٹہنیاں آپ کے لیے سائبان ہیں۔ آپ ﷺ بچوں میں ہالہ نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غرور، تمام برے اخلاق، مبغوض اوصاف اور برے مذہب سے محفوظ رکھا۔ آپ ﷺ کو بچپن سے ہی اصلاح عالم، انسانیت کی خیرخواہی اور لوگوں کی تاریکی سے نور کی طرف نکالنے والے اوصاف سے آراستہ و مزین کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ آدمی ہیں لیکن نبی، انسان ہیں لیکن رسول، بندہ ہیں لیکن معصوم اور

بشر ہیں لیکن ان کی طرف وحی نازل ہوئی۔رسول اللہ ﷺ صرف سردار ورئیس ہی نہ تھے کیونکہ سرداروں کو علوم دنیا میں ہی برتری ہوتی ہے اور ریاست دنیا کے مقاصد ہی ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔لیکن آپ ﷺ تو صالح مصلح ،ھادی ،مہدی ،ان کے پاس کتاب وسنت ،نور ہدایت ،علم نافع اور عمل صالح ہے۔آپ ﷺ دنیا وآخرت ،روح وجسم دونوں کی اصلاح وسلامتی کے لیے تشریف لائے۔

رسول ﷺ صرف عالم نہیں ہیں بلکہ اللہ کے اذن سے علماء کو تعلیم دیتے ہیں ،فقہاء کو فقیہ بنانے والے ،خطباء کی راہنمائی کرنے والے اور حکماء کو ہدایت دینے والے ہیں۔لوگوں کو اچھے کاموں کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے:''اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔(الشوریٰ:52)

سب کے سب رسول اللہ ﷺ سے التماس کرنے والے ہیں
کہ سمندر سے ایک چلو یا مشکیزہ کا ایک چوسا مل جائے۔

رسول اللہ ﷺ بادشاہ نہیں تھے جو اپنی حکومت وسیع کرنے اور لشکر ومعاونین بڑھانے کے خیال میں ہوتا ہے۔بلکہ آپ امام معصوم ،بھیجے ہوئے نبی ،ہر مالک ومملوک ،آزاد وغلام ،غنی وفقیر ،سفید وسیاہ اور عربی وعجمی کو خوشخبری اور ڈر سنانے والے تھے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اور ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔(الانبیاء:107)۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔اس امت کے کسی شخص نے بھی خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو میری بات سنی اور وہ اس حالت میں مر گیا کہ مجھ پر ایمان نہ لایا تو وہ جہنمیوں میں سے ہے۔

آپ ﷺ کی جوانی:

آپ جوانی کی زینت اور نوعمری کا جمال ہیں۔آپ میں عفت ،مروت ،دانائی ،امانتداری اور فصاحت ہے۔آپ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی جھوٹ نہیں بولا۔آپ ﷺ کی کوئی ایک لغزش یا عیب بھی معلوم نہیں ہے۔آپ ﷺ پاکدامن ،معتمد علیہ ارادہ والے ،ظاہر وباطن کی طہارت والے ،ذی عزت مقام والے ،محترم المقام ،کشادہ اخلاق والے ،عمدہ عادات ، سچی بات والے اور عفیف وحسین کردار والے تھے۔

آپ ﷺ کے دشمن آپ ﷺ کی ایک لغزش بھی بیان کرنے میں کامیاب نہ ہوئے حالانکہ

وہ آپ ﷺ کی دشمنی میں شدید، مکر میں عظیم اور آپ ﷺ سے بغض و کینہ کے عادی تھے۔ وہ آپ ﷺ کے کریمانہ اخلاق کے دفتر میں آپ کے کسی عیب پر مطلع نہ ہو سکے۔ الحمد للہ! انہوں نے آپ ﷺ میں اس چیز کو پایا جو ان کے غیظ و غصے کا باعث بنی کہ آپ میں بلند ہمتی، پاکیزہ عادات اور عمدہ سیرت ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ میں سچائی ہی پائی جو سورج کی روشنی سے بھی زیادہ چمکدار ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ میں ایسی طہارت پائی جو بادلوں کے پانی کو بھی پاک کرنے والی ہے۔ آپ ﷺ اچھے خلق اور پاکیزہ مذہب کی معراج کمال کو پہنچنے والے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی جوانی کے اوائل میں ہی امانتوں کے امین اور آراء و محاکمات کے مرجع تھے۔ آپ نیکی، رفعت، ہدایت و فصاحت میں ضرب المثل تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور بیشک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے'' (القلم: 4)

رسول اللہ ﷺ کی رسالت:

آپ ﷺ کی رسالت تو خبر عظیم، تعجب خیز، بڑی شان والی اور بڑی عظمت والی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''آپس میں کاہے کی پوچھ گچھ کر رہے ہیں بڑی خبر کی جس میں وہ کئی راہ ہیں۔ (النباء: 3) آپ ﷺ کی بعثت ایک حقیقت ہے جو سب خبروں سے بڑھ کر تعجب میں ڈالنے والی اور ان خبروں سے عظیم ہے جسے اخباری اور قصہ گو حضرات بیان کرتے ہیں۔ جسے شتربانوں نے یاد کر رکھا ہے، جس سے زمانہ متحیر ہوا اور جن پر صدیاں بیت گئیں۔ تاریخ اس کے گرد گھومتی ہے اور دن اس کے لیے وقف ہیں۔ آپ ﷺ کی رسالت کا واقعہ ایسا ہے جسے تاریکیاں اپنے اندر نہ سمیٹ سکیں اور نہ ہی اسے ہوائیں مٹا سکیں اور نہ ہی بادل اس کیلیے حجاب بن سکے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو سمندروں، جنگلوں، بیابانوں کو عبور کر گیا اور جہان پر بارش کی طرح چھا گیا۔ اور سورج کی طرح چمک اٹھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ نور ہے تو کیا نور مخفی ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے برا مانیں کافر۔ (الصف: 8)

آپ ﷺ سے بروایت صحیح منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو مجھے علم و ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کی مثال بارش کی سی ہے۔

تیرے دشمن ہر زبان میں مذموم ہیں۔

اگر چہ تیرے دشمن شمس وقمر ہی ہوں، تیری رفعت میں اللہ کا راز ہے۔لوگوں کا کلام بیہودگی کی وجہ سے ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت تو اس لیے ہوئی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے جس کا کوئی شریک نہیں۔آپ کی بعثت اس لیے ہوئی اللہ کی توحید کا پرچار ہو،آپ کی بعثت اس لیے ہوئی کہ زمین پر لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی پکار ہو۔آپ کی بعثت تو اس لیے ہوئی کہ حق کو حق اور باطل کو باطل کیا جائے۔آپ کی بعثت روشن سیدھی راہ،چمکتی ملت اور وسیع شریعت کے ساتھ ہوئی۔آپ کی بعثت عدل واحسان اور قریبی رشتہ داروں کو عطا کرنے کے لیے ہوئی۔آپ کی بعثت بھلائی،سلامتی ،نیکی،محبت،سعادت،اصلاح،امن اور ایمان کے لیے ہوئی۔آپ کی بعثت طہارت،نماز،زکوٰۃ،روزہ، حج، جہاد،نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے ہوئی۔آپ ﷺ عمدہ معاملات،مکارم اخلاق، خوبصورت طبائع اور جامع فضائل کے ساتھ مبعوث ہوئے۔آپ کی بعثت شرک مٹانے،بت توڑنے ،جہالت دور کرنے،ظلم کے خلاف جنگ کرنے،باطل نیست ونابود کرنے اور کمینگی کے خاتمہ کے لیے ہوئی۔کوئی بھلائی ایسی نہیں جس کی آپ نے راہنمائی نہ کی ہو اور کوئی برائی ایسی نہیں جس سے آپ نے منع نہ کیا ہو۔باقی آپ ﷺ کے اخلاق تو ایسے ہیں کہ جن کی تادیب اللہ تعالیٰ نے عمدگی سے فرمائی۔ آپ ﷺ تمام مخلوق میں اخلاق کے اعتبار سے اچھے ہیں،قول کے اعتبار سے مضبوط ہیں،طریقہ کے اعتبار سے مثالی،خبر کے اعتبار سے سچے،حکم کے اعتبار سے عادل،عادت کے اعتبار سے عمدہ،سیرت کے اعتبار سے پاکیزہ،سخاوت کے اعتبار سے زیادہ سخی،خاطرداری کے لحاظ سے وسیع،سینہ کے اعتبار سے صاف ہیں۔آپ ﷺ اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے والے اور اپنے مولیٰ سے سب سے بڑھ کر خشوع کرنے والے ہیں۔آپ ﷺ امت کے احوال سے سب سے زیادہ باخبر،سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے،خیالات کے اعتبار سے سب سے پاکیزہ،مقام کے اعتبار سے سب سے زیادہ کریم،دلی اعتبار سے سب سے دلیر اور مضبوط،محبت میں سب سے آگے نفس،نسب،خلق،اور دین میں سب سے بہتر ہیں۔آپ ﷺ عمدہ صفات اور بارونق چہرے والے ہیں۔دلوں کے قریب اور روحوں کے محبوب ہیں۔نرم خو،آسان طریقہ اور بابرکت حال والے ہیں۔آپ ﷺ کی شان وشوکت بلند اور

جلالت ہم رفیق ہے۔آپ ﷺ کے چہرہ انور پر نور رسالت،اور دندان مبارک پر محبت بھری مسکراہٹ ہے۔آپ ﷺ زندہ دل،ذکی الخاطر،عظیم ذہانت والے اور درست رائے والے ہیں۔آپ ﷺ کے مشیر بوملائی سے تروتازہ ہیں۔آپ کا ہمنشین سعادت منداور رفیق نعمت ہے۔آپ کا ساتھی سکون وآرام پاتا۔آپ نیک خیالی پسند کرتے اور بدشگونی پسند نہ کرتے۔آپ معاف فرمادیتے اور درگزر کرتے۔عطاو سخاوت کرتے۔آپ تیز ہوا سے زیادہ سخی،بہت برسنے والے بادل سے زیادہ کریم اور چاند سے زیادہ بارونق ہیں۔آپ ﷺ کے اخلاق سب لوگوں کے لیے ہیں اور آپ ﷺ کی بخشش کا طوق سب کی گردن میں ہے۔آپ نے اپنی دعوت سے انسانیت کوسعادت مند کیا۔جس نے آپ کودیکھا وہی آپ کا محب بن گیا۔جس نے آپ کو پہچانا وہ ہیبت والا ہو گیا اور جس نے آپ کواپنے گھر داخل کیا وہ بزرگ ہو گیا۔آپ کا کلام دلوں کو گرویدہ بنالیتا ہے۔آپ کی عادات روحوں کو قیدی بنالیتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کا دل مضبوط کیا،نورکجی سے محفوظ کیا۔آپ کا کلام صحیح قرار دیا۔جہالت سے محفوظ ہے۔اس نے آپ کی آنکھ کی حفاظت فرمائی تو وہ خیانت نہیں کرتی۔اور آپ کی زبان کی حفاظت کی تو وہ لغزش نہیں کرتی۔آپ کے دین کی حفاظت فرمائی تو وہ ٹیڑھا نہیں،آپکا حوصلہ بلند فرمایا تو وہ ضائع نہیں۔آپ ﷺ ہدایت یافتہ،محفوظ،مبارک،اور امن یافتہ ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''بیشک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔(القلم:4)اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''تو کیسی اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب!تم ان کے لیے نرم دل ہوئے۔(ال عمران 159) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:بیشک اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اسے جاننے والا میں ہوں''۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں''۔آپ ﷺ نے فرمایا:میں مکارم اخلاق مکمل کرنے کے لیے مبعوث ہوا ہوں،تو پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو برگزیدہ کیا،چنا،ولایت بخشی،اور آپ کی حمایت،رعایت اور کفایت کی اور ہر عمدہ آزمائش سے آزمایا۔

آپ ﷺ کا دین:

رسول ﷺ کا دین اسلام ہے جو فطری،میانہ اور فلاح ونجات کا دین ہے۔اللہ تعالیٰ کے ہاں سب دینوں سے محبوب ترین ہے۔ارشاد ربانی ہے:جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی اتباع کرے تو وہ

اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔ دین اسلام امت سے بوجھ اور گلے کے پھندے اتارنے کے لیے آیا جو آسان، سب کے لیے عام اور کامل مکمل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا۔

دین اسلام نے لوگوں کو بندوں کی عبادت سے اللہ رب العالمین کی عبادت، دنیا کی تنگی سے آخرت کی وسعت، شرک کی تاریکیوں سے توحید کے نور اور کفر کی بدبختی سے ایمان کی سعادت کی طرف نکالا۔ یہ دین ہر زمانے اور ہر جگہ کے لیے مناسب و موزوں ہے۔ جسے اس ذات نے جاری و نافذ کیا جو کمی کوتاہی کو بخش دیتی ہے۔ جو رازوں اور پوشیدہ باتوں کو جانتی ہے اور بندے کے ظاہر و باطن سے خبردار ہے۔ دین اسلام وہ متوسط دین ہے جس نے علم نافع اور عمل صالح کی تعلیم دی۔ یہودیوں کے برعکس کہ جن کے ہاں علم غیر نافع تھا جس پر وہ عمل نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر غضب کیا۔ نصرانیوں کے بھی برعکس کہ ان کے پاس بغیر علم کے عمل تھا۔ جو سیدھے راستے سے گمراہ تھے تو دین اسلام ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نہیں اور نہ ہی وہ گمراہ ہیں۔ رسول ﷺ ان پڑھوں میں بے پڑھے مبعوث ہوئے۔ جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں، انہیں پاک و ستھرا کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر چہ وہ ان پڑھ اس سے پہلے گمراہ تھے۔

دین اسلام نے بات اور گواہی میں جھوٹ کو حرام قرار دیا۔ احکام میں ظلم، ولایت میں زیادتی، ناپ تول میں کمی، لوگوں پر سرکشی، غیر پر ظلم، اپنے آپ اور لوگوں کو نقصان دینا بھی حرام قرار دیا۔ اس دین نے دل کی حفاظت ایمان سے، جسم کی حفاظت ارباب صحت سے کی، مال کو ضائع ہونے سے محفوظ کیا اور عزت کو پامال ہونے سے بچایا۔ خون کو رائگاں ہونے سے اور عقل کو بےکار ہونے سے بچایا۔

آپ ﷺ کی کتاب:

آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید ہے۔ جو تمام کتابوں سے افضل، تمام موثوقہ کتب سے ثقہ، عمدہ قصوں پر مشتمل اور نفیس مضامین والی ہے۔ وہ عب دار حق ہے جسے نہ آگے سے، نہ پیچھے سے باطل آسکتا ہے۔ یہ حکیم حمد سراپا کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ جو ایسی کتاب ہے کہ جس کی

آیات مفصل پھر محکم ہیں۔جس کے پڑھنے اور اس میں غوروفکر کرنے میں برکت اور شفاء ہے۔فیصلوں میں اسی کا حکم ہے اور وہ معمول العمل ہے۔جس کے ایک حرف کی تلاوت دس نیکیوں کے برابر ہے۔جو شافع مشفع ہے۔سچی گواہی والی ہے۔سودمند ساتھی ہے۔بہترین داستانوں سے معمور ہے۔امین پر نازل شدہ ہے۔دلوں میں تاثیر کرنے والی معجز ہے۔میٹھی، جادواثر اور خوبصورت ہے۔جو غالب ہے مغلوب نہیں۔جو جادو ہے نہ شعر، اور کہاوت ہے نہ کسی آدمی کا قول۔بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کہ جس سے ابتداء اور اسی کی طرف لوٹتا ہے۔جو حضرت جبرائیل رسول ﷺ کے دل پر لے کر اترے تا کہ آپ ﷺ مرسلین سے ہو جائیں۔جو واضح عربی زبان میں ہے۔یہ وہ کتاب ہے جو تمام کتابوں کا سرمایہ افتخار ہے۔بلاغت میں سب سے عمدہ اور حجت و بیان میں سب پر فائق ہے۔جو ہدایت اور رحمت، نصیحت اور دلوں کی شفاء ہے۔وہ نور، برہان، سیدھی راہ، تعلیم اور رشد و ہدایت ہے۔تبدیلی سے محفوظ ہے۔زیادتی وکمی سے حفاظت میں ہے۔ہمیشہ کے لیے معجز ہے۔اپنی اتباع کرنے والے کی عصمت اور اپنے عامل کے لیے نجات ہے۔اس سے راہنمائی لینے والے کے لیے سعادت اور اس سے ہدایت لینے والے کے لیے کامیابی ہے۔اس پر فیصلہ کرنے والے کے لیے فلاح ہے۔رسول ﷺ قرآن کریم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ''کہ قرآن کریم پڑھو کیونکہ یہ قیامت میں اپنے اصحاب کا شفیع بن کر آئے گا۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے ایک قوم کا مرتبہ بلند فرما دیتا ہے۔اور دوسری قوم کا مرتبہ گرا دیتا ہے۔یہ وہ کتاب ہے جس نے شعراء کے منہ پر مہرِ سکوت ثبت کر دی، خطباء کو خاموش کرا دیا اور بلغاء پر غالب آ گئی۔خالص عربوں پر غالب ہوئی۔جس نے علماء کو تعجب میں ڈال دیا اور حکماء کو مبہوت کر دیا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔(بنی اسرائیل:9)

رسول اللہ ﷺ کا صدق:

آپ ﷺ ہر متکلم (گفتگو کرنے والا) سے بڑھ کر صادق ہیں۔آپ ﷺ کا کلام حق، سچ اور عدل پر مبنی ہے۔آپ ﷺ کا پوری زندگی میں کسی بھی حال میں جھوٹ نہیں ملتا۔آپ ﷺ نے جھوٹ کو حرام قرار دیا اور جھوٹے کی مذمت فرمائی اور جھوٹ سے منع فرمایا۔ارشاد فرمایا: ''سچائی نیکی کی طرف

راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور اس کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ رب العزت کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے"۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: کہ مومن بخیل یا بزدل تو ہو سکتا ہے لیکن جھوٹا کبھی نہیں ہو سکتا ہے"۔ آپ ﷺ نے بطور مذاق دوسروں کو ہنسانے کے لیے بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی مطہرہ اس حال میں گزاری کہ سچائی آپ کی صاحب وساتھی رہی۔ آپ ﷺ کی سچائی پر بطور دلیل اتنا ہی کافی ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم غیب کی خبر دی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسالت کے لیے امین بنایا۔ جسے انہوں نے کامل مکمل امت تک پہنچا دیا اور اس میں ایک حرف کی کمی یا زیادتی نہیں کی۔ آپ ﷺ نے اپنے رب کی امانت کو کماحقہ پہنچا دیا۔ آپ ﷺ کا ہر قول، فعل اور حال سچائی پر مبنی ہے۔ آپ ﷺ صلح وجنگ، رضا و غضب اور بیان و حکم ہر حال میں صادق ہیں۔ آپ ﷺ قریب و بعید، دوست و دشمن اور مرد و عورت ہر کسی کے ساتھ صادق ہیں۔ خلوت و جلوت، حضر و سفر، جنگ و صلح، خرید و فروخت، عقود و عہود، خطبہ و رسالت، فتاویٰ و قصص، قول و نقل اور روایت و درایت میں صادق ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دروغ گوئی سے معصوم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس برے اخلاق سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبان مبارک اور الفاظ کو سیدھا اور درست فرمایا، آپ ﷺ کے نطق کی اصلاح فرمائی اور آپ ﷺ کی بات کو درست کیا۔ آپ ﷺ صادق و مصدوق ہیں کہ جن کے متعلق ایک حرف، ایک مکالمہ، غیر صادق اور خلاف حق نہیں ملتا۔ آپ ﷺ کا ظاہر، باطن کے خلاف نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ اپنے الفاظ اور اپنے ارشادات میں صادق ہیں۔ آپ ﷺ نے ہی فرمایا ہے: "کسی نبی کے لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو" یہ بات آپ ﷺ نے اس وقت ارشاد فرمائی جب آپ ﷺ کے اصحاب نے کہا: آپ ﷺ نے ہمیں اپنی آنکھ سے قیدی کے قتل کا اشارہ کیا تھا بلکہ آپ ﷺ تو اپنے رب کی طرف سے سچائی لے کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کا کلام حق، آپ کی سنت سچی، آپ کی رضا سچی، آپ کا آنا جانا سچا، ہنسا رونا سچا، آپ کی بیداری سچ اور آپ کا سونا حق پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے۔ (الاحزاب: 8) دوسری جگہ ارشاد ہے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (التوبہ: 119) ایک اور جگہ ارشاد ہے: تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا۔ (محمد: 21)

آپ ﷺ اپنے رب کے ساتھ، اپنی ذات کے ساتھ، لوگوں کے ساتھ اپنے اہل کے ساتھ اور اپنے دشمنوں کے ساتھ سچے ہیں۔ اگر سچائی آدمی کی شکل میں ہوتی تو وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات ہوتی۔ میرے ماں، باپ قربان! کیا سچائی کی تعلیم آپ کے علاوہ کسی اور سے ہے؟ میں قربان! کیا سچائی آپ کے علاوہ کسی اور سے منقول ہے؟ آپ ﷺ اسلام و رسالت سے پہلے بھی زمانہ جاہلیت میں صادق و امین تھے۔ پھر وحی، ہدایت، جبریل علیہ السلام کے نزول، نبوت اور اللہ تعالیٰ کا آپ کو چن لینے، برگزیدہ اور پسند کر لینے کے بعد آپ ﷺ کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ کیسا ہوگا؟

حضرت محمد ﷺ کا صبر:

آپ ﷺ سے بڑھ کر مصائب و آلام میں صابر و محتسب رہنے والا کوئی نہیں ہوا۔ ارشادِ ربانی ہے: آپ صابر ہیں، آپ کا صبر اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ (النحل: 127) آپ ﷺ یتیمی، فقیری، احتیاجی، بھوک اور حاجت و مشقت کی حالت میں صابر رہے۔ آپ ﷺ سے کوئی حسد کرتا، گالی دیتا، دشمن کبھی غالب ہوتا تو صبر کرتے۔ آپ ﷺ نے وطن چھوڑنے، گھر سے نکالے جانے اور اپنے اہل سے دور کیے جانے پر صبر کیا۔ آپ ﷺ نے عزیزوں کے قتل، اصحاب کی خونریزی، پیروکاروں کے ستائے جانے، دشمن کی فوج کشی اور ان کے اجتماع، مکار لوگوں کے جھوٹ، جبار لوگوں کے تکبر، اعراب کی جہالت، بادیہ نشین کی زیادتی، یہودیوں کے مکروفریب، نصرانیوں کی سرکشی، منافقوں کی خباثتوں اور مختلف فوجوں کے حملہ پر صبر کیا۔ آپ ﷺ قریبی لوگوں کی ترش روئی، دور والوں کی فوج کشی، باطل کے چڑھ آنے اور منکرینکی سرکشی پر صابر رہے۔ آپ ﷺ نے دنیا کی زیب و زینت، اس کے سونے، چاندی سے صبر کیا اور ان سے کسی کے ساتھ کچھ تعلق نہ رکھا۔ آپ ﷺ ولایت کی چمک، منصب کی دھمک، ریاست کی خواہش سے صابر رہے اور ان تمام باتوں میں اپنے رب کی رضا کے طالب رہے۔ آپ ﷺ زندگی کے ہر موڑ پر صابر و شاکر رہے۔ صبر آپ ﷺ کی زرہ اور ڈھال ہے اور آپ ﷺ اس کے صاحب و حلیف ہیں۔ جب بھی دشمنوں کی باتیں اذیت کا باعث بنتیں تو آپ ﷺ یہ آیت تلاوت فرماتے: "فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ"۔ آپ صابر رہیں ان کی باتوں پر۔ اور جب بھی کوئی معاملہ شدید اور تنگ ہو جاتا تو آپ ﷺ "فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ" پڑھتے۔ اور جب

آپ ﷺ دشمن کی ہول ناک سخت گیری کا معائنہ فرماتے اور کفار کی چالیں پریشانی کا باعث بنتیں تو آپ ﷺ "فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ" پڑھتے۔ یعنی آپ صبر کریں جیسے الولالعزم رسولوں نے صبر کیا۔

آپ ﷺ کا صبر اللہ کی مدد، اس کے وعدہ پر اطمینان، اس کی طرف جھکنے اور اس سے ثواب کی امید کرنے کی وجہ سے پکا وسچا صبر تھا۔ آپ ﷺ کا صبر اس شخص کا سا صبر ہے جو یہ جانتا ہے کہ عنقریب اللہ ضرور مدد فرمائے گا، آخر کار فتح اسی کی ہے، اللہ اس کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ اسے کافی ہے۔ آپ ﷺ نازیبا کلمات پر صبر کرتے پریشان نہ ہوتے۔ تکلیف دہ بات پر صبر کرتے اس سے بے قرار نہ ہوتے اور ارادی ایذا پر صبر کرتے اس سے نالاں نہ ہوتے۔ آپ ﷺ کے چچا فوت ہوئے تو آپ نے صبر کیا، آپ کی زوجہ مطہرہ فوت ہوئیں آپ نے صبر کیا، آپ کے چچا حضرت امیر حمزہ شہید ہوئے آپ نے صبر کیا، مکہ مکرمہ سے دور ہوئے تو صبر کیا، آپ کا بیٹا فوت ہوا صبر کیا۔ آپ کی زوجہ مطہرہ پر تہمت لگی تو صبر کیا اور آپ کی تکذیب کی گئی تو آپ نے صبر کیا۔ کافر و بے دین لوگ آپ ﷺ کو شاعر، کاہن، جادوگر، مجنون، کاذب، مفتر (افتراء وجھوٹ بنانے والا) کہتے تو آپ صبر کرتے۔ انہیں کافروں نے آپ ﷺ کو وطن سے نکالا، تکلیف دی، گالی دی، لڑائی کی اور محصور (زیرِ حراست رکھا) کیا لیکن آپ ﷺ نے صبر کیا۔ کیا صبر کی تعلیم آپ ہی سے نہیں ہے؟۔ کیا آپ کے علاوہ کوئی اور بھی ہے کہ صبر میں اس کی تقلید کی جائے؟ آپ ﷺ وسیع الصدر، عظیم، عمدہ حسن سلوک اور شجاعت و بہادری میں ضرب المثل ہیں۔ آپ ﷺ صابروں، شاکروں کے امام اور راہنما ہیں۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت سخی:

آپ ﷺ اللہ کی مخلوق سے سب سے زیادہ کریم اور سخی ہیں۔ آپ ﷺ کی ہتھیلی بھلائی کی بدلی اور ہاتھ سخاوت کا بادل ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نیکی کرنے میں تیز آندھی سے بھی تیز ہیں۔ آپ ﷺ سے تشہد کے علاوہ "لا" یعنی "نہیں" کہیں بھی نہیں سنا گیا۔

آپ نے تشہد کے علاوہ "لا" کبھی نہیں کہا۔

اگر تشہد نہ ہوتا تو آپ کا "لا" بھی نعم (ہاں) ہوتا۔

آپ ﷺ اس شخص کی سی عطا فرماتے جسے فقیری کا خوف نہ ہو کیونکہ آپ ﷺ عمدہ اخلاق کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ آپ مطلقاً سخیوں کے سردار ہیں۔ آپ ﷺ نے بکریوں سے بھرے دو پہاڑ سخاوت فرمائے اور عرب کے ہر قبیلہ کے سردار کو سو سو اونٹ عطا کیے۔ آپ ﷺ سے کسی سائل نے زیب تن لباس کا سوال کیا تو آپ نے اسے اتارا اور اس کو دے دیا۔ آپ ﷺ کسی حاجت مند کو خالی واپس نہ کرتے۔ آپ ﷺ کا احسان سب لوگوں کو عام ہے۔ آپ کا کھانا سب کے لیے ہے، آپ کی ہتھیلی مسلسل سخاوت کرنے والی، آپ کا سینہ کشادہ، آپ کے اخلاق نرم اور آپ کا چہرہ مبارک مسکراتا ہوا ہے۔

ے تو دیکھے گا انہیں جب تو ان کے پاس کلمہ پڑھتے جائے گا۔

گویا کہ وہ عطا فرمانے والے ہیں اور تو سائل ہے۔

آپ ﷺ کوئی چیز پاس نہ ہوتے ہوئے بھی خرچ فرماتے اور ضرورت کے باوجود عطا فرماتے۔ غنیمتیں جمع ہوتیں تو فی الفور تقسیم فرما دیتے اور اپنے لیے کچھ نہ لیتے۔ آپ ﷺ کا دستر خوان ہر آنے والے کے لیے بچھا ہوتا۔ آپ ﷺ کا گھر ہر وفد کا قبلہ ہوتا۔ آپ ﷺ مہمان نوازی فرماتے، خرچ کرتے، بھوکے کو کھانا دیتے، محتاج کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے۔ جو چیز ملک میں ہوتی وہ غریبوں کو دیتے۔ جو پاس ہوتا اس سے حاجتمندوں کی غمخواری کرتے، غریب کو اپنی ذات سے مقدم رکھتے۔

آپ ﷺ جود و سخا کی علامت ہیں حتیٰ کہ حاتم، ہرم اور جدعان جیسے عربوں کے نامور سخی آپ ﷺ کے ہم پلہ نہیں۔ آپ ﷺ اس شخص کی طرح عطا فرماتے جسے پسماندگی کی اللہ کے علاوہ کسی سے طلب نہیں۔

آپ ﷺ اس شخص کی طرح سخاوت فرماتے جسے اپنی جان، مال اور ہر مملوکہ شیء اپنے رب کی راہ میں دینا آسان ہو۔ آپ ﷺ کی ہتھیلی سب جہان والوں سے زیادہ عطا کرنے والی، آپ کا ہاتھ سب سے زیادہ سخاوت کرنے والا اور آپ کا مقام سب سے زیادہ کریم ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے احسان، جود و سخا اور کرم و فضیلت میں اپنے اصحاب، احباب اور اتباع کرنے والوں بلکہ دشمنوں کو بھی مغلوب رکھا ہے۔

آپ ﷺ کے دستر خواں سے یہودی کھاتے۔ آپ کے کھانا پر اعراب جاہل بیٹھ جاتے۔ منافقوں نے آپ کا دستر خوان گھیرا ہوتا۔ آپ ﷺ کے متعلق کوئی بھی ایسی بات منقول نہیں کہ آپ ﷺ کسی مہمان کی وجہ سے تنگ دل ہوئے ہوں یا کسی سائل کے باعث بے قرار ہوئے ہوں ہاں یا کسی طالب کی وجہ سے

بیزار ہوئے ہوں۔ایک مرتبہ ایک اعرابی نے آپ ﷺ کی چادر کھینچی کہ جس کی وجہ سے آپ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گیا۔آپ کو کہنے لگا: مجھے اس مال سے عطا کیجیے جو اللہ کا آپ کے پاس ہے، اپنے ماں باپ کے مال سے نہیں۔آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر مسکرائے اور اسے عطا فرما دیا۔

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں سونے اور چاندی کے خزانے آئے، آپ ﷺ نے ایک ہی مجلس میں انہیں تقسیم کر دیا۔اس سے ایک درہم یا ایک دینار یا کچھ مال بھی باقی نہ رہنے دیا۔آپ ﷺ کی خدمت میں عطیات پیش ہوتے تو آپ وہ سائلین کو عطا فرما دیتے۔آپ ﷺ جود وسخا اور خرچ کرنے کا حکم دیتے۔جود وسخا کے لیے دعا فرماتے بخل اور مال روک لینے کی مذمت فرماتے۔آپ ﷺ فرماتے: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی تکریم وعزت کرے''۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے تلے ہوگا حتیٰ کہ وہ لوگوں سے ممتاز وجدا ہوگا''۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا''۔

رسول اللہ ﷺ کی شجاعت و بہادری:

آپ ﷺ کی شجاعت و بہادری ان باتوں سے ہے جس کی خبریں تسلسل اور تواتر سے چلی آرہی ہیں اور نصف النہار (دوپہر) کے سورج سے زیادہ واضح ہیں۔آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ مضبوط دل والے تھے۔پہاڑ کی طرح نہ جنبش کرتے اور نہ ہی کانپتے کسی دھمکی و وعید سے ڈرتے۔نہ ہی کسی جگہ کھڑے ہونے سے ڈرتے، نہ ہی سختیوں سے گھبراتے اور نہ ہی حوادثات اور سخت مصائب سے پریشان ہوتے۔آپ ﷺ نے اپنا معاملہ اپنے رب کے سپرد کیا ہوا تھا۔اسی پر بھروسہ کرتے اور اسی کی طرف رجوع لاتے۔آپ ﷺ اپنے رب کے حکم سے راضی تھے اور اسی کی مدد کافی سمجھتے تھے۔اس کے وعدہ کا پکا یقین تھا۔آپ ﷺ جنگوں میں بنفسِ نفیس کود جاتے اور بذاتِ خود لڑائی کرتے۔اپنی روح وجان موت کے لیے پیش کر دیتے اور اس میں کسی قسم کا خوف یا ڈر نہ کرتے۔آپ ﷺ نے کسی بھی جنگ میں راہ فرار اختیار نہ کی۔ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹتے جبکہ لڑائی کا تنور گرم ہوتا اور جنگ اپنے جوبن پر ہوتی۔تلواریں چمک رہی ہوتیں، نیزے سونتے جا رہے ہوتے، سر کٹ کٹ کر گر رہے ہوتے اور موت کے جام جانوں پر پیش کیے جا رہے ہوتے۔آپ ﷺ ایسے حالات میں دل سے بھی زیادہ اپنے اصحاب کے

قریب ہوتے۔ بسا اوقات اصحاب لڑائی سے پرہیز کر رہے ہوتے تو آپ اس حالت میں بھی تلوار چلا رہے ہوتے، جہاد کر رہے ہوتے۔ آپ ﷺ دشمن کی پروانہ کرتے اگر چہ وہ تعداد میں زیادہ ہوتے۔ دشمن کا پاس نہ کرتے اگر چہ ان کی قوت وخوف زیادہ ہوتا بلکہ آپ ﷺ صفیں درست فرما رہے ہوتے، مجاہدین کو دلیری دے رہے ہوتے اور لشکروں کی طرف پیش قدمی کر رہے ہوتے۔

جنگ حنین میں لوگ بھاگ گئے آپ اور آپ کے چھ اصحاب کے علاوہ کوئی ثابت قدم نہ رہا۔ آپ ﷺ پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: تو اے محبوب! اللہ کی راہ میں لڑو تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو۔ (النساء: 84) آپ ﷺ کا سینہ مبارک تلواروں اور نیزوں کے لیے تنا ہوتا۔ بڑے بڑے جری پہلوانوں کو آنکھوں دیکھے پچھاڑ دیتے اور بڑے بڑے بہادروں کو دیکھتے دیکھتے زیر کر لیتے۔

آپ ﷺ مسکراتے چہرے والے، کشادہ رو اور مطمئن نفس والے ہیں۔

آپ ایسی جگہ ٹھہرے جہاں موت میں شک نہیں۔

گویا کہ آپ خراب کنواں میں سونے والے ہیں۔

آپ کا سامنا بڑے بڑے بہادروں سے ہوا، سب نے شکست کھائی۔ آپ کا چہرہ روشن اور دانت مسکرانے والے ہوتے۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور زخمی ہو گیا، دانت مبارک ٹوٹ گئے، ستر صحابہ شہید ہو گئے، لیکن آپ ﷺ میں ضعف، کمزوری اور سستی نہ آئی۔ آپ ﷺ تلوار سے بھی زیادہ تیز گزرنے والے ہو گئے۔ آپ ﷺ بدر کے میدان کی طرف نکلے بنفس نفیس جنگ کی قیادت کی اور اپنی روح مبارکہ موت کی لہروں میں داخل کی۔ آپ ﷺ منادی اور للکارنے والے کی آواز سن کر سب سے پہلے آنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے جہاد سنت قرار دیا، اس پر آمادہ کیا اور اس کا حکم دیا۔ جنگ خندق کے دن آپ ﷺ پر ہر طرف سے بہت سے قبائل عرب نے فوج کشی کی اور معاملہ تنگ ہو گیا، مصیبت آپڑی، دل حلق تک پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے گمان کیے جانے لگے، مومن شدید جھٹکوں کا شکار ہو گئے۔ اس حال میں آپ ﷺ کھڑے ہوتے ہیں۔ نماز ادا فرماتے ہیں اپنے رب سے مدد مانگتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آ پہنچی اور دشمن کا چال وکر دور کر دیا اور انہیں ذلیل ورسوا کیا۔ ان پر

سختی کی اور لشکر بھیجے۔ وہ ذلت و رسوائی اور نقصان ... واپس ہو گئے۔ جنگ بدر کی رات لوگ سو گئے اور آپ ﷺ بیدار ہیں بلکہ کھڑے ہو کر ... ادا فرماتے ہیں، دعا کرتے ہیں اپنے رب کے حضور گڑگڑاتے ہیں۔ اپنے رب کے ہاں وسیلہ ... ہیں اور اس سے مدد و تائید کا سوال کرتے ہیں۔ اگر کسی کا امام ہو تو اسی قدر بہادر ہونا چاہیے۔ کوئی ... آپ ﷺ کے غضب کی وجہ سے ... سے کوئی سینہ کی مضبوطی اور دل کی بہادری میں آپ ﷺ کے مرتبہ کو نہ پہنچ ... ﷺ ... بہادری اور جوانمردی میں یکتا روزگار ... بہادری کی صفات مکمل طور ... ہیں اور ان میں پیش قدمی اور گرفت کی مضبوطی کی ... ذات تام و مکمل ہیں۔ آپ ﷺ کا ہی یہ مقولہ ہے: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بیشک میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر میں زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں"۔

رسول اللہ ﷺ کا زُھد:

آپ ﷺ کا زہد اس شخص کا سا ہے جو جانتا ہے کہ دنیا فانی ہے جلد ختم ہونے والی ہے، اس کا سامان تھوڑا ہے اور عمر قلیل ہے۔ دار آخرت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنے دوستوں کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ اس کا اجر عظیم ہے۔ وہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا حاصل کرنا ترک فرما رکھا تھا مگر اتنی ہی جس سے ضرورت پوری ہو جائے اور بوجھ ہلکا ہو جائے۔ باوجود اس کے دنیا آپ ﷺ پر پیش ہوئی، آپ کے لیے مزین ہوئی اور آپ کی طرف متوجہ ہوئی۔ اگر آپ ﷺ چاہتے کہ دنیا کے پہاڑ سونا اور چاندی ہو جائیں تو وہ ہو جاتے لیکن آپ ﷺ نے زہد اور ترک دنیا کو ترجیح دی۔ بسا اوقات بھوکے ہی رات بسر فرما لیتے اور مہینہ بھر گھر آگ روشن نہ ہوتی۔ آپ ﷺ نے کبھی مسلسل تین دن تک جَو کی روٹی سیر ہو کر نہ کھائی۔ آپ ﷺ چٹائی پر سوتے کہ جس کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر پڑ جاتے۔ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ مبارک پر پتھر باندھ لیتے۔ صحابہ کرام آپ ﷺ کے چہرے مبارک سے بھی بھوک کے آثار جان لیتے۔

آپ ﷺ کا گھر مبارک مٹی کا بنا ہوا تھا، تنگ تھا اور چھت بہت اونچی نہ تھی بلکہ زمین کے قریب تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی زرہ تیس صاع (نام پیمانہ جو ساڑھے چار سیر کا ہوتا ہے) کے عوض ...

یہودی کے ہاں گروی رکھی ہوئی تھی۔ کبھی آپ ﷺ صرف ایک تہبند اور چادر پہن لیتے تھے۔ اور کبھی دبستر خوان (جو لکڑی کا بنا ہوا ہوتا ہے) پر کھانا نہیں کھایا۔ صحابہ کرام جان لیتے کہ آپ ﷺ کو کھانے کی حاجت ہے تو وہ آپ کی خدمت میں کھانا بھیج دیتے۔ یہ سارا اپنے نفس کی عزت کے لیے تھا کہ وہ دنیا کی میل کچیل سے بچ جاتے اور اپنی روح کی تہذیب اور دین کی حفاظت کے لیے تھا تا کہ رب تعالیٰ کے ہاں اس کا کامل اجر محفوظ رہے۔ ان کے لیے جو اللہ کا وعدہ ہے اس کے مستحق ہو جائیں۔ ارشاد ہے: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (الضحیٰ: 5) آپ ﷺ مال غنیمت لوگوں میں تقسیم فرما دیتے اور اپنے لیے ایک درہم بھی باقی نہ رکھتے۔ آپ ﷺ اونٹ، گائیں اور بکریاں اپنے اصحاب، پیروکاروں اور مؤلفۃ القلوب میں تقسیم فرما دیتے اور ایک اونٹ یا گائے یا بکری باقی نہ رہنے دیتے۔ آپ ﷺ فرماتے: "اگر میرے پاس مقام تہامہ کے درختوں کے برابر مال ہوتو میں اسے تقسیم کر دوں۔ پھر تم مجھے بخیل، جھوٹا اور بزدل نہ پاؤ"۔

پہاڑوں نے سونے کی اونچائی اور ڈھیر سے اسے فریب دینا چاہا

تو اس نے انہیں دیکھا اور کہا: کہاں ہے تیری اونچائی۔

آپ ﷺ آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور دنیا چھوڑنے، اس کی طرف متوجہ نہ ہونے، اس سے خوش نہ ہونے، اسے جمع نہ کرنے، اس کی عمدہ چیزوں سے لذت نہ اٹھانے اور اس کی حسین چیزوں سے نفع نہ لینے میں ایک بہترین اور اعلیٰ نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ نے محل تیار نہ کیے اور نہ ہی مال جمع کیا۔ آپ ﷺ کا کوئی خزانہ تھا اور نہ ہی کوئی باغ تھا جس سے کھاتے ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنے ورثہ میں کوئی باغ چھوڑا اور نہ ہی کوئی کھیتی باڑی والی زمین۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ ہیں وراثت نہیں چھوڑتے ہیں اور جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ اپنے قول، فعل اور حال سے دنیا میں زہد اختیار کرنے اور آخرت کے لیے تیاری وعمل کے لیے دعوت دیتے تھے۔

آپ ﷺ نے دنیا کی طرف نظر نہ کی اس لیے کہ آپ ﷺ مسلمانوں کے امام، مؤمنین کے قائد اور تمام لوگوں سے افضل ہونے کے باوجود مٹی کے کچے گھر میں رہتے۔ کھجور کے پتوں سے بنی چٹائی پر سوتے۔ چند کھجوریں کھانے سے گزارا کرتے اور کبھی صرف دودھ پر ہی اکتفاء کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے

آپ ﷺ کو بادشاہ رسول یا عبد رسول بننے میں اختیار دیا۔ تو آپ ﷺ نے عبد رسول ہونا پسند کیا۔
آپ ﷺ ایک دن کھاتے اور ایک دن بھوکے رہتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے وصال ہو گیا۔

دنیا سے بے رغبتی کی ہی دلیل ہے کہ آپ ﷺ سخی تھے اور جود و سخا میں انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کسی سائل کو خالی نہ لوٹاتے اور کسی طالب و قاصد کو نا امید واپس نہ کرتے۔ آپ ﷺ نے خبر دی کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''کہ دنیا میں اس طرح رہ کہ جس طرح مسافر ہوتا ہے یا سڑک عبور کرنے والا ہوتا ہے''۔ آپ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنا لے گا، جو دنیا کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ، تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دنیا سے کیا غرض؟ دنیا میں میرا حال اس سوار کی مانند ہے جو ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اٹھتا ہے اور اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا ملعون ہے، اس کی ہر چیز ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اس کے قریب ہے (یعنی اس کی اطاعت، اوامر کی اتباع، نواہی سے اجتناب) اور عالم و متعلم (طالب علم) (یہ چاروں ملعون نہیں بلکہ محمود ہیں)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا مال وہی ہے کہ تو نے جو کھا کر فناء کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر کے آگے اللہ کے ہاں جمع کر لیا''۔

رسول اللہ ﷺ کی تواضع و انکساری:

پیارے آقا ﷺ اس وصف میں بھی اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کی تواضع اس شخص کی سی ہے جو اپنے رب کی ہیبت اور خوف پہچانتا ہے، اس سے حیا کرتا ہے، اس کی تعظیم کرتا ہے اور اس کی قدر کرتا ہے جیسا کہ قدر کا حق ہے۔ اس کے لیے جھک جاتا ہے۔ جاہ و جلال، مال و منصب کی حقارت پہچانتا ہے۔ اس کی روح اللہ کی مسافر ہو جائے اور اس کا نفس دار آخرت کی طرف ہجرت کرنے والا ہو جائے۔ اسے وہ چیز تعجب میں نہ ڈال سکے جس سے اہل دنیا تعجب میں پڑتے ہیں۔ اور وہ کما حقہ اپنے رب کا بندہ ہو جائے۔ آپ ﷺ مؤمنین کے لیے تواضع فرماتے، بوڑھی عورتوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے، مریض کی عیادت کرتے، مسکینوں پر مہربانی فرماتے، فقیر سے صلہ رحمی کرتے اور کمزوروں سے غمخواری کرتے، بچوں سے خوش طبعی کرتے، اپنے اہل سے مزاح فرماتے، باندیوں کی بات سنتے اور ان

سے ہمکلام ہوتے۔ لوگوں سے مل کر کھاتے، زمین پر بیٹھ جاتے اور اسی پر سو جاتے، ریت کا بچھونا بنا لیتے اور بوریا کا تکیہ بنا لیتے۔ اپنے رب سے راضی، آپ ﷺ نے کسی مرتبہ، شہرت، دل کو بہلانے والے مطلب یا کسی دنیاوی مقصد کا طمع نہ کیا۔ آپ ﷺ عورتوں سے نرم کلام کرتے، غرباء سے محبت بھرے لہجے میں گفتگو کرتے اور لوگوں سے انس و محبت فرماتے۔ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے روبرو شائستگی سے مسکراتے اور فرماتے: میں عبد (بندہ و غلام) ہوں، عبد کی طرح کھاتا ہوں اور اسی کی طرح بیٹھتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا، اپنی حاجت عرض کی اور وہ آپ ﷺ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گھبراؤ مت میں ایک عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ آپ ﷺ اپنی تعریف پسند نہ فرماتے تھے۔ اس میں مبالغہ کرنے سے روکتے تھے، اور فرماتے تھے: میری مدح میں تم مبالغہ نہ کرو جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کی مدح میں کیا۔ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔ آپ ﷺ اپنے لیے کھڑا ہونے سے منع فرماتے تھے اور اپنے پاس کھڑا ہونے سے بھی روکتے تھے۔ مجلس کے آخر میں جہاں کہیں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ لوگوں سے گھل مل جاتے گویا کہ انہیں سے ہیں۔ دعوت قبول فرماتے۔ فرماتے اگر مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا اور اگر مجھے ایک گز (کپڑا) ہدیہ کیا جائے تو میں اسے قبول کر لوں گا۔

آپ ﷺ مساکین سے محبت فرماتے۔ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے: اے اللہ! مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ، اسی میں موت دے اور مساکین کی جماعت میں میرا حشر کرنا۔ آپ ﷺ تکبر حرام قرار دیتے تھے، اس سے منع فرماتے تھے اور تکبر کرنے والوں سے ناراض ہوتے تھے۔ فرماتے تھے: تکبر کرنے والوں کا قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں حشر ہوگا۔ ہر طرف سے ذلت انہیں گھیرے ہوئے ہوگی۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے۔ تو ان دونوں میں سے جسے بھی کسی نے مجھ سے اتارا، میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔

آپ ﷺ دلوں کے محبوب تھے۔ باندی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑتی ہے اور اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ آپ ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے حالانکہ وہ آپ ﷺ کی آزاد کردہ تھیں۔ جب وفد بنی عامر بن صعصعہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور انہوں نے آپ کی مدح

کی اور کہا: آپ ہم سے بہتر ہیں، ہم سے افضل ہیں، ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔

آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: "تم اپنے دین و ملت کی بات کیا کرو یا اس سے بھی مختصر۔ کہیں تمہیں شیطان اپنا وکیل و ملازم نہ بنا لے"۔ (تم میرے بارے میں وہ بات کہو جو تمہیں تمہارا دین سکھاتا ہے۔ یعنی نبی اللہ، رسول اللہ وغیرہ القاب جو دین میں موجود ہیں ان سے پکارو یا ان سے بھی مختصر القاب سے پکارو۔ اپنی طرف سے تعظیم والے الفاظ جو جائز نہ ہوں استعمال کر کے کہیں تم شیطان کے وکیل نہ بن جاؤ) جب کسی شخص نے آپ ﷺ سے یہ کہا: "جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں"۔ تو آپ غصہ میں آگئے اور فرمایا: 'تیرے لیے ہلاکت ہو کہ تو نے مجھے اور اللہ کو برابر کر دیا ہے؟" بلکہ یوں کہہ: "جو اللہ چاہے صرف"۔

آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے اور اپنا جوتا خود مرمت فرماتے، اپنے کپڑے خود سی لیتے، گھر میں جھاڑو دے لیتے، بکری کا دودھ دوہتے، مہمان کے سامنے کھانا خود پیش کرتے، اپنے پاس آنے والوں سے کھل کر بات کرتے اور ان سے حال و احوال پوچھتے۔ دوران سفر میں ساتھی سے سواری باری سے کرتے، اون پہنتے جَو کھاتے اور بسا اوقات ننگے پاؤں ہی چل پڑتے، مسجد میں سو جاتے، گدھے پر سواری کرتے، اپنے پیچھے کسی کو سوار کر لیتے، کمزور کی مدد فرماتے محتاج کی دلجوئی فرماتے اور ان کے پیچھے پیچھے ہوتے۔ محتاج سے نرمی فرماتے اور ان سے مہربانی فرماتے۔

رسول اللہ ﷺ کا حلم:

جب آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو پھر تمام لوگوں سے بڑھ کر حلیم، کشادہ رو، طبیعت کا نرم، اخلاق کا عمدہ اور رہن سہن کا بہترین ہونا ضروری ہے۔ آپ ﷺ غصہ کو پی جایا کرتے تھے، معاف کر دیتے، درگزر فرماتے اور جس سے کوئی کوتاہی ہوتی اسے بخش دیتے۔ حقوق اللہ کے علاوہ ذاتی حقوق چھوڑ دیتے اور جو ظلم کرتا اسے معاف فرما دیتے۔ اور جو ایذاء اور گالی گلوچ دیتا یا لڑتا اس سے دور اور الگ ہو جاتے۔ اسی قسم کے لوگوں کو فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا تھا: جاؤ تم آزاد ہو۔ آپ ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی سفیان بن حارث کو فتح مکہ کے دن معاف کر دیا۔ جب کہ وہ سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا: اللہ کی قسم! اللہ نے تمہیں ہم پر ترجیح دی ہے اگرچہ ہم خطا کار تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں، اللہ تمہیں بخشے وہ ارحم الراحمین ہے۔

اعراب (اہل عرب لوگ) آپ ﷺ سے ظلم وزیادتی اور بے ادبی سے پیش آئے، آپ ﷺ نے درگزر فرمایا۔ اپنے رب کے اس حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے: "تو تم اچھی طرح درگزر کرو"۔ (الحجر:85) آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے بلکہ معاف فرما دیتے اور درگزر فرماتے۔ آپ ﷺ اپنی ذات کے لیے غصہ کا اظہار نہ کرتے اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے انتقام لیتے۔ جب آپ غصہ کی حالت میں ہوتے تو آپ کا حلم زیادہ ہو جاتا، اور بسا اوقات کسی کے غضب کے مقابلہ میں تبسم فرماتے۔ آپ نے اپنے ایک صحابی کو نصیحت فرمائی: غصہ میں نہ آئیں، غصہ میں نہ آئیں، غصہ میں نہ آئیں"۔

آپ ﷺ جب اپنے بارے میں کوئی بری اور ناگوار بات سنتے تو اس کے کہنے والے کے بارے میں نہ پوچھتے کہ کون ہے اور نہ ہی اس پر عتاب فرماتے۔ آپ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: اے صحابہ! تم سے کوئی بھی مجھے میرے بارے میں کہی گئی (ناگوار) بات نہ بتائے کیونکہ میں پسند کرتا ہوں کہ تمہارے پاس کشادہ روئی سے پیش آؤں۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کے متعلق کہی گئی بات آپ کو بتائی تو آپ ﷺ کے چہرے مبارک کے آثار بدل گئے۔ اور آپ نے فرمایا: اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے جنہیں اس سے بڑھ کر تکلیف دی گئی تو انہوں نے صبر کیا"۔

آپ ﷺ کے دشمن آپ کو رسالت، عزت اور اہل کے متعلق تکلیفیں دیتے تو جب آپ ان پر قادر ہوتے تو انہیں معاف فرما دیتے اور درگزر سے کام لیتے۔ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: جو اپنے غصہ کو روک لیتا ہے اللہ اس سے اپنا عذاب روک لیتا ہے"۔ ایک شخص (منافق) نے آپ ﷺ کو کہا: عدل کیجیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں عدل نہ کروں گا تو پھر تو گھاٹے اور نقصان والا ہوا۔ (کہ غیر عادل کی تو نے پیروی واقتداء کی) آپ ﷺ نے اس پر عتاب نہ فرمایا بلکہ درگزر کیا۔ آپ ﷺ کو بعض یہودیوں کی طرف سے ناپسند باتوں کا سامنا ہوا آپ ﷺ نے معاف فرما دیا اور درگزر کیا۔ آپ ﷺ وسیع الاخلاق تھے اور لوگوں کے معاملات میں چشم پوشی فرماتے۔ اپنے حلم سے دشمنی کی آگ ٹھنڈی فرما دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ مبارک کی بجا آوری کرتے ہوئے: سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو دفع کرو۔ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں۔ (المومنون:96)۔ آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت حلیم تھے۔ ان سے مزاح فرماتے، نرمی کا برتاؤ کرتے۔ ان سے جو خلافِ طبع بات صادر ہوتی

اسے معاف فرما دیتے اور ان کے پاس مسکراتے ہوئے تشریف لاتے۔ جس سے ان کے دل اور گھر محبت وسعادت سے بھر جاتے۔ آپ ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ میں نے جو کام کیا ہوتا اس کے متعلق آپ ﷺ نے کبھی بھی یہ نہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟۔ اور جو کام میں نے نہ کیا ہوتا، اس کے متعلق بھی کبھی نہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ یہ حلم اور حسن خلق کی انتہا اور غایت ہے اور عمدہ عادات اور پاکیزہ زندگی کی چوٹی و بلندی ہے۔ جو بھی آپ ﷺ کا رفیق اور ساتھی بنا یا آپ ﷺ کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کرتا تو وہ آپ ﷺ کی حد درجہ نرمی، محبت اور مہربانی محسوس کرتا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی محبت ان کے دلوں میں گھر کر جاتی، ان کی روحیں اور نفوس آپ ﷺ کی محبت میں گرفتار ہو جاتے۔

جب آپ رحم کرتے ہیں تو آپ ماں یا باپ ہیں، کیونکہ دنیا میں یہی دو رحم کرنے والے ہیں۔

جب آپ سخاوت کرتے ہیں تو آپ سخاوت کی انتہاء تک پہنچ جاتے ہیں اور آپ وہ کچھ کر جاتے ہیں جو کسی ہم منصب ساتھی نے کبھی نہیں کیا۔

جب آپ کسی کو مصاحب (ساتھی و رفیق) بنائیں تو وہ وفا کو مجسم دیکھے، آپ کی چادر میں دوست اور شریک وساتھی ہیں۔ آپ ﷺ اپنا حلم بیوقوف کی خاطر وتواضع کے لیے ظاہر کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ کے حلم کی وجہ سے بیوقوف تنگ پڑ جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شفقت ورحمت:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کا یہ وصف اس طرح بیان فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (الانبیاء 107:) آپ ﷺ انسانیت کے لیے رحمت ہیں۔ آپ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں رحمت وہدایت ہی ہوں''۔ آپ ﷺ نے اپنے کسی نواسے کی روح قبض ہوتے دیکھا تو رو پڑے۔ جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: یہ رحمت ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہے رکھ دیتا ہے۔ اور اللہ اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔''

آپ ﷺ قریب وبعید سب کے لیے رحمت تھے۔ آپ ﷺ پر گراں تھا کہ لوگ مشقت میں

پڑیں۔ان کے احوال کی رعایت کرتے ہوئے ان کی آسانی کے ہی خواہاں رہے۔بسا اوقات آپ ﷺ کا ارادہ ہوتا کہ نماز لمبی کی جائے لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو مختصر فرمادیتے تاکہ اس بچے کی ماں پریشان نہ ہو۔جب آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کی صاحبزادی حضرت امامہ کو روتے دیکھا تو اسے اٹھالیا حالانکہ آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔جب آپ سجدہ کرتے تو اسے بٹھادیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھالیتے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ سجدہ میں تھے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ پر سوار ہوگئے،آپ ﷺ نے سجدہ لمبا کردیا۔جب سلام پھیرا تو لوگوں سے معذرت کی اور فرمایا: کہ یہ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوگیا تھا۔جب تک وہ اتر انہیں میں نے سر اٹھا: پسند نہ کیا۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں جو کوئی لوگوں کی امامت کرائے تو وہ اسے مختصر کرے کیونکہ جماعت میں بوڑھا،بچہ،بیمار اور ضرورت مند ہوتا ہے۔جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو لمبی نماز پڑھائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنہ میں ڈالنے والا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کا مشقت میں پڑنا نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دیتا۔بسا اوقات آپ ﷺ عمل اس لیے بھی ترک فرمادیتے کہ کہیں یہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔آپ ﷺ وعظ و نصیحت میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھلائی ملحوظ رکھتے۔

یہ سب کچھ آپ ﷺ کی رحمت ہے۔آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''میانہ روی کا التزام کرو،مقصد تک پہنچ جاؤ گے''۔آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''میں فیاض ملت حنیفیہ کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں''۔آپ ﷺ فرماتے تھے: ''تمہارے دین کی بھلائی اس کی آسانی ہے۔آپ ﷺ فرماتے تھے: ''تمہیں حدیہ میں میانہ روی لازم ہے۔'' آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! اپنی طاقت کے مطابق عمل کیا کرو۔بیشک اللہ ثواب دینے سے نہیں اکتاتا جب تک تم عمل کرنے سے نہ اکتا جاؤ۔آپ ﷺ کو جب بھی دو باتوں میں اختیار ملا تو آپ ﷺ نے آسان بات کو ہی اختیار فرمایا جبکہ وہ گناہ نہ ہو۔آپ ﷺ نے ان تین آدمیوں پر انکار فرمایا جنہوں نے عبادت کے معاملہ میں اپنی جانوں پر سختی کررکھی تھی۔فرمایا: میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں لیکن میں رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں،روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ ہم میں سے نہیں۔

نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے رمضان شریف میں حالت سفر میں افطار کیا اور چار رکعت والی نماز کی قصر فرمائی۔ آپ نے حالت سفر میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا کیا۔ بارش کی صورت میں آپ ﷺ کا مؤذن اعلان کر دیتا لوگو! نماز اپنے گھروں میں ادا کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کلام میں غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: کسی شی میں بھی نرمی اسے حسین بنا دیتی ہے اور نرمی جب اس سے الگ کر دی جائے تو وہ اسے بے رونق کر دیتی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص پر انکار فرمایا، جب انہوں نے عبادت کی وجہ سے اپنی جان مشقت وسختی میں ڈالنا چاہی۔ آپ نے فرمایا: غلو کرنے اور حد سے تجاوز کرنے سے بچو۔ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے: ''میری امت، امت مرحومہ ہے۔ اور فرمایا: جب میں تمہیں کسی کام کا حکم کروں تو تم اپنی طاقت کے مطابق اسے بجالاؤ۔

آپ ﷺ کی زندگی مبارک میں آسانی، ملت وشریعت کی آسانی کے موافق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کی بجا آوری ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ہم تمہارے لیے آسانی کا سامان کر دیں گے''۔ (سورۃ الاعلیٰ: 8) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر''۔ (البقرۃ: 286) ارشاد ہے: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔ (التغابن: 16) ارشاد ہے: اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ (البقرۃ: 185) ارشاد ربانی ہے: اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ (الحج: 78) ان کے علاوہ اور بھی آیات مبارکہ ہیں۔ آپ ﷺ اپنی رسالت، دعوت، عبادت، نماز، روزہ، کھانے پینے، لباس، اقامت، سفر، اور اپنے اخلاق میں نرمی، آسانی اور رحم فرمانے والے تھے، بلکہ آپ ﷺ کی ساری زندگی کا دارومدار آسانی پر ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ امت سے بوجھ اور گلے کے پھندے اتارنے کے لیے تشریف لائے۔ تو آسانی آپ ﷺ کے ساتھ ہی ہے۔ آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ میں ہی آسانی ہے۔ اس کے علاوہ کہیں نہیں۔ آپ ﷺ بنفسِ نفیس رحمت وآسانی ہیں۔

''رسول اللہ ﷺ بحیثیت ذاکر'':

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اپنے رب کا ذکر کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی اپنے مولیٰ کا ذکر ہے۔ آپ کی دعوت ذکر، آپ کا خطبہ ذکر، آپ کا وعظ ذکر، آپ کی عبادت ذکر، آپ کا جہاد ذکر، آپ کا فتوئی ذکر، آپ کا دن ورات، سفر واقامت بلکہ ہر سانس اپنے مولیٰ عزوجل کا

ذکر ہے۔آپ کا دل مبارک اپنے رب کی محبت میں معلق ہے کہ آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار ہے بلکہ آپ ﷺ کی طرف دیکھنے سے ہی لوگوں کو اپنا رب یاد آجاتا۔آپ ﷺ کی زندگی کی تمام رسومات و مناسبات اپنے خالق و مالک عزوجل کا ذکر ہیں۔

آپ ﷺ لوگوں کو اپنے رب کے ذکر کی ترغیب دیتے تھے۔فرمایا کرتے تھے:وہ مردوزن سبقت لے گئے جو اپنے رب کا بہت ذکر کرتے ہیں۔آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:''اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور ذکر نہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے زندہ اور مردہ''۔آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ:''ہمیشہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے''۔اور آپ ﷺ نے خبر دی کہ:''لوگوں سے افضل وہ ہے جو اپنے رب کا زیادہ ذکر کرتا ہے''۔حدیث قدسی ہے:اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:''میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جبکہ وہ میرا ذکر کر رہا ہوتا ہے اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہا ہوتا ہے''۔حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''جو میرا ذکر علیحدگی میں کرے میں بھی اس کا ذکر علیحدگی میں کرتا ہوں اور جو میرا ذکر جماعت میں کرے تو میں بھی اس کا ذکر اس سے بہتر جماعت میں کرتا ہوں''۔

آپ ﷺ کی دس صحیح احادیث مبارکہ ہیں جو ذکر کی ترغیب دیتی ہیں۔جو تہلیل (لَآ اِلٰـــــہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا)،تسبیح (سُبْحَانَ اللہ کہنا)،تحمید (اَلْحَمْدُ کہنا)،تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا)،حوقلہ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنا)،استغفار اور رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام کے متعلق وارد ہیں۔آپ ﷺ لوگوں کو ذکر کا اجرو ثواب بیان فرماتے تھے اور اس کی گنتی اور مناسبات کا بھی بیان فرماتے تھے۔آپ دن،رات کا الگ الگ عمل بیان کرتے تھے۔آپ ﷺ ذاکر،شاکر اور صابر ہیں۔آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنے رب کے ذکر کی تعلیم دی اور اس کی تعظیم و تسبیح سکھائی۔آپ نے انہیں ذکر کے فوائد اور منافع بیان کیے کہ ذاکر اپنے رب کے ذکر سے تمام لوگوں سے سعادت مند ہو جائے گا۔اس نعمت کی وجہ سے ان کی زندگی بابرکت ہو جائے گی۔اس فضل سے ان کا حال اصلاح یافتہ ہو جائے گا۔آپ ﷺ اوراد و اذکار،حضور قلب،خشوع خضوع،خوف ورجاء،محبت اور اپنے رب کے فضل کی امید سے کرتے تھے۔

''رسول اللہ ﷺ بحیثیت داعی'':

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا''۔(مومن:60)دوسری جگہ

ارشاد ہے: اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے"۔(البقرہ:186)رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت ہے"۔ ارشاد فرمایا: جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس پر غضب فرماتا ہے"۔ رسول اللہ ﷺ کسی بھی حال میں اپنے رب سے دعا کرنے میں سخت نہ ہوتے، بلکہ اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیتے، اپنے خالق سے بہت زیادہ گریہ زاری کرتے اور اس کی رحمت وعفو کا سوال کرتے۔ اس کے احسان وکرم کی طلب کرتے۔ آپ ﷺ جامع، کامل وشامل دعا پسند فرماتے۔ جیسے: اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط۔ اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا اور: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ۔ اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ ﷺ تین مرتبہ دعا کا تکرار کیا کرتے تھے اور اپنے رب کی تعریف سے ابتداء کرتے۔ دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ فرما لیتے اور کبھی دعا سے پہلے وضو فرما لیتے اور امت کو دعا کا ادب وطریقہ سکھاتے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول ﷺ پر درود وسلام پر دعا شروع ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنٰی کے ساتھ دعا ہو۔ دعا میں الحاح وگریہ زاری ہو۔ قبولیت کے اوقات کا لحاظ کرنا جیسے نمازوں کے بعد، اذان اور اقامت کے درمیان، جمعہ کے دن کی آخری گھڑی، عرفہ کا دن، سجدہ، روزہ اور سفر کی حالت میں اور باپ کا اپنی اولاد کے لیے دعا کرنا۔ رسول اللہ ﷺ سختیوں کے وقت اپنے رب سے الحاح اور عاجزی سے دعا کیا کرتے اور اسے پکارتے تھے۔ سوال کا تکرار مکمل عاجزی، خوف، محبت، حسن ظن اور کامل امید سے کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ جنگ بدر، جنگ خندق اور عرفہ کے دن کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی دعا قبول فرماتا اور آپ کی طلب وسوال پورا فرماتا۔ جس طرح کہ آپ ﷺ نے منبر پر بارش کی دعا کی تو فی الفور بارش ہوگئی۔ آپ کی دعا سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپ ﷺ کی دعا سے اللہ تعالیٰ کھانے اور مال میں برکت فرما دیتا، جنگوں میں مدد کر دیتا۔ آپ کے دین کو بلند کیا، آپ کے لشکر کی مدد کی، آپ کے دشمنوں کو ذلیل کیا اور انہیں اوندھے منہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مقاصد کو کامیاب کیا، بہترین ٹھکانا اور اچھی عاقبت بنائی۔

رسول اللہ ﷺ کی بلند ہمت:

آپ ﷺ پیدائشی طور پر ہی بلند ہمت تھے، بچپن سے ہی آپ ﷺ کی ذات بابرکات اعلیٰ

مقاصد اور اچھے اخلاق جمع کرنے کی طرف مائل تھی لیکن ادنیٰ اور ذلیل باتوں سے راضی نہ تھی اور نہ ہی رذائل اور ردی باتوں کی خواہش مند تھی۔ آپ ﷺ بلند ہمت، سبقت لے جانے والے، آگے بڑھنے والے، یکتا روزگار اور جنگجو تھے۔ اہل سیرت ذکر کرتے ہیں: آپ ﷺ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کا کعبہ کے سائے میں ایک بچھونا تھا۔ جس پر ان کی بزرگی کی وجہ سے کوئی نہ بیٹھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ آئے اور خادموں سے جھگڑا کر کے اس پر بیٹھ گئے۔ اس مسند کے علاوہ دوسری جگہ بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

آپ ﷺ میں اعلان نبوت سے پہلے ہی عالی طلب، سرداری اور قیادت کی علامات موجود تھیں۔ جن کی وجہ سے قریش نے آپ کا نام صادق وامین رکھا تھا۔ آپ کے فیصلہ سے راضی ہوتے اور اپنے معاملات آپ ﷺ کی طرف لے جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بعثت کی نعمت سے نوازا تو آپ نے وسیلہ کی طلب کے لیے کمر باندھ لی۔ وسیلہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام کا نام ہے۔ اللہ سے اس کا سوال کرتے رہے اور ہمیں بھی تعلیم دی کہ ہم اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے اس مقام کی دعا کریں۔ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ مطلق کمالات بشری اور انسانی فضائل حاصل کیے۔ آپ کی بلند ہمتی کی دلیل ہے کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا۔ اس کے کمتر و ذلیل وحقیر مطالب جیسے اس کی ولایتیں، مناصب اور قصور ومحلات کے پاس کھڑے نہ ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ قرآن کی نظر میں:

"يَآأَيُّهَاالنَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ"

اے محبوب! آپ کی ہر مراد میں اللہ تمہیں کافی ہے۔

وہ سختیوں میں تمہاری حفاظت کرے گا، مصائب میں نگہبانی کرے گا اور تاریک راہ میں تمہاری راہنمائی کرے گا۔ آپ ڈریں نہ خوف کریں، اور غمگین ہوں نہ پریشان ہوں"۔

اے محبوب! اللہ تمہیں کافی ہے، وہ ہر دشمن و خصم کے مقابلے میں تمہارا ناصر ومعاون ہے اور ہر معاملہ میں تمہاری تائید کرنے والا ہے۔ جب آپ سوال کریں گے تو وہ عطا کرے گا۔ جب آپ

استغفار کریں گے تو وہ بخش دے گا۔ جب آپ شکر کریں گے تو وہ زیادہ دے گا۔ جب آپ اس کا ذکر کریں گے تو وہ تمہارا ذکر کرے گا اور جب آپ جنگ کریں گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ جب آپ فیصلہ کریں گے تو وہ توفیق دے گا۔

اے محبوب! اللہ تمہیں کافی ہے۔ وہ تمہیں قبیلے کے بغیر ہی عزت دے گا۔ مال کے بغیر ہی غنا دے گا اور محافظ کے بغیر ہی تمہاری حفاظت کرے گا۔ آپ کامیاب ہیں کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔ آپ منصور ہیں کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔ آپ توفیق والے ہیں کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔ آپ کسی حاسد کی آنکھ، کسی فریبی کے فریب، کسی مکر کرنے والے کے مکر، کسی کافر کی خباثت اور کسی فاجر کی حیلہ سازی سے خائف نہ ہوں کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔

اے محبوب! جب آپ باطل کے حملے، شرک کے پروپیگنڈے، دشمن کا شور وغل۔ یہود کی دھمکی، منافقوں کے انتظار اور حاسدین کی ہنسی کا سنیں تو ثابت قدم رہیں، کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔

اے محبوب! جب زمانہ پیٹھ پھیر جائے، دوست جفا کریں، قریبی پیچھے ہٹ جائیں، دشمن گالی دے، نفس کمزور ہو جائے اور کشادگی تنگ ہو جائے تو آپ ثابت قدم رہیں کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔

اے محبوب! جب مصائب آپ کو غمگین کریں، حوادثات آپ پر آ پڑیں، مصیبتیں تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیں اور غم انگیز معاملات آپ کا احاطہ کر لیں تو آپ ثابت قدم رہیں کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔ اے محبوب! لوگوں میں سے کسی کی طرف متوجہ نہ ہوں، کسی بشر کو مدد کے لیے نہ پکاریں اور اللہ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہ ہوں، کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔ اے محبوب! جب مرض تکلیف دے قرض بڑھ جائے، فقیری اتر آئے یا کوئی حاجت پیش آئے تو آپ غمگین نہ ہو، کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔

اے محبوب! جب نصرت و فتح میں دیر ہو، پریشانی شدید ہو جائے، بوجھ بڑھ جائے اور حوادثات غمگین کریں تو آپ غم زدہ نہ ہوں، کیونکہ اللہ تمہیں کافی ہے۔ اے محبوب! آپ محفوظ ہیں کیونکہ آپ ہمارے سامنے ہیں، آپ حفاظت میں ہیں کیونکہ آپ ہمارے خلیل ہیں۔ آپ ہماری نگہبانی میں ہیں کیونکہ آپ ہمارے رسول ہیں۔ آپ ہماری حمایت میں ہیں کیونکہ آپ ہمارے برگزیدہ بندے اور نبی مختار ہیں۔

"لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

''غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

یہ خوبصورت اور بہادری والا جملہ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا جب آپ اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار میں تھے اور کفار نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے بڑے پکے، سچے ارادے اور محکم یقین سے فرمایا: تم غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب اللہ ہمارے ساتھ ہے تو پھر غم، ڈر اور قلق کیوں؟۔ آپ سکون رکھیے، ثابت قدم رہیے اور مطمئن رہیے بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

ہم مغلوب ومہزوم ہیں نہ گمراہ، ضائع و بے کار ہیں نہ بے امید کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ مدد ہماری معاون ہے، فراخی ہماری رفیق ہے، فتح ہماری ساتھی ہے، کامیابی ہماری غایت ہے اور فلاح ہمارا انجام ہے اس لیے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

ہم سے بڑھ کر قوی القلب کون؟ ہم سے بڑھ کر سیدھی راہ اور ہدایت والا کون؟ ہم سے بڑھ کر باعتبار ظہور کے جلیل اور بزرگ کون؟ ہم سے بڑھ کر باعتبار سیرت کے حسین کون؟۔ اور ہم سے بڑھ کر بلند قدر والا کون؟ کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہمارا دشمن کس قدر کمزور اور ذلیل ہے۔ ہم سے لڑائی اور جنگ کرنے والا کس قدر حقیر اور بزدل ہے اس لیے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ کسی بشر سے ہمارا کوئی مقصود ہے نہ کسی سے ہمیں امید۔ کسی انسان کو ہم پکارتے ہیں نہ کسی سے ڈرتے ہیں کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہم پکے وعدے والے، تیز ہتھیار والے، مضبوط دل والے اور سیدھی راہ والے ہیں کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہم کثیر، کریم، غالب، عزیز اور مدد یافتہ ہیں کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اے ابوبکر! پریشانی چھوڑیں، غم دور کریں، حزن پھینک دیں اور ناامیدی ختم کریں کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اے ابوبکر! اپنا سر اٹھائیں، دل کو مبارک دیں اور اسے خوش کریں کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اے ابوبکر! کامیابی کی بشارت سنیں، نصرت کا انتظار کریں اور فتح کی امید رکھیں کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

آئندہ ہماری رسالت بلند ہوگی، ہماری دعوت عام ہوگی اور بات سنی جائے گی کیونکہ اللہ

ہمارے ساتھ ہے۔عنقریب زمین والے آذان کی گونج، اللہ تعالیٰ کا کلام اور قرآن کا نغمہ سنیں گے۔ کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔عنقریب ہم انسانیت وبشریت کو بتوں کی عبادت سے نکالیں گے اور آزاد کرائیں گے کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

''اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے''۔

اللہ کی قسم! آپ عظیم اخلاق، عمدہ عادات، مہذب طبیعت اور پاک فطرت والے ہیں۔

اللہ کی قسم! آپ حیاء کی کان، زندہ جذبہ، اچھی سیرت اور پاکیزہ عادت والے ہیں۔

اللہ کی قسم! آپ فضائل کی چوٹی، جود وسخا کا منبع، بھلائی کا مطلع اور احسان کی انتہاء ہیں۔

بے شک آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔ یہ لوگ ظلم کرتے ہیں تو آپ صبر کرتے ہیں۔ یہ تکلیف دیتے ہیں تو آپ معاف فرمادیتے ہیں۔ یہ ستاتے ہیں تو آپ برداشت کرتے ہیں۔ یہ گالیاں دیتے تو آپ معاف کردیتے ہیں اور یہ ظلم کرتے ہیں تو آپ درگذر کرتے ہیں۔

بے شک آپ کی عادت بڑی شان والی ہے کہ آپ سے آقا وغلام، چھوٹا و بڑا، مرد وعورت، فقیر وامیر اور قریبی و دور والے سب محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ اپنی مہربانی اور نرمی کی وجہ سے ان کے دلوں کے مالک ہوگئے ہیں۔ اپنے فضل کی وجہ سے ان کی روحوں کو قیدی بنالیا ہے اور اپنے کرم کا ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیا ہے۔ بے شک آپ کی خوبی بڑی شان کی ہے۔ وحی نے تمہاری تہذیب کی، جبرائیل امین نے تعلیم دی اور تمہارے رب نے تمہیں ہدایت دی۔ عنائیت ساتھی ہے، رعایت تمہاری رفیق ہے اور توفیق تمہاری حلیف ہے۔

بے شک آپ کی خصلت بڑی شان والی ہے۔ آپ کے چہرہ انور پر مسکراہٹ وخوشی، آپ کی پیشانی پرنور، آپ کے دل میں محبت، آپ کے ہاتھ سخی، آپ کی ذات میں برکت اور آپ کی معیت میں کامیابی ہے۔

جس نے آپ کے در کی زیارت کی اس کے حواس ان احسانات کی باتیں بیان کرنا ترک نہیں کریں گے جو احسانات آپ نے کیے۔

آنکھ ٹھنڈک کی، ہاتھ عطاؤں کے، دل استغناء کا اور کان حسن (سماعت) کے۔

بے شک آپ کی خوبی بڑی شان کی ہے۔ آپ جھوٹ نہیں کہتے اگرچہ تلوار سر پر لٹک رہی ہو۔ آپ خیانت نہیں کرتے اگرچہ دنیا کاٹ رہی ہو۔ آپ بے وفائی نہیں کرتے اگرچہ بادشاہی مل رہی ہو۔ بے شک آپ معصوم نبی، امام و پیشوا اور بہترین نمونہ ہیں۔

بے شک آپ کی عادت بڑی شان والی ہے۔ صادق ہیں اگرچہ موتوں سے مقابلہ ہو۔ بہادر ہیں اگرچہ شیروں سے جنگ ہو۔ سخی و جواد ہیں اگرچہ تمام مملوک کا سوال کیا جائے۔ آپ عمدہ مثال اور اعلیٰ رمز ہیں۔

بے شک آپ کی خوبی بڑی شان کی ہے۔ آپ دیانتداری، ایمانداری، پرہیزگاری اور وفاداری میں سب جہان والوں سے سبقت لے گئے۔ آپ کو علم، حلم، کرم، شرافت، بہادری اور ظہور میں سب پر فوقیت حاصل ہے۔

"مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ"

''تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں''۔

اے محبوب! آپ مجنون نہیں، جیسا کہ دشمن کہتے ہیں بلکہ آپ کے پاس تو مجنونوں کی دوا (علاج) ہے۔ تو مجنون بیوقوف اور ذلیل و حقیر وہ ہے جو آپ کی مخالفت، نافرمانی، آپ سے جنگ کرتا ہے اور آپ پر ظلم کرتا ہے۔

اے محبوب! تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔ اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ آپ ان سے عقل کے اعتبار سے کامل، ہدایت کے لحاظ سے تام، رائے کے اعتبار سے بہت درست، حکمت کے لحاظ سے عظیم اور بصیرت کے اعتبار سے جلیل ہیں۔

اے محبوب! تم مجنون کیسے ہو سکتے ہو؟ آپ ایسی وحی لائے جس نے کجی درست کر دی، گمراہی ختم کر دی، باطل کی جڑ کاٹ دی، جہالت مٹا دی، عقل کی راہنمائی کی اور راستہ روشن کیا۔

اے محبوب! آپ مجنون نہیں بلکہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں، نور پر ہیں اور قابل اعتماد سیدھے راستے پر ہیں۔ دینی حجت پر ہیں اور اپنی دعوت میں ہدایت پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنون

سے محفوظ رکھے گا بلکہ آپ کے پاس کل عقل، کامل ہدایت، مکمل رائے اور بہترین بصیرت ہے۔ آپ ایسے ہیں جس سے عقلمند ہدایت لیتے ہیں، حکماء حکمت میں آپ سے روشنی لیتے ہیں اور ہدایت یافتہ آپ کی اقتداء کرتے ہیں۔

جس نے آپ کو مجنون کہا وہ جھوٹا، افتراء باندھنے والا ہے۔ آپ نے تو زمین حکمت سے، دنیا ہدایت سے اور جہان عدل و انصاف سے بھر دیا۔ آپ کے علاوہ ہدایت کہاں ہے؟ آپ کے سوا حکمت کس کے پاس ہے؟ آپ کے علاوہ برکت کا کون مالک ہے؟۔ اے محبوب! آپ تمام عقلاء سے عقلمند، تمام شرفاء سے افضل اور تمام حکماء سے بزرگ تر ہیں۔ اے محبوب! آپ مجنون کیسے ہو سکتے ہیں؟ جبکہ آپ نے روئے زمین پر بنی نوع انسان کو بہترین وراثت دی اور جہان کو بہت بڑا ترکہ ہدیہ کیا، جسے لوگ پہچانتے ہیں۔ اور کائنات کی مبارک رسالت عطا کی جسے عقلمند جانتے ہیں۔

۔ آپ کے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے کو آواز دی تو وہ کھڑا ہو گیا۔ اور آپ ہیں کہ جنہوں نے بوسیدہ ہڈیوں سے کئی جماعتوں وگروہوں کو زندہ کیا۔

"وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ"

"اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو"۔

اے محبوب! آپ کا کام ہدایت دینا، آپ کا وظیفہ راہنمائی کرنا اور آپ کا عمل اصلاح ہے۔ آپ تو سیدھی راہ بتاتے ہیں۔ کیونکہ آپ شبہات کو زائل کرتے ہیں، کجی دور کرتے ہیں، گمراہی بھگاتے ہیں، باطل مٹاتے ہیں اور حق، عدل اور بھلائی مضبوط و مستحکم کرتے ہیں۔

اے محبوب! تم سیدھی راہ بتاتے ہو۔ جو سعادت کا طالب ہو وہ آپ کی اتباع کرے، جو فلاح پسند کرتا ہے وہ آپ کی اقتداء کرے اور جو نجات محبوب رکھتا ہے وہ آپ کی ہدایت سے راہنمائی لے۔ بہترین نماز آپ کی نماز ہے، مکمل روزہ تمہارا روزہ ہے، کامل حج آپ کا حج ہے، پاکیزہ صدقہ آپ کا صدقہ ہے اور عظیم ذکر آپ کا اپنے رب کا ذکر کرنا ہے۔

اے محبوب! آپ سیدھی راہ بتاتے ہیں۔ جو آپ کی ہدایت کی کشتی میں سوار ہو گا نجات پالے گا، جو آپ کی دعوت کے گھر داخل ہو گا امن میں رہے گا اور جو آپ کی رسالت کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لے

گا سلامتی میں رہے گا۔ جو آپ کی اتباع کرے گا ذلیل ہو گا نہ گمراہ اور پھسلے گا نہ اکیلا رہے گا۔ وہ ذلیل کیسے ہو گا جبکہ نصرت آپ کے ساتھ ہے؟ وہ گمراہ کیسے ہو گا جبکہ ساری ہدایت آپ کے پاس ہے؟ وہ کیسے پھسلے گا جبکہ ساری راہنمائی آپ کے ہاں ہے؟ وہ اکیلا کیسے رہے گا جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کی تائید، مدد اور حفاظت میں ہیں۔؟

اے محبوب! بے شک آپ ضرور سیدھی راہ بتاتے ہیں کیونکہ آپ کی فطرت وطبع سے موافقت ہے اور ملت حنیفیہ، روشن شریعت، ملت کاملہ اور مکمل دین لائے ہیں۔

آپ نے عقل کی کجی دور کی، دل کو شک والی بیماری سے پاک کیا، دل کو خیانت والے عیب سے صاف کیا، امت کو تاریکی سے نکالا اور انسانیت کو شیطانی قید سے آزاد کرایا۔

اے محبوب! بے شک آپ ضرور سیدھی راہ بتاتے ہیں۔ آپ کا کلام ہدایت، آپ کا حال ہدایت، آپ کا فعل ہدایت اور آپ کا مذہب ہدایت، آپ اللہ کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ بھلائی کے راستے کی راہنمائی کرتے ہیں، ہر نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور جنت کی طرف بلاتے ہیں۔

"یٰاَیُّھَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ"

"اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے"

جب آپ کی رسالت کامل و مکمل ہے تو اے محبوب! جس طرح آپ نے اس کی کامل سماعت کی اور تام کی ویسے ہی اس کی تبلیغ بھی تام کریں۔ اس سے کوئی حرف کم کریں نہ کوئی کلمہ حذف کریں اور نہ ہی کسی جملہ سے غافل ہوں۔ جو پیغام آپ پر نازل ہوتا ہے اس کی تبلیغ کریں۔ یہ آپ کے ذمہ امانت ہے۔ جس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ آپ اس کی نص، روح اور مضمون کو پہنچا دیں۔ جو آپ کی طرف وحی عظیم، ہدایت مستقیم اور شریعت مطہرہ اتاری جاتی ہے اس کی تبلیغ کرتے جائیں۔ آپ صرف مبلغ ہیں۔ اس رسالت و پیغام میں کوئی حرف زیادہ کریں اور نہ ہی اپنی طرف سے اس کے متن میں اضافہ کریں اور نہ ہی اس کے مضمون میں کچھ داخل کریں۔ آپ صرف مرسل ہیں۔ جو صرف تبلیغ کی تکلیف سے مبعوث ہیں۔ اس اہم کام کے متعلق سوال کیے جاؤ گے، جس طرح سنا ویسے ہی اس کی تبلیغ کر دیں، اور جیسے تحمیل کی ویسے ہی ادا کر دیں۔

جو آپ کی طرف اترا اس کی تبلیغ کریں۔ کوئی پہچانے یا نہ پہچانے، کوئی قبول کرے یا نہ کرے، کوئی متوجہ ہو یا نہ ہو جو آپ کی طرف اترا اس کی تبلیغ کریں۔ تمام کو تبلیغ کریں، سب کو دعوت دیں۔ ہر کسی کو نصیحت کریں وہ متکبر ہو یا کمزور، اپنا ہو یا غیر، انسان ہو یا جن، مرد ہو یا عورت، غنی ہو یا فقیر، بڑا ہو یا چھوٹا۔

جو آپ پر نازل کیا گیا اس کی تبلیغ کرتے رہیں۔ کسی دشمن اور کافر سے خائف نہ ہوں۔ نہ ہی آپ ننگی تلواروں، چمکتے نیزوں، بدشکل اور ترش رو موتوں، بھاری و تاریک لشکروں اور ان کی جلا دینے والی حرکتوں سے پریشان ہوں۔

جو آپ پر نازل کیا گیا، اس کی اشاعت کریں۔ آپ کو دنیا کا مال غرور میں نہ ڈالے اور نہ ہی کوئی منصب عجیب لگے۔ نہ ہی کوئی مرتبہ دہشت میں ڈالے۔ اور نہ ہی ساز و سامان دھوکا دے۔

۔ ہدایت کا بچپن جوانی کو پہنچا محبوب، خیر پر حریص، نور اور نار سے آراستہ۔ اس کی ہتھیلی میں شعلہ ہے جو راہنمائی کرتا ہے اور اس کے خون میں عقیدہ ہے جو ہر ظالم کو چیلنج کرتا ہے۔ اس کے لمحاتِ زندگی وعدے ہیں اور اس کے ہاتھ میں عزائم ہیں۔ جنہیں باری تعالیٰ کی قدرت چلاتی ہے۔

"وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ"

"اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا"۔

اے محبوب ﷺ! جب آپ رسالت کو کما حقہ ادا نہ کریں گے تو گویا آپ نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر اسے مکمل طور پر نہ پہنچاؤ گے تو آپ اس کی ادائیگی میں کھڑے ہی نہ ہوئے جیسا کہ کھڑے ہونے کا حق ہے۔ اگر آپ نے اس کی کسی بات کو چھپایا یا کسی نص کو بے کار کیا یا اس کی کسی عبارت کو مہمل کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت کی تبلیغ نہ کی اور اس کی امانت کی ادائیگی نہ کی۔ ہم آپ سے چاہتے ہیں کہ آپ ہماری رسالت کو تمام لوگوں تک پہنچائیں۔ ویسے ہی جیسے ہم نے آپ پر اس کا القاء کیا۔ جبرائیل امین لے کر آئے اور آپ کے دل نے اسے محفوظ کیا۔

"وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ"

"اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے"۔

اے محبوب! آپ رسالت کی پوری تبلیغ کریں اور کسی سے نہ ڈریں۔ اور آپ کو کسی کا ڈر ہو بھی کیوں؟ کہ ہم آپ کے ساتھ آپ کی حفاظت کر رہے ہیں اور آپ سے دشمن کو روکے ہوئے آپ کے حامی اور آپ کی حمایت کر رہے ہیں۔ کوئی بھی آپ کو قتل نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ آپ کا نگہبان ہے اور کوئی آپ کے نور کو بجھا نہیں سکتا اس لیے کہ لوگوں سے اللہ آپ کی نگہبانی کر رہا ہے۔ کوئی بشر آپ کے نقش قدم اور سیرت کو مٹا نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کا عاصم (محافظ) ہے۔ جس کا حکم ہوتا ہے اسے آپ واشگاف الفاظ میں بیان کریں اور پوری بہادری اور قوت سے واضح وصریح کلام کریں، کیونکہ اللہ خود آپ کی نگہبانی کرتا ہے۔ اے محبوب! آپ اپنی دعوت خوب مشہور کریں، اپنی رسالت پھیلائیں، اپنی آواز بلند کریں اور اپنی راہ کا اعلان کریں۔ آپ پر کوئی حرف نہیں آئے گا کیونکہ آپ ہماری نگہبانی میں ہیں۔ زمین کی ساری طاقت آپ کے مقابلے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ اور دنیا کے سب جابر آپ کو شکست نہیں دے سکتے اور کوئی بھی سرکش آپ پر غالب نہیں آ سکتا۔ اس لیے کہ آپ اللہ کی حفاظت میں ہیں۔

انہوں نے خیال کیا کہ کبوتری اور مکڑی خیر البریہ ﷺ پر جالا بن سکتی ہے اور نہ حامی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی وعنایت نے آپ کو ان کی بھیڑ، چڑھائی کے ڈر اور ان کے بلند قلعوں سے بے پروا کیا۔

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ".

"کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا"۔

اے محبوب! ہم نے آپ کے سینہ کو کھول دیا۔ تو وہ وسیع وعریض ہو گیا۔ اس میں تنگی وحرج ہے نہ حزن وغم بلکہ ہم نے آپ کے سینہ کو نور وسرور اور خوشی سے بھر دیا ہے۔

اے محبوب! ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ کر دیا اور ہم نے اسے حکمت، رحمت، ایمان، نیکی اور احسان سے بھر دیا ہے۔ اے محبوب! ہم نے آپ کے سینے کو کھول دیا۔ تو آپ لوگوں کے اخلاق کے واسع اور جامع ہیں۔ آپ ان کی تقصیروں کو معاف کریں، خطاؤں سے درگزر کریں، ان کے عیبوں پر پردہ ڈالیں، ان کے بیوقوفوں سے نرمی برتیں، ان کے جاہلوں سے اعراض کریں، اور ان کے کمزوروں پر رحم فرمائیں۔

اے محبوب! ہم نے آپ کا سینہ کشادہ کیا۔ آپ بارش کی طرح جواد، سمندر کی طرح کریم اور بادصبا کی طرح مہربان ہیں۔ آپ سائل کو عطا کریں، چاہنے والے کو دیں، عقیدت مند کی تکریم کریں اور امیدوار کو عطا فرمائیں۔

اے محبوب! ہم نے آپ کا سینہ وسیع کیا تو وہ ٹھنڈک وسلامتی والا ہو گیا۔ جو اخلاق سے گری بات کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور تکلیف دہ بات کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ آپ کی طرف سے اب صرف معافی، بردباری، درگذر اور بخش دینا ہی ہو۔

اے محبوب! ہم نے آپ کا سینہ کشادہ کیا۔ آپ اعراب (دیہاتیوں) کی زیادتی، بیوقوفوں کی طرف سے حاصل ہونے والی پریشانی، جابر لوگوں کی سرکشی، بیوقوف وحقیر لوگوں کے تکبر، متکبر کے اعراض، حاسدین کے بغض، مصیبت پر خوش ہونے والوں کے نیزوں اور قریبیوں کی ترش روئی اور بے رخی پر صبر کریں۔

اے محبوب! ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا۔ آپ سختیوں میں مسکراتے رہیں۔ حوادثات میں ہنستے رہیں۔ مصائب کی تیز آندھی میں خوش رہیں۔ مطمئن رہیں اگر چہ مصیبت کے گڑھے میں ہوں۔ مصائب دہشت ناک ہوں تو آپ اطمینان سے رہیں۔ حوادثات گر پڑیں تو آپ ثابت قدم رہیں۔ کیونکہ آپ مشروح الصدر، زندہ دل اور زندہ نفس ہیں۔

اے محبوب! ہم نے آپ کا سینہ کشادہ کیا۔ آپ تنگ دل اور سخت دل نہ ہوں بلکہ آپ رحمت، سلامتی، مہربان اور لطف والے ہو جائیں۔ آپ سے حلم وبردباری مطلوب ہے۔ آپ کی سیرت سے جودوسخا کی تعلیم ہو اور آپ کے دیوان سے عفو ودرگزر ماخوذ ہو۔

"وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ"

"اور تم سے تمہارا بوجھ اتارلیا"۔

ہم نے آپ کی تقصیریں ختم کر دیں اور ہم نے آپ کو گناہوں کے آثار سے پاک کر دیا۔ آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ صاف کر دیے۔ تو اب آپ ہر گناہ اور خطاء سے طاہر و پاک ہیں۔ آپ کا گناہ مغفور ہے، آپ کی کوشش مشکور ہے اور آپ کا عمل مبرور ہے۔ آپ ہر حال میں ماٗجور ہیں۔ اس

بخشش پر آپ کو مبارک ہو، اس کامیابی پر خوشی ہو اور اس فلاح پر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

"اَلَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ"

''جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی''۔

اے محبوب! یہ بوجھ آپ کے کندھوں پر بھاری تھا اور اس نے آپ کی کمر کو کمزور کر دیا تھا حتیٰ کہ ٹوٹنے کے قریب تھی۔ اب ہم نے یہ بوجھ اتار دیا، اس مشقت کو آسان کر دیا اور اس بوجھ سے آرام دے دیا۔ آپ اس خوشخبری سے اظہار مسرت کریں، اس عطاء کو قبول کریں اور اس فضیلت پر خوش ہوں۔

"وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ"

''اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا''۔

اے محبوب! میرا ذکر آپ کے ذکر کے بغیر نہیں ہوگا۔ میں نے آپ کا ذکر آذان، نماز، خطبہ اور وعظ میں اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی شرف ہے جس کے آپ طالب ہوں؟ ہر نمازی، ہر تسبیح کہنے والا، ہر حاجی اور ہر خطیب آپ کا ذکر کرے گا۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی بزرگی ہے کہ جس کے آپ طالب ہوں؟

اے محبوب! آپ کا ذکر تورات و انجیل میں ہے۔ آپ کا نام سابقہ کتابوں اور دینوں میں نمایاں ہے۔ حوادثات میں آپ کا نام باعث راحت و خوشی ہوگا۔ شہروں اور دیہاتوں میں اس کا ذکر ہوگا۔ محفلوں میں مدح ہوگی اور مجمعوں میں بار بار ذکر ہوگا۔

اے محبوب! ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا، تو زمین میں سورج کی روشنی کی طرح پھیلے گا۔ تمام براعظموں کو ہوا کی طرح عبور کر جائے گا۔ اور دنیا میں روشنی کی طرح سفر طے کرے گا۔ ہر شہر آپ کی پہچان اور اس میں تذکرہ ہوگا۔ اور ہر گاؤں میں آپ کا ذکر خیر ہوگا۔

اے محبوب! ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا تو آپ سواروں کی بات، قصہ گو کا قصہ، مجلسوں کی خبر، قضایا کا قضیہ اور زندگی کی خبر عظیم ہوگی۔

اے محبوب! ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔ زمانہ میں اس کا نسیان نہیں ہوگا، لوگ اس کو بھولیں گے نہیں، زمانہ کے دفتر سے اسے کاٹا نہیں جائے گا، تاریخ کے دیوان سے اسے منسوخ نہیں کیا جائے گا

اور ہستی کے دفتر سے یہ غافل نہیں ہوگا۔ آپ کے علاوہ لوگ بھلا دیئے جائیں گے۔ آپ کے نام کے علاوہ سب نام ساقط (ختم) ہو جائیں گے۔ سب معززین آپ کی ذات کے علاوہ غافل ہو جائیں گے۔ آپ کی اتباع کے باعث ہی بندوں سے کسی کا ذکر ہمارے ہاں بلند ہوگا۔ آپ کی اقتداء کے باعث ہی کسی کا نام محفوظ ہوگا۔ حکومتوں کے آثار مٹ جائیں گے اور آپ کے آثار باقی رہیں گے۔ بادشاہوں کے نشانات ختم ہو جائیں گے اور آپ کے باقی رہیں گے۔ بادشاہوں کی بڑائیاں ختم ہو جائیں گی اور آپ کی بڑائیاں ہمیشہ رہیں گی۔ آپ سے بڑھ کر کوئی شخص بھی شرح الصدر والا نہیں۔ آپ سے بڑھ کر کسی کا نقش قدم حسین نہیں اور آپ سے بڑھ کر کسی کی سیرت جمیل نہیں۔ جب کوئی کلمہ شہادت کہے گا تو ہمارے ساتھ آپ کے ذکر کی بھی شہادت دے گا۔ اگر کوئی تہجد گزار تہجد پڑھے گا تو ہمارے ساتھ آپ کا بھی نام لے گا۔ جب کوئی خطیب خطبہ دے گا تو وہ ہمارے ساتھ آپ کی بھی تعریف و تعظیم کرے گا۔ آپ اپنے رب کی حمد کریں کیونکہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے۔

"فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا"

''تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک دشوری کے ساتھ آسانی ہے''۔

اے محبوب! جب آپ کے لیے راستے تنگ ہو جائیں، حیلے بے کار ہو جائیں، امیدیں ٹوٹ جائیں اور حال تنگ ہو جائے تو جان لیں کہ فراخی قریب ہے اور آسانی حاصل ہونے والی ہے۔

اے محبوب! آپ غم نہ کریں۔ بیشک فقیری کے بعد امیری، بیماری کے بعد شفا، مصیبت کے بعد عافیت، تنگی کے بعد وسعت اور سختی کے بعد آسانی ہے۔ عنقریب آپ اور آپ کے پیروکاروں کو آسانی حاصل ہو جائے گی۔ آپ کو رزق ملے گا، مدد پہنچے گی، آپ کی تکریم ہوگی اور آپ کی فتح ہوگی لیکن ایک آسانی نہیں بلکہ دو آسانیاں حاصل ہوں گی۔ بے شک ہمارا طریقہ اور قاعدہ جاری ہے کہ ہر تنگی کے بعد آسانی ہے۔ رات کے بعد صبح صادق ہے۔ مشقت کے بوجھ کے پیچھے آرام کی سہولت ہے۔ تنگی کے صحراء کے پیچھے وسعت کا سرسبز باغ ہے۔

جب رسی کی پکڑ شدید ہو جائے تو ٹوٹ جائے گی اور جب حوادثات و احوال کامل ہو جائیں تو ختم ہو جائیں گے۔ عنقریب غائب مل جائے گا، مریض شفاء پائے گا، مصیبت میں مبتلاء عافیت پائے گا،

قیدی آزاد ہوگا، فقیر غنی ہوگا، بھوکا سیر ہو جائے گا، پیاسا سیراب ہوگا، غمگین خوش ہوگا اور اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا۔

یہ سورت مبارکہ آپ ﷺ پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ ﷺ تنگ حالی میں تھے۔ دشمنوں کی کھلم کھلا دشمنی اور گٹھ جوڑ تھا، لوگ بیزار تھے، مددگار کم تھے، مکروفریب عروج پر تھا، حیلہ سازی بہت تھی۔ ان حالات میں آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی ضروری تھی۔ آپ کو اطمینان اور خوشی کا پیغام دینا ضروری تھا۔ تو یہ کلمات نازل ہوئے جن میں آپ ﷺ اور آپ کے قیامت تک آنے والے پیروکاروں کے لیے سچا وعدہ، عمدہ خوشخبری اور مقبول انعام ہے۔

سختیاں شدید ہوئیں اور بڑھ گئیں، انہیں کھول

کیونکہ تیری رات نے صبح کے روشن ہونے کی خبر دی ہے۔

"فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ"

"تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو"۔

اے محبوب! جب آپ دنیاوی اور ذاتی کاموں سے فارغ ہوں تو ہماری عبادت کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ فرمانبرداری سے ہماری طرف متوجہ ہوں۔ آپ ہمارے ذکر و دعا کو زیادہ کریں۔

اے محبوب! جب آپ لوگوں سے ان کے کاموں اور سوالوں سے فارغ ہوں تو ہماری عظمت کے محراب میں کھڑے ہو جائیں۔ آپ ہماری چوکھٹ پر گر پڑیں، ہمارے قریب ہو جائیں اور اپنی پیشانی کو ہمارے لیے خاک آلود کریں تاکہ کامیابی و فلاح، امن و نجات حاصل ہو جائے۔

اے محبوب! جب آپ اپنے اہل و اولاد، رشتے داروں اور ساتھیوں سے فارغ ہوں تو کچھ وقت ہمارے ساتھ گزاریں۔ جس میں آپ اپنا سوال اٹھائیں، اپنی حاجت پیش کریں اور اپنی دعا زیادہ کریں۔ آپ ہم سے دعا کریں، ہماری تسبیح بولیں، ہم سے طلب کریں، ہم سے استغفار کریں، ہمارا شکر ادا کریں اور ہمارا ذکر کریں۔

اے محبوب! جب آپ احکام و قضایا، وعظ و فتویٰ، تعلیم و راہنمائی اور جہاد و نصیحت سے فارغ ہوں تو آئیں اور ہماری قوت و مدد سے اپنی قوت و مدد بڑھائیں۔ آپ ہمارے رزق سے اپنا زادِ راہ جمع

کرلیں اور ہماری فتح سے بصیرت کا ذخیرہ زیادہ کرلیں۔ہم آپ کے آپ سے بھی زیادہ قریب ہیں اور آپ کی فراغت کے دوسروں سے زیادہ حقدار ہیں۔تو اپنی اور اپنے اتباع کاروں کی طرف متوجہ ہونے سے ہماری طرف متوجہ ہونے سے مانوس رہیے۔آپ فراغت کے وقت کو ہماری عبادت میں خرچ کریں۔اس فراغت کے وقت کو ہمارے ذکر اور شکر سے بھر دیں تاکہ آپ کا مقصود ہماری رضا،اطمینان قلب،فراخی،اچھی آخرت،حال ومال کی اصلاح اور دنیا وآخرت کی تعمیر حاصل ہوجائے۔

"وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ"

''اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو'۔

اے محبوب!اپنے رب وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کی طرف راغب ہوں اور غیر کی طرف تھوڑا سا بھی متوجہ نہ ہوں۔آپ اسی ایک کی طرف ہی متوجہ ہوں،اسی پر توکل کریں،اسی سے امید وابستہ رکھیں کیونکہ رغبت ورھبت کا اصل وہی ہے۔اس لیے کہ وہی نیکوکار کو ثواب اور عاصی کو عقاب دینے والا ہے۔عظیم رغبتوں کا مالک اللہ ہی ہے۔اسی کے پاس خزانوں اور معاملات کی چابیاں ہیں۔تو پھر دعا،سوال،امید اور مقصود ہونے کا اہل وہی ہے۔

؎ تیری طرف ہے سب کچھ ورنہ امید کی سواریاں نہ باندھی جائیں
اور تجھ ہی سے ہے سب کچھ ورنہ امید جھوٹی ہے
اور تجھ میں ہی ہے سب کچھ ورنہ تاوان برباد کرنے والا ہے
اور تجھی سے ہے سب کچھ ورنہ بات جھوٹی ہے۔

یہ کلمات ہمارے رسول ﷺ پر اس وقت نازل ہوئے جب سستی اور نحوست کا زمانہ تھا۔آپ ﷺ نے انہیں گزارا،اس کے غصہ کے گھونٹ بھرے،اس کی تلخی اور کڑواپن کو تھوڑا تھوڑا کر کے پیا۔

"اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا"

''بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی''

اے محبوب!ہم نے آپ کو واضح،ظاہر اور مبارک فتح عطا کی۔ہم نے آپ کے لیے دل مفتوح کردیے تو آپ ان میں ایمان والا پودا لگائیں۔ہم نے آپ کو دلوں پر فتح دی تو آپ ان میں

فضیلت والی باتوں کی بنیاد رکھیں۔ہم نے آپ کو سینوں پر فتح دی تو آپ ان میں حق بلند کریں۔ہم نے آپ کو شہروں پر فتح دی تو آپ ان میں ہدایت پھیلائیں۔ہم نے آپ کو معرفت کے خزانے، علم کے دیوان اور توفیق کی پناہ گاہ پر فتح دی۔ہم نے آپ کی دعوت کے ذریعے نا سمجھ دلوں، اندھی آنکھوں اور بہرے کانوں کو کھول دیا۔ہم نے آپ کی رسالت جنوں اور انسانوں کو سنائی۔

اے محبوب! ہم نے آپ کو فتح دی تو آپ کی زبان سے علم نافع نکلا، آپ کے دل سے ہدایت مبارک کا فیضان ہوا اور آپ کے ہاتھوں سے بہت سخاوت ہوئی۔

اے محبوب! ہم نے آپ کو فتح دی تو آپ نے غنیمتوں کو جمع کیا اور انہیں تقسیم کیا۔آپ نے رزق کو اکٹھا کیا اور بانٹ دیا۔آپ نے مال حاصل کیا اور خرچ کر دیا۔

اے محبوب! ہم نے آپ کے لیے علم کا دروازہ کھول دیا۔آپ بے پڑھے تھے جس نے نہ کبھی پڑھا اور نہ لکھا۔علماء آپ کے علم کے سمندروں سے سیراب ہونے والے ہو گئے۔

اے محبوب! ہم نے آپ پر خیر کا دروازہ کھولا تو آپ قرابت داروں سے صلہ رحمی کریں، دور والوں کو عطاء کریں، بھوکے کو پیٹ بھر کھلائیں، ننگے کو کپڑا پہنائیں، مسکین کی غمخواری کریں اور فقیر کو ہمارے فضل، رزق اور کرم سے غنی کریں۔

اے محبوب! ہم نے آپ کو قلعوں، شہروں اور دیہاتوں پر فتح دی۔آپ کا دین محفوظ ہو گیا۔آپ کی رائے بلند ہو گئی اور آپ کا ملک مدد یافتہ ہو گیا۔آپ پر ہر خیر، نیکی، احسان، مدد اور توفیق کا در کھول دیا گیا۔

"فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"

''تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں''

اے محبوب! جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا اور اس کے علاوہ کسی دوسرے خدا کی عبادت نہ کرنا۔بلکہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اسی کی اطاعت کریں۔قصد، سوال اور دعا اسی سے کریں۔جب سوال کریں تو اللہ ہی سے کریں اور جب مدد مانگیں تو اسی سے مانگیں۔اس کے علاوہ عبادت کے کوئی بھی لائق نہیں ہے، اس کے علاوہ تنگی کوئی نہیں

دور کرتا اور اس کے علاوہ مجبور کی دعا کوئی قبول نہیں کرتا۔

اے محبوب! جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو وہ ان تمام سے بڑھ کر شکر کا حقدار ہے جن کا شکر کیا جائے۔ ان تمام سے عظیم تر ہے جن کا ذکر کیا جائے، ہر مالک سے بڑھ کر مہربان ہے اور ہر دینے والے سے بڑھ کر جواد ہے۔ ہر ذی قدر سے بڑھ کر حلیم ہے۔ ہر پکڑنے والے سے بڑھ کر قوی ہے، ہر مقصود سے بڑھ کر عظیم مقصود ہے اور ہر مطلوب سے بڑھ کر کریم ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس کی عبادت کی جائے۔ اس کے سوا کوئی رب نہیں جس کی اطاعت کی جائے۔ پس ضروری ہے کہ اس کی عبادت وتوحید ہو، اسی کا خوف واطاعت ہو اور اسی کی خشیت ومحبت ہو۔

اے محبوب! جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں جو اپنے جمال وجلال اور کمال میں یکتا ہے۔ اس نے مخلوق کو پیدا کیا تا کہ وہ اس کی عبادت کریں، جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ اس کی توحید مانیں اور دنیا کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ اس کی اطاعت کرے۔ جس نے اس کی اطاعت کی تو وہ اس کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جس نے اس سے محبت کی اس نے اس کا قرب پا لیا۔ جو اس سے ڈرا وہ اس کے عذاب سے مامون (امن وسلامتی والا) ہو گیا۔ اور جس نے اس کی تعظیم کی وہ کریم ہو گیا۔ جس نے اس کی نافرمانی کی وہ اسے سزا دے گا۔ جس نے اس سے جنگ کی وہ ذلیل ہوا اور جو اس کا ذکر کرے وہ اس کا ذکر کرتا ہے۔ جو اس کا شکر بجا لاتا ہے وہ اس میں زیادتی فرما دیتا ہے۔ جس نے انکار کیا وہ ذلیل ہوا، اسی کے لیے حکم ہے اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

اے محبوب! جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ عبادت اسی کے لیے خاص کریں کیونکہ وہ شرک قبول نہیں کرتا۔ معاملہ اس کے سپرد کریں کیونکہ وہ کافی اور طاقت والا ہے۔ اسی سے سوال کریں کہ وہ غنی ہے۔ اس کے عذاب کو ہلکا کرو کہ وہ شدید ہے۔ اس کی گرفت سے ڈرو کہ وہ دردناک ہے۔ اس کی حدوں سے تجاوز نہ کریں کہ وہ حمیت وغیرت والا ہے۔ اس کے اولیاء سے جنگ نہ کریں کہ وہ انتقام لیتا ہے۔ اس سے بخشش مانگیں کہ وہ وسیع بخشش والا ہے۔ اس کے فضل کی امید رکھیں کہ وہ کریم ہے۔ اس کی بارگاہ کو لذیذ بنائیں کہ اسی جگہ امن ہے۔ اس کا ذکر ہمیشہ کریں کہ اس کی محبت کو پا لو۔ اس کا شکر ہمیشہ بجا لائیں تا کہ مزید حصہ مل جائے۔ اس کے شعائر کی تعظیم کرو تا کہ اس کی ولایت مل جائے۔

اوراس کے دشمنوں سے جنگ کریں تا کہ وہ تجھے اپنی مدد سے خاص کر لے۔

اِقْرَأْ:

واقعہ نبوت کی ابتداء کلمہ اقرأ سے ہوئی۔ جس دن غار میں ہمارے رسول ﷺ پر نازل ہوئی۔ اِقرأ کی ابتداء سے ہی ہماری ابتداء ہے۔ ہماری تاریخ، بزرگی اور زندگی کی ابتداء ہے۔ نزول اقراء کی تاریخ سے ہی ہماری مقدس زندگی کی ابتداء ہے۔ اسی کی وجہ سے ہی روئے زمین، صفحات ایام اور رسوم دنیا میں تبدیلی آئی۔ یہ گھڑی ہماری مسلم زندگی کی تمام گھڑیوں سے سعادت مند ہے۔ یہ گھڑی ظلمت و نور میں جدائی کی گھڑی ہے۔ کفر و ایمان اور جہالت و علم میں فرق کی گھڑی ہے۔ الفاظ کے سمندر اور لغت کے دیوان سے کلمہ اقراء کو استعمال اور اختیار کرنے میں عجیب راز اور غریب خبر ہے۔ اِقرأ کے علاوہ کسی دوسرے کلمے مثلاً اُكْتُبْ، اُدْعُ، تَكَلَّمْ، قُلْ، اَخْطِبْ، وغیرھا کو استعمال نہیں کیا گیا۔ کلمہ اقرأ کو دوسرے کلمات جلیلہ، جمیلہ اور اصیلہ پر اولیت اور ترجیح حاصل ہے۔

اے محبوب! دعا و عبادت سے پہلے پڑھیے اور عمل سے پہلے علم حاصل کریں۔ جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اسی سے گناہ کی بخشش طلب کریں۔

بے شک اِقرأ زندگی کی وسیع راہ اور ہر زندہ کے لیے خوبصورت پیغام ہے۔ جس کے ذریعہ علم نافع اور معرفت کی تحصیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اپنے آپ سے اور امت سے جہالت دور کرنے کا کہا گیا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے والدین سے پڑھا نہ کسی استاد سے سیکھا، کوئی کتاب پڑھی اور نہ قلم اٹھایا۔
آپ ﷺ نے اوّلاً (پہلی مرتبہ) اپنے رب کے نام سے اپنے رب کا کلام پڑھا۔ آپ ﷺ سے پہلی صادر ہونے والی وحی مبارکہ ہے جسے آپ نرمی اور نزاکت سے تلاوت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کتاب کون مفتوح (جہان) پڑھتے ہیں تا کہ حکمت کے مقیاس کو دیکھیں جسے قدرت کی قلموں نے لکھا ہے۔ آپ ﷺ نے بلند چمکتے سورج، روشن ستاروں، چھوٹی بڑی نہروں، ہموار ناہموار زمینوں، باغات و صحراؤں اور زمین و آسمان میں پڑھا۔

۔میری کتاب فضاوخلاء ہے جس میں میں ایسی صورتیں پڑھتا ہوں جو میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھیں۔

کلمہ اِقرأ علم کی فضیلت اوراس کے بلند مرتبہ پردلالت کرتا ہے۔اس پر بھی شرف ورفعت کی پہلی منزل علم ہے۔ ہرسعادت وفلاح کا سبب علم ہے۔آپ ﷺ کی رسالت علم وعمل دونوں کا مجموعہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کو علم نافع اور عمل صالح دے کر مبعوث کیا گیا۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:اس کی مثال جو اللہ تعالیٰ نے مجھے علم وہدایت سے مبعوث فرمایا ہے،بارش کی سی ہے۔

یہودیوں کے پاس علم تھا عمل نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر غضب فرمایا۔نصرانیوں کے پاس علم کے بغیر عمل تھا وہ گمراہ ہوئے۔تو ہمیں ان دونوں راستوں سے بچنے کا حکم دیا گیا۔فرمایا:یوں کہو:غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۔’’نہ ان کا(راستہ)جن پر غضب ہوااور نہ بہکے ہوؤں کا‘‘۔(الفاتحہ:7)

رسول اللہ ﷺ کا رونا:

اپنی کوتاہی کو دیکھتے وقت یا برے ٹھکانے کے ڈر سے رونا فضیلت والی بات ہے۔ بندہ کا اپنے رب کا ذکر کرتے ہوئے اپنے گناہوں کے خوف سے رونا باعث شرف ہے۔دل کی پرہیزگاری، نفس کی بلندی،دل کی پاکیزگی اور مہربانی کے زیادہ ہونے کی دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے رونے پر مدح فرمائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:’’جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتیں گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے‘‘۔(مریم:58)اسی رونے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی اس طرح تعریف فرمائی۔ارشاد ہے:’’اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے‘‘۔(بنی اسرائیل:109)اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے دل کی سختی وشدت پر ملامت کی ہے۔ارشاد فرمایا:’’تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں‘‘۔(النجم:59,60)اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی اس طرح تعریف فرمائی۔ارشاد ہے:’’اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں۔اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے‘‘۔(المائدہ:83)

اپنے رب کے لیے خشوع وخضوع کرنے والوں کے سردار اور مالک یوم جزاء سے ڈرنے

والوں کے امام ہمارے آقا خاتم المرسلین ﷺ ہی ہیں۔

آپ ﷺ بڑے حوصلے والے، جلد عبرت لینے والے، آنسو بہانے والے، نرم دل والے، نہایت مہربانی والے اور روشن و تیز دل والے تھے۔ سچائی و طہارت میں آپ ﷺ کے آنسو جاری ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی و انکساری میں رونے کی ہچکی سنائی دیتی۔ آپ ﷺ کے رونے سے صحابہ کرام کے دلوں میں تربیت و اقتداء کے ایسے آثار ثبت ہو جاتے جو بلیغ خطبہ اور موثر وعظ سے ثبت نہ ہوتے۔ آپ ﷺ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے روتے۔ آپ ﷺ نے ایک رات قیام کیا جس میں وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا تکرار کرتے رہے:

''اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ'' o

''اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔'' (المائدہ:118) یہ پڑھتے رہے اور اکثر رات تک روتے رہے۔

آپ ﷺ قرآن مجید سنتے وقت بھی روتے۔ آپ ﷺ سے روایت صحیح منقول ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا: آپ مجھے قرآن حکیم سنائیں۔ انہوں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن مجید آپ پر نازل ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ پڑھیں میں پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن کریم سنوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورت نساء کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ جب اس آیت تک پہنچے:

''فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا''o

''تو کیسی گھڑی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں۔ اور اے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب کافی ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ رو رہے تھے۔

آپ ﷺ قرآن کریم سنتے وقت بہت خشوع و خضوع فرماتے۔ صحیح روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک رات اٹھے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم پڑھتے سنا تو بوقت صبح انہیں فرمایا: کاش

آپ مجھے دیکھتے جبکہ میں رات آپ کا قرآن سن رہا تھا۔ (تو آپ بہت خوش ہوئے) بے شک تمہیں لحن آل داؤد سے ایک حصہ ملا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ مجھے سن رہے ہیں تو میں اسے اور بھی آراستہ اور خوبصورت کرتا۔

صحیح حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ سے آواز نکل رہی ہے جیسا کہ دیگ اور ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز ہوتی ہے۔

آپ ﷺ اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ میں شامل ہوئے۔ ان کی قبر پر بیٹھ گئے اور منظر کی ہولناکی سے آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ گئیں۔ آپ ﷺ آخرت کو یاد اور قبر کی فکر کر رہے ہیں۔ آپ کے صحابہ کرام اس پُر اثر، عبرت ناک منظر کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اللہ کے خوف سے رونے کی فضیلت بیان فرمائی۔ ذکر فرمایا کہ: سات قسم کے آدمی اللہ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان سات میں سے ایک وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر تنہائی میں کرے اور اس کی آنکھیں بہہ جائیں۔

آپ ﷺ سے بروایت صحیح منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ کبھی بھی نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں نگہبانی کرتے ہوئے رات بسر کی ہو۔

شرعی رونا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ہو۔ اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور اس کے سامنے کھڑا ہونے کی یاد سے ہو۔ اس کی آیات شرعیہ اور تکونیہ میں غور وفکر کرنے سے ہو۔ وفا اور تابعداری میں رونا اولیاء اللہ کے افضل اعمال سے ہے۔ خصوصاً گناہ کے ارتکاب کی پریشانی میں اور کسی حکم کی بجا آوری میں کوتاہی سے اور عذاب کے ڈر سے رونا تو ان اولیاء کے خواص سے ہے۔ اسی طرح کسی مصیبت کے آنے سے بطور رحمت اور وعظ ونصیحت کے وقت دل پر رقت طاری ہونے اور غور وفکر کے وقت اللہ تعالیٰ کے جلال سے ڈر کر رونا بھی انہیں کا خاصہ ہے۔ دنیا کے لیے رونا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ کمینی اور ذلیل ہے۔ یہ اس لائق نہیں کہ اس پر رویا جائے۔

آپ ﷺ کا رونا عظیم تر ہے۔ افضل رونا وہ ہے جو یقین، خوف کی عظمت، اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے، اللہ کی سچی معرفت اور انجام کے حسن علم پر دلالت کرے۔ آپ ﷺ کے تمام افعال و اعمال کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ آپ ﷺ دنیا کے ہاتھ سے چلے جانے پر بے صبری اور جزع، فزع کرنے والے نہ تھے۔ ہاں دینی مقاصد فوت ہونے پر پریشان ہو جاتے۔ آپ ﷺ خوشی میں متکبر و سنگدل نہ ہوتے اور نہ ہی مصائب آپ کو پریشان کر سکتے۔ آپ ﷺ کا رونا اور پریشان ہونا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتا۔ آپ ﷺ کا تبسم و ضحک اور خوشی کا اظہار فرمانا اپنے خالق کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے ہوتا۔ آپ ﷺ تمام عمدہ عادات اور بہترین صفات میں بہترین نمونہ ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ''بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے''۔ (احزاب: 21)

آپ ﷺ منبر پر جلوہ گر ہوتے تو آپ کے صحابہ کرام دیکھتے تو آپ ﷺ کے آنسو بہہ رہے ہوتے، ہچکی بندھی ہوئی ہوتی، سینہ مبارک سے آواز نکل رہی ہوتی اور آواز دردمندانہ ہوتی۔ اس وقت مسجد آنسوؤں اور رونے کی طرف پلٹ آتی، تمام عاجزی سے سر جھکا دیتے۔ یہ منظر آج تک صفحات ایام پر نقش ہے۔

اے اللہ! محمد رسول اللہ اس طرح لوگوں کے سامنے روتے اور ایسے آنسو لگاتار اپنے رخساروں پر گراتے حالانکہ آپ لوگوں سے زیادہ اللہ کی معرفت والے، وحی کو جاننے والے اور انجام سے باخبر ہیں۔

آپ ﷺ اللہ کے خوف سے بھرے دل اور اس کی محبت میں ڈوبے ہوئے نفس سے روتے، قریب تھا کہ آپ ﷺ کے آنسو لوگوں سے گفتگو کرتے۔ آپ ﷺ کا رونا ہر نصیحت سے بلیغ اور ہر کلام سے فصیح ہوتا۔

؎ میں اپنے آنسوؤں سے اپنی آنکھوں پر مہربان ہوا کرتا تھا

تو آج تمہارے بعد ہر عزیز مہربان ہے

رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹ:

معتدل ہنسنا روح کی تازگی، نفس کی دواء اور کوشش و عمل کے بعد رنجیدہ خاطر کے لیے آرام ہے۔ میانہ ہنسنا خوشی کی دلیل، معتدل مزاج کی نشانی اور دل کی پاکیزگی کی علامت ہے۔

ہمارے آقا رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک فرماتے اس طرح کہ گھر میں

مسکراتے ہوئے تشریف لاتے۔ اپنی ازواج مطہرات سے مزاح فرماتے، ان سے نرمی سے پیش آتے، ان سے محبت کرتے اور ان سے پیار، محبت، شفقت ومہربانی کی باتیں فرماتے۔ آپ ﷺ سب جہانوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ لوگوں میں سے اس رحمت کے زیادہ حقدار آپ کے گھر والے، عزیز ورشتہ دار، دوست اور اصحاب ہیں۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور پر چہرہ مبارک کو خوبصورت اور تروتازہ بنانے والی مسکراہٹ چھائی رہتی۔ جب آپ ﷺ کا سامنا لوگوں سے ہوتا تو ان کے دل آپ کے اسیر بن جاتے اور ان کے نفوس بالکلیہ آپ کی طرف مائل ہو جاتے۔ ان کی ارواح آپ ﷺ کی گرویدہ ہو جاتیں۔ آپ ﷺ سورج سے خوبصورت چہرہ، چاند سے حسین پیشانی، گل بابونہ سے پاکیزہ منہ مبارک، تروتازہ باغات کی مثل سے عمدہ اخلاق اور بادِ صبا سے زیادہ رقیق محبت سے اولوں کی مثل مبارک دانتوں سے تبسم فرماتے۔ آپ ﷺ مزاح میں بھی حق ہی کہتے۔ آپ ﷺ کا مزاح مبارک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی روحوں اور پیاسے جگر کے لیے پانی کے قطروں سے بڑھ کر خوش گوار ہوتا۔ مہربان باپ کا اپنے چھوٹے بچے کے سر پر ہاتھ سے بڑھ کر آپ کا ہاتھ لطف والا ہوتا۔ آپ ﷺ صحابہ کرام سے خوش طبعی فرماتے کہ ان کی روحیں خوش ہو جاتیں، دل کشادہ ہو جاتے اور چہرے چمک اٹھتے۔ اللہ کی قسم وہ آپ ﷺ کی ایک مجلس سے ہی تمام دنیا سے بے نیاز ہو جاتے۔ آپ ﷺ کے ایک ہی مہربان کلمہ سے سونے اور چاندی کے محلات سے اعراض کر لیتے۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی میری طرف دیکھا تو مسکراتے ہوئے ہی دیکھا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ اس عطاومہربانی پر فخر کیا کرتے تھے اور اس بخشش کا اعلان کیا کرتے تھے کہ جریر کے نزدیک آپ ﷺ کی یہ فراخانہ، دل جیت لینے والی سچی مسکراہٹ تمام اذکار سے عظیم وبرتر اور تمام آرزوؤں سے بلند واعلیٰ ہے۔ آپ ﷺ مسکراتے کہ یہ مسکرانا آپ ﷺ کو بے نیاز کر دیتا۔ آپ ﷺ کی روح مبارک کو نیکی اور لطف ومہربانی سے بھر دیتا۔ آپ ﷺ کے دل کو عطاً، رحمت اور محبت سے سیر کر دیتا۔ اس مسکرانے والے مسئلہ کو عادت پر محمول نہیں کرنا چاہیے کہ یہ عادی مسئلہ ہے اور نہ ہی اسے آساں سُوقف خیال کرنا چاہیے کیونکہ ابھی تو بچپنے سے بھی نہیں نکلا اور نہ ہی معاملات کا سامنا ہے، کہ اس مسئلہ کی حقیقت سمجھ سکے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے مسکرانے، مزاح اور

خوش طبعی میں میانہ روی اختیار کرتے تھے۔آپ ﷺ چڑچڑی اور سڑئیل طبیعت والے تھے نہ ہی بہت زیادہ ہنسنے والے کہ مذاق میں لغویات کہہ گزریں بلکہ ان دونوں کے بین بین تھے۔آپ ﷺ مناسب باتوں میں ضحک فرماتے حتیٰ کہ بعض اوقات پچھلی ڈاڑھیں ظاہر ہو جاتیں۔آپ ﷺ ضحک میں مستغرق نہ ہوتے حتیٰ کہ جسم کانپنا شروع ہو جائے یا ناز و انداز کرے یا حلق کا کوا ظاہر ہو جائے بلکہ مناسب اور سنجیدہ ضحک فرماتے تھے۔آپ ﷺ سے صحیح روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تو ہنسنے سے بچ کیونکہ زیادہ ہنسا دل کو مردہ کر دیتا ہے''۔

روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کرام سے مزاح کیا۔وہ اس طرح کہ ایک دن ایک شخص نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے سواری عنایت کیجئے تا کہ میں سوار ہو جاؤں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس تو صرف اونٹنی کا بچہ ہے،تو وہ شخص واپس ہو گیا۔آپ ﷺ نے اسے بلایا،اور فرمایا: اونٹنیاں ہی اونٹ جنتی ہیں۔یعنی ہر اونٹ اصل میں اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔روایت ہے کہ ایک بوڑھی عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دعا کریں کہ میں جنت میں داخل ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہ ہو گی۔وہ روتی ہوئی واپس ہوئی۔آپ ﷺ نے اسیطلب کیا اور فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟:

''اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاءًoفَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًاoعُرُبًا اَتْرَابًاo''

''بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا۔تو انہیں بنایا کنواریاں،اپنے شوہر پر پیاریاں،انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں''۔(واقعہ: 35,36,37)

آپ ﷺ اپنے رب کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے ضحک فرماتے تھے۔جس میں اقتداء و پیروی کے اعلیٰ مقاصد اور سیرت کے عمدہ نمونے ہیں۔آپ ﷺ کا ضحک مبارک بے فائدہ یا بے کار یا وقت و زمانہ کا ضائع و بے قدری نہ تھا۔آپ ﷺ سفر کے لیے سواری پر سوار ہوئے اور سفر کی دعا مانگی پھر کہا:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ''

''اے اللہ! میرے گناہ بخش دے کیونکہ گناہ تیرے علاوہ کوئی نہیں بخشتا''۔

پھر یہ کہنے کے بعد آپ ﷺ نے ضحک فرمایا۔صحابہ کرام نے سوال کیا: یا رسول اللہ! آپ

کیوں ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ اس وقت ضحک فرماتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہ نہیں بخشتا۔ رب تعالیٰ کہتا ہے: میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے علاوہ کوئی گناہ نہیں بخشتا"۔

آپ ﷺ نے اس آدمی کا واقعہ بیان فرمایا جو سب سے آخر میں جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا۔ وہ اپنے رب سے طرح طرح کے سوال کرے گا اور مانگے گا۔ حتیٰ اللہ تعالیٰ اسے اس کی تمنا سے دس گنا زیادہ عطا فرمائے گا۔ وہ آدمی اپنے رب سے کہے گا: کیا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے حالانکہ تو رب العالمین ہے؟۔ یہ بیان کر کے آپ ﷺ نے ضحک فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو ہدایت فرمائی اسی کا حصہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہر مقام کو اس کا حق عطا کیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے کسی بھی مقام پر جو کام کیا وہ مقام اس کام کے علاوہ کسی اور کام کی گنجائش ہی نہیں رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے محبت، خوشی اور سرور کے موقعہ میانہ خوش طبعی اختیار فرمائی اور وعظ وخوف اور نصیحت کے موقعہ پر خشیت الٰہی میں رونا اختیار فرمایا۔ آپ ﷺ کا مزاح اور خوش طبعی دل وروح کے لیے انس ومحبت اور آپ ﷺ کا تبسم فرمانا جانوں کے لیے گل روح کا مقام رکھتا ہے۔ کتب حدیث میں درج ہے کہ آپ ﷺ کی ہر خوش طبعی سنت ہے اور ہر خوش طبعی جسے راوی نقل کر رہے ہیں، وہ آپ ﷺ کے اخلاق شریفہ سے ایک عظیم خلق ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کا مرتبہ بلند کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے ضحک مبارک کو بھی کتابوں میں محفوظ کر دیا۔ یہ عبرت ونصیحت کے واقعات سے ایک عجیب واقعہ ہے۔ بابرکت ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کے مقام کو شرف بخشا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے مزاح مبارک کو اس طرح کر دیا جسے یکے بعد دیگرے ثقات روایت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ گویا کہ یہ فرض غیر ساقط ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے اصحاب وآل پر رحمت کاملہ نازل فرماتا رہے۔ جب تک صبح دم لیتی ہے اور رات پیٹھ پھیرتی رہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شجاعت و بہادری:

رسول اللہ ﷺ اس وصف میں بھی سب سے فائق تھے۔ سب لوگوں سے بہادر تھے۔ آپ ﷺ کی بہادری پر بطور دلیل اتنا ہی کافی ہے کہ آپ ﷺ کبھی کسی جنگ میں بھاگے نہ پیچھے ہٹے۔ جب

لڑائی کا تنور گرم ہوتا، وہ اپنے جوبن پر ہوتی، آنکھیں سرخ ہوتیں، تلواروں پر سراڑ رہے ہوتے، کھوپڑیوں پر نیزے ٹوٹ رہے ہوتے تو یہ کوہ استقامت، سید کونین ﷺ اپنی جگہ قائم اور مطمئن رہے۔ آپ کے اطمینان کے سبب دوسرے لوگ بھی ثابت قدم رہتے۔۔ ہر حال میں اپنے رب پر اعتماد بھروسہ کرتے۔

جب آپ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار میں تھے تو سنگ دل کفارِ قریش ننگی تلواروں سے آراستہ غار کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ جو آپ ﷺ کو ہر قیمت پر شہید کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف آپ ﷺ خالی ہاتھ ہیں۔۔ جب آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خائف دیکھا تو فرمایا: اے ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟ یہ ارشاد انتہائی ثابت قدمی اور بہادری کی دلیل ہے۔

جب جنگ حنین میں مسلمان بھاگ گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ صرف چھ جانباز ساتھی رہ گئے تو اس حال میں آپ ﷺ اپنے خچر کو ایڑی لگا کر لشکر کفار کی طرف بڑھاتے ہیں۔ جو کثیر تعداد میں مسلح، عظیم قوت والا لشکر تھا۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سے سنگ اندازی فرما رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: ''شاھت الوجوہ''۔ (یعنی دشمنوں کے چہرے خاک آلودہوں)

رسول اللہ ﷺ بحیثیت محمود:

عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں''۔ (بنی اسرائیل: 79)

سورج آپ کے حاسدوں سے ہے اور مدد آپ کی ساتھی ہے۔ اور حمد آپ کے ناموں میں سے ہے۔

یہ آپ کی تین عادات خوبصورتی، اللہ کی طرف رجوع لانا اور ارادہ کی پختگی کے مقابلے کی کہاں ہیں۔ کئی صدیاں بیت گئیں اور آپ کی مثل نہ لا سکیں۔ آپ تشریف لائے تو پھر آپ کی نظیر لانے سے عاجز آ گئیں۔ ''محمد بن عبداللہ'' یہ ایسا بلند نام ہے کہ جس کا ذکر کرنے سے بڑی خوبصورتی سے فضیلت کا

بھی ذکر ہو جاتا ہے۔عمدہ طریقے سے طہارت کا ذکر ہو جاتا ہے اور بہترین معانی میں عدل کا بھی ذکر ہو جاتا ہے۔یہ تمام صفات حسنہ کا جامع ہے۔

''محمد بن عبداللہ'' یہ نام مومنوں کے دلوں میں نورانی حروف سے لکھا ہوا ہے۔اگر دل کو چیر دیا جائے تو تو اس نام مبارک کو اس میں گڑھا ہوا، اس کے سیاہ نقطہ میں اسے لکھا ہوا اور رگوں میں اسے نقش شدہ دیکھے گا۔

اللہ کی قسم اگر میرا دل چیرا جائے جو محبت میں یقیناً گرفتار ہے

تو ایک پل کے لیے وہ نشان دیکھا جائے جو اس کے سیاہ نقطہ میں ہے

تو تو ایسا ہو جائے جس کی تختی میں اس کا ذکر مکتوب ہے یا اس میں اس کی محبت کی علامت مرسوم ہے۔

محمد عزت و بزرگی والے ہیں۔جن کا ذکر توریت و انجیل میں ہے۔جبرئیل علیہ السلام کے تائید یافتہ ہیں اور لوح لوئ میں عزت کا جھنڈا اٹھانے والے ہیں۔خاندانِ عبد مناف بن قصی میں عزت کے بلند و عالی پہاڑ کے مالک ہیں۔

رسولوں نے آپ کی بشارت دی، کتابوں نے آپ کی خبر دی، تاریخ آپ کے نام سے آراستہ ہے، مجلسوں کا آپ شرف ہیں، محفلیں آپ کے ذکر سے مہکتی ہیں، میناروں میں آپ کا ذکر بلند ہے اور منبر آپ کی حدیث سے گونج رہے ہیں۔

آپ ﷺ گمراہی و سرکشی سے معصوم ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ بے راہ چلے''۔(النجم:2)اور اللہ نے انہیں اپنی خواہش کی پیروی سے محفوظ رکھا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے''۔(النجم:3)آپ ﷺ کا کلام شریعت، لفظ دین اور سنت وحی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:''وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے''۔(النجم:4)

آپ ﷺ کی عادات پاکیزہ، طبع شریف عمدہ، خصلتیں خوبصورت، عادتیں بہترین اور مقامات جلیل ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''بے شک تم روشن حق پر ہو''۔(النمل:9)

آپ ﷺ کی تواضع کثیر، جود و سخا عام اور نور تام ہے۔آپ ﷺ اچھے افعال والے، سچے اقوال والے اور عمدہ عادات والے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان

کی ہے"۔(القلم:4)

آپ ﷺ نرم مزاج، سادہ طبیعت اور سادہ مزاج تھے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:"تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج، سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے دور ہو جاتے"۔(آل عمران:159)

آپ ﷺ عنائت ورعایت میں محفوظ، رائے میں منصور، توفیق یافتہ، وافر حصہ کے مالک، کامیاب فتح والے ہیں۔ارشاد ربانی ہے:"بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی"۔(الفتح:1) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل کی اصلاح فرمائی۔شوق وعادت روشن کی اور گناہ بخش دیے۔ارشاد ربانی ہے:"تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے"۔(الفتح:2)

آپ ﷺ اس طرح اصلاح یافتہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باعث دلوں کو زندگی دی، مختلف گروہوں کو سعادت مند کیا، شیطان کی عبادت سے گردنیں آزاد کیں اور بت پرستی کی غلامی سے انسانیت کو آزاد فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:"اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو"۔(الشوریٰ:52)

آپ ﷺ نے بشریت کو سخت تکالیف سے نجات دلوائی۔اسے سختیوں سے آرام دلوایا۔ اسے ہلاکت سے دور فرمایا۔اللہ کے حکم سے اس کے لیے زندگی کا معاملہ آسان فرمایا اور اسے فطری اصولوں سے آشنائی کروائی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جوان پر تھے اتارے گا"۔(اعراف:157)

آپ ﷺ انسانیت کے لیے رحمت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم دی۔ان کے دل میں نور ایمان گرایا اور انہیں جنت کے راستے کی راہنمائی فرمائی۔

آپ ﷺ شیخ کبیر (بوڑھے شخص) کے لیے رحمت ہیں کیونکہ اس کے لیے عبادت میں آسانی کر دی اور اسے اچھے انجام کی راہنمائی فرمائی۔اسے عمر کے نقصان کے تدارک اور باقی ماندہ دنوں کو غنیمت جاننے کے لیے بیدار کیا۔

آپ ﷺ نوجوان کے لیے رحمت ہیں اس لیے کہ اسے جوانی کے اچھے اعمال اور بچپن کی عادات کی تکمیل کے لیے ہدایت فرمائی اور اس کی طاقت، اچھی عادات اور عمدہ اخلاق کی طرف متوجہ کیا۔

آپ ﷺ بچے کے لیے رحمت ہیں۔اس لیے کہ اسے ماں کے دودھ کے ساتھ ہی فطری

دین پلا دیا۔ پیدائش کے وقت ہی اسے آذانِ توحید سنا دی اور بچپن میں ہی اسے ایمانی جبہ پہنا دیا۔ آپ ﷺ عورت کے لیے رحمت ہیں۔ اس لیے کہ اسے ظالمانہ جہان میں انصاف دیا اور اس کے حقوق کی حفاظت کی۔ اس کی بہار زندگی محفوظ کی۔ اس کی عفت، شرافت اور مستقبل کی حفاظت فرمائی۔ آپ ﷺ نے عورت کا باپ، شوہر، بھائی اور مربی ہو کر زندگی بسر فرمائی۔

آپ ﷺ والیوں اور حکام بالا کے لیے رحمت ہیں۔ ان کے لیے عدل وانصاف کا ترازو وضع فرمایا۔ انہیں ظلم وستم برپا کرنے سے منع فرمایا۔ ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں بزرگی واحترام اور فرمانبرداری کی حد بندی فرمادی۔

آپ ﷺ رعایا کے لیے رحمت ہیں۔ اس لیے کہ آپ ان کے حقوق کا دفاع کرتے ہیں کہ ظلم حرام قرار دے رہے ہیں اور لوٹ مار، چوری، خون ریزی، زبردستی چھیننے، تکلیف دینے اور ظلم وضد کرنے سے منع فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ سب کے لیے رحمت اور تمام کے لیے نعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے''۔ (الانبیاء: 107)

آپ ﷺ جب تبسم فرماتے تو دلوں اور روحوں کو اپنے چہرہ مبارک کی چمک، حسن و جمال اور دیدار کی خوشی کے باعث قیدی بنا لیتے۔ آپ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کا کلام نفس کی حدود کو عبور اور روح سے تجاوز کر کے دل کی گہرائی میں اتر جاتا۔ آپ کے الفاظ دل کی لوح پر نقش ہو جاتے اور دل کے سیاہ نقطہ پر تحریر ہو جاتے۔

آپ ﷺ جب مسکراتے تو وہ جگہ خوشبوئے محبت سے معمور ہو جاتی، حاضرین کے چہرے بشارت سے جگمگا اٹھتے اور وہ سعادت وخوشی سے اپنے دامن بھر لیتے۔ جب آپ ﷺ آنسو بہاتے تو لوگ آپ ﷺ کے آنسوؤں کے سبب خوف زدہ ہو جاتے اور سب لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو جاتے۔ ہر دل اپنے پوشیدہ راز ظاہر کر دیتا۔ گویا قیامت سے ڈرانے والے ان کے دروازوں پر ہیں اور موت کے فرشتے ان کے سروں پر کھڑے ہیں۔ ہر طرف آنسو، عاجزی، انکساری اور خاموشی کا منظر ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں''۔ (النجم: 59,60)

۔ اپنی محبت ظاہر کرتم سے صبر ہو یا نہ ہو

آنسو بہیں یا نہ بہیں تمہاری کیفیت رونے کی سی ہو

آپ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو بڑے بڑے بہادر لوگ لرز جاتے۔ دلوں میں بیداری و تحریک پیدا ہو جاتی اور سامعین وحاضرین اپنے جذبات ضبط نہ کر سکتے۔ اگر پتھر کی آنکھ ہوتی وہ بھی رو پڑتی۔ اگر دیوار کا دل ہوتا تو وہ بھی اظہار خشوع کرتا۔ اور اگر دنوں کے کان ہوتے تو وہ خاموشی اختیار کر لیتے۔

۔ کاش زمانہ کی آنکھ ہوتی تو یقیناً آپ ﷺ کا ذکر اسے رولا دیتا جیسے مجھے رولایا، ایسی گفتگو نے جو دلوں میں گھر کر جاتی ہے اور اس پر بے مثال معانی کا غلبہ ہو۔ جب آپ ﷺ جہاد فرماتے تو استقامت کی چٹان ثابت ہوتے۔ تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہی جاتے اور کمال طریقے سے بے نیازی کا حق ادا فرما دیتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تو اے محبوب! اللہ کی راہ میں لڑو تم تکلیف نہ دیے جاؤ گے مگر اپنے دم کی''۔ (النساء: 84)

آپ ﷺ کا کسی بھی میدان سے فرار اور بھاگنا معروف و مسموع نہیں۔ آپ باطل کے مقابل کمزوری ظاہر نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کا دل خوش رہتا حالانکہ میدان جنگ گرد و غبار سے پر ہوتا۔

آپ ﷺ کا قلب مبارک مطمئن رہتا جبکہ سر بدن سے جدا ہو رہے ہوتے۔ آپ ﷺ کا نفس شریف مطمئن و سکون سے رہتا جبکہ جانیں نیزوں پر قربان ہو رہیں ہوتیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوش رہتا جبکہ تلواریں خون سے پیغام موت لکھ رہیں ہوتیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور محمد آپ ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ (آل عمران: 144)

۔ یقینی موت کی جگہ پر آپ قیام پذیر رہے گویا آپ پریشان کن حالات میں محو استراحت ہیں میدان میں بہادر لوگ شکست کھا کر بھاگ جاتے جبکہ آپ خوش وخرم دیکھائی دیتے۔

آپ ﷺ بخشش وعطا کرتے تو اس کی حد فرما دیتے اور وہ کچھ کر جاتے جو کسی نے نہ کیا ہوتا۔ آپ ایسی عطا کرتے جس میں احتیاجی کا خوف نہ ہوتا۔ آپ ﷺ ایسے بخشش وعطا فرماتے جیسے کوئی دنیا ارزاں دستی خیال کرتا ہو اور اس کی سوکھی گھاس کے تنکوں سے بھی بے نیاز ہو اور کچھ باقی رہ جانے کو ناپسند کرتا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے بہترین بدلہ کا امیدوار ہو۔ آپ کے دست اقدس بخشش کے لیے

حرکت میں آتے تو موسلا دھار بارش کی طرح نوازتے جاتے۔

آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک مسلسل برسنے والے بادل کی طرح سخی جہاں بھی استعمال ہوئی نفع دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی روح عمدہ اور ستھری کی تو اسے اللہ کی راہ میں موت کے لیے پیش کیا۔ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کی بلندی کے لیے اسے تلواروں کی دھار کے آگے کیا۔ آپ ﷺ کی بہادری صرف سخاوت کی دلیل ہے اور اس کا اقدام جود و کرم کی برہان ہے۔

آپ بہادر ہیں کہ جب کسی فوج سے سامنا ہوا
تو آپ نے بگڑے ہوئے حالات میں اس کے جری بہادروں کو ادب سکھا دیا
اور جب آپ نے وعدہ کیا تو اپنی بات کی وفا کی
اس شخص کی طرح نہیں جس کا فعل اس کے قول کی تکذیب کرتا ہے۔

آپ ﷺ کے پاس جو شی ہوتی اسے فی الفور سخاوت کر دیتے۔ جس کے مالک ہوتے اسے جلد ہدیہ کر دیتے۔ آپ ﷺ کے لیے دنیا آسان ہوئی تو آپ نے خالی دامن عربوں کو سینکڑوں اونٹ عطا فرما دیئے۔ آپ ﷺ کے پاس اموال اکٹھے ہوئے تو غنیمتیں مسلمان فاتحین میں تقسیم فرما دیں۔ آپ ﷺ فرماتے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس تہامہ یعنی جنوبی حجاز مقدس کے درختوں کے برابر مال ہو تو میں اسے خرچ کر دوں پھر تم مجھے بخیل پاؤ نہ ہی بزدل اور کذاب۔

آپ نے تشہد کے علاوہ ''لَا'' (نہیں) کبھی نہیں کہا
اور ممنوع کے علاوہ ''نَعَم'' (ہاں) کبھی نہیں چھوڑا

کسی نے آپ ﷺ سے قمیض کا سوال کیا تو آپ نے اتاری اور اسے دے دی۔ آپ ﷺ نے اپنی طاقت بھر بخشش کی۔ آپ نے اپنے شکم اطہر کو بھوک کی گرمی و مصیبت کا عادی بنایا۔ حاتم طائی کی سخاوت شہرت، بناوٹ اور ریا کے لیے تھی۔ خاتم الانبیاء کی سخاوت اپنے خالق زمین و آسمان کی رضا کے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے فاقہ و بھوک کے وقت خرچ کیا، احتیاجی کی حالت میں عطا کیا اور حاجت و تنگ دستی کے باوجود سخاوت کی۔

آپ ﷺ جب مجرم کو معاف فرماتے تو اسے اپنے احسان کا قیدی بنا لیتے، اسے عتاب نہ فرماتے اور نہ ہی کوئی مطالبہ کرتے۔ برائی بھول جاتے، ذلت دفن کر دیتے، گناہ اپنے حلم سے محو کر دیتے

اور جرم اپنی درگزر میں چھپالیتے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:''تو تم اچھی طرح درگزر کرو''۔(الحجر:85)

آپ ﷺ کی قوم نے آپ سے لڑائی کی، قطع تعلق کی، تکلیف دی، گالیاں دیں، وطن سے نکال دیا، جنگ کی اور زخمی کیا لیکن جب آپ ان پر غالب ہوئے تو انہیں معاف فرمادیا، ان سے درگزر کیا اور حلم وسماحت (صبر) سے کام لیا۔آپ ﷺ کا زندہ جاوید کلمہ جس کی صحت مشہور ہے۔زمانہ میں مشہور وروشن ہے:

''اِذْهَبُوْ افَاَ نْتُمُ الطُّلَقَاءُ''

''جاؤتم آزادہو''۔

آپ ﷺ کے اخلاق کا شہرہ ونمونہ آپ کا ارشاد ہے:اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس سے تعلق قائم کروں جو مجھ سے تعلق توڑے۔اسے معاف کردوں جو مجھ پر ظلم کرے اور اسے عطاء کروں جو مجھے محروم کرے۔تمام عمدہ اخلاق جو قرآن کریم میں مذکور ہیں ان کا ترجمہ آپ ﷺ کی سیرت ہے۔اسی لیے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے آپ ﷺ کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا:آپ ﷺ کا خلق قرآن ہے''۔

آپ ﷺ جب وعدہ کرتے تو اسے پورا فرماتے۔آپ ﷺ کے دشمنوں کے پاس بھی کوئی ایسی روایت نہیں کہ آپ نے وعدہ خلافی کی ہو یا عہد شکنی کی ہو حالانکہ وہ آپ پر کامیابی اور آپ کی ذلت ورسوائی کے شدید خواہش مند تھے۔آپ ﷺ ان باتوں سے دورر ہے حالانکہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی امن وجنگ، رضا وغضب اور اقامت وسفر دونوں حالتوں میں گزاری۔آپ ﷺ نے ایک ہی حالت صدق وامانت میں زندگی بسر کی۔سچائی وہی ہے جس پر آپ تھے اور امانت وہی ہے جو آپ سے منقول ہے۔

کسی شخص نے آپ ﷺ سے کسی جگہ وعدہ کیا تو آپ ﷺ اس جگہ تین دن تک اس کا انتظار کرتے رہے تاکہ وعدہ پورا ہو جائے۔آپ ﷺ نے مشرکوں اور یہودیوں سے معاہدے کیے حالانکہ یہ لوگ آپ کے سخت مخالف تھے۔لیکن آپ ﷺ نے کبھی بھی خیانت، وعدہ خلافی اور عہد شکنی نہ کی۔پھر یہ بات حق ہے کہ آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ وعدہ نبھانے والے اور اپنے عہد میں سچے تھے۔آپ ﷺ صدق ووفاء والی شریعت لائے اور لوگوں کو خیانت اور وعدہ خلافی سے منع کیا۔آپ ﷺ ہی اس بات کے قائل ہیں کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں:☆۔جب بات کرے تو جھوٹ بولے☆۔جب وعدہ

کرے تو اسے توڑے۔☆۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے"۔ آپ ﷺ ہی ہیں جن پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: "اور عہد پورا کرو بے شک عہد سے سوال ہونا ہے"۔ (بنی اسرائیل: 38) اور یہ آیت مبارکہ بھی نازل ہوئی: "وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور قول باندھ کر پھرتے نہیں"۔ (الرعد: 20)

آپ وعدہ لیں یاد یں
آپ کے سارے وعدے پناہ ضمانت و وفا ہیں

رسول اللہ ﷺ بحیثیت خطیب:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں ان سے رسا بات کہو"۔ (النساء: 63)

سیف زبان ہر کام میں دخل و تصرف رکھنے والے
تلوار کی دھار کی طرح جسے مس کرے کاٹ دے
بولی فجر یا بارش کی طرح واضح جس میں عیب نہیں
نور کی طرح غالب و بلند

اے مخاطب! آپ ﷺ کے دفتر بیان اور دیوان فصاحت کا مطالعہ کر تو بخدا! تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ آپ کا کلام دلوں کو گرویدہ بنا لینے والا اور آپ کی حدیث روحوں کو قیدی کر لینے والی ہے۔ جس میں مخارج کی صحت، عبارت کی چمک، آغاز کلام کا حسن، الفاظ کی صفائی اور جملوں کی استواری و برابری ملحوظ ہے۔ گویا کہ آپ کی حدیث مہکتی خوشبو کا باغ یا نغمات کا ایسا باغیچہ ہے جس میں صبح صبح بارش ہوئی ہو اور باد صبا نے اسے لہرایا ہو اور ٹھنڈی ہوا نے اس سے خوش طبعی کی ہو۔ آپ ﷺ کو اعجاز و بلاغت اور ایجاز و اختصار عطا ہوا۔ اس کی آپ ﷺ نے خبر دی۔ فرمایا: "مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے"۔ دوسری روایت میں ہے: "مجھے مختصر کلام عطا ہوا"۔

آپ ﷺ سے قولی احادیث جو بروایت صحت منقول ہیں وہ تقریباً دس ہزار کے قریب ہیں۔ جو دنیاوی و اخروی زندگی کے ہر پہلو پر مشتمل ہیں۔ ان میں ماضی کی خبریں بھی ہیں اور مستقبل کے معجزات بھی۔ اے مخاطب! اگر تو ان میں نظر کرے اور آپ کے کلام کی بلندی، آپ کے الفاظ کی عظمت، آپ کی عبارت کی قوت اور آپ کے بیان کا ظہور جاننا چاہے تو پھر اس کا دوسرے لوگوں کے کلام سے مقابلہ کر تو

تمہیں آپ کی فصاحت کی عظمت معلوم ہو جائے گی۔اے مخاطب! تو آپ ﷺ کا کلام مجلسوں اور محفلوں میں پیش کر،اس زمانہ کے بڑے بڑے خطباً اور دنیا کے مشہور شعراءاور نابغہ عصر لوگوں کے کلام، محاورات اور اثر کرنے والی باتوں سے موازنہ ومقابلہ کر تو تجھے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ آپ ﷺ کا کلام باقی کلاموں کے حسن کو ختم کرنے والا ہے۔گویا آپ ﷺ کے کلام سے پہلے کسی کلام نے متعجب نہ کیا ہوگا اور نہ ہی آپ کی بات سے پہلے کسی بات نے جھومنے پر مجبور کیا ہوگا۔تجھے یہ بات بھی دیکھنے میں آئے گی کہ ایک عام آدمی جسے محاورات اور ضرب الامثال میں مہارت نہیں اور نہ ہی کلام کی مختلف اقسام میں فرق کرسکتا ہے۔وہ جب بھی آپ کا کلام سنے گا تو آپ کے الفاظ اس کے دل میں گہرا اثر اور عجیب ذوق پیدا کر دیں گے۔

آپ ﷺ نے جب ارادہ کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جامع و مانع، کافی و شافی وصیت کریں تو آپ ﷺ نے ایسی مختصر گفتگو کی جو فوائد ونوادرات سے بھری ہوئی، انوکھے انداز اور خوبصورت دیباچہ والی ہے۔فرمایا: "اتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ"۔کہ جہاں بھی ہوں اللہ سے ڈرتے رہنا۔برائی کے پیچھے نیکی کرتے رہنا کہ وہ اسے مٹا دے۔اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا"۔اگر کوئی دوسرا بلیغ شخص یہی مضمون بیان کرنا چاہتا تو وہ ضرور وصیت ونصیحت میں لمبی گفتگو کرتا کیونکہ وہ یا تو معنی لفظ کے مطابق کرتا تو اس صورت میں لفظ طویل اور معنی مختصر ہو جاتا اور یا لفظ معنی کے مطابق کرتا تو اس صورت میں لفظ مختصر ہوتا اور معنی کی طرف خفیف اشارہ ہوتا۔

آپ ﷺ سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نجات کے بارے میں سوال کیا کہ نجات کیا ہے؟ آپ ﷺ نے بغیر تاخیر، رکاوٹ اور سوچ کے فی الفور جواب دیا۔آپ ﷺ کی زبان مبارک پر ایک خوبصورت، ہدایت سے لبریز، زندگی بخش جملہ جاری تھا۔فرمایا: "اپنی زبان کو روک لیجیے ان باتوں سے جو نقصان کا باعث ہوں اور گھر میں بیٹھ جایئے اپنے خالق کی اطاعت میں مشغول ہوتے ہوئے۔اور اپنے گناہ پر رویئے"۔تو فی البدیع تین اقسام کے حسن میں نظر کیجیے۔ساتھ ہی لفظ مختصر ہے اور معنی پورا و مکمل ہے۔پہلے جواب کی تیاری بھی نہیں ہے کیونکہ سائل جواب اور نصیحت میں جلدی کا طالب ومنتظر ہے۔

آپ ﷺ سواری پر سوار ہیں اور ساتھ ہی پیچھے حضرت عبداللہ بن عباس سوار ہیں۔ آپ نے انہیں وصیت فرمائی جو کہ خوبصورت بیان سے آراستہ عقل کو گرویدہ بنا لینے والی ہے۔ اگر اسے فصاحت کے طبقہ وسطح پر رکھا جائے تو قریب ہے کہ اس کی روشنی آنکھوں کو ختم کر دے۔ فرمایا: ''اے لڑکے میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں۔ کہ تو اللہ تعالیٰ (کے حقوق) کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا۔ تو اللہ کو یاد رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ تو فراخی میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھ وہ سختی کے وقت تیری طرف توجہ فرمائے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ سے مانگ مدد کی ضرورت ہو تو اللہ سے مانگ اور خوب جان لے کہ اگر ساری مخلوق جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع پہنچائے تو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اتنا ہی جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ اگر ساری مخلوق جمع ہو جائے کہ تجھے نقصان پہنچائیں تو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی مگر اتنا ہی جو اللہ نے تیرے لیے نقصان لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور رجسٹر خشک ہو گئے۔ خوب جان لے مدد صبر کے ساتھ ہے، فراخی محنت کیتھ تکلیف کے ساتھ ہے اور بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے''۔ اب میں تیرے سامنے یہ جادو اثر بیان والی نصیحت رکھتا ہوں۔ تیری عقل محاکمہ کے لیے مقرر کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا اس کلام جیسا کسی بشر کا کلام دیکھا ہے؟ کہ جس میں حسن اختتام، الفاظ کی چاشنی اور معانی و خطاب کی قوت ہو۔ اس وصیت میں آپ ﷺ کا قول مبارک: ''اِحفَظِ اللّٰہَ یَحفَظکَ'' (یعنی تو اللہ کے دین کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا)۔ ان جملوں سے ہے جو میدان بیان میں مشہور و مضبوط ہے۔ اور میدان فصاحت میں عقل جس کے لیے سجدہ ریز نظر آتی ہے۔ اس لیے کہ یہ ایک وصیت بہت سی وصیتوں کو جامع ہے۔ اگر آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور یہ مضمون بیان کرنا چاہتا تو وہ اس طرح کہتا: تو اللہ کی اس کے اوامر کی ادائیگی کر کے حفاظت کر تو وہ اپنی نعمت سے تیری حفاظت کرے گا۔ تو اللہ کی اس کے نواہی کو چھوڑ کر حفاظت کر تو وہ تجھے عذاب سے محفوظ رکھ کر حفاظت کرے گا۔ اور تو جوانی میں اس پر نگاہ رکھ وہ بڑھاپے میں تجھ پر نگاہ عنائیت فرمائے گا۔ اسی طرح وہ آخر تک متقابل باتوں کو ذکر کرتا اور ابتداء و انتہاء، مقدمہ و نتیجہ متقابلات میں طویل کلام کرتا۔ تو اس عمدہ اور بارونق کلام سے بڑھ کر کوئی عمدہ، خوبصورت، مختصر اور معجز کلام نہیں ہے۔

؎ گویا کہ وہ باغ ہے جسے باد صبا نے مبارک باد دی ہو
اور بارش نے زیارت کی ہو جس سے اس کا حسن و نرمی بڑھ گئی

پھر حدیث شریف جملہ جملہ کر کے پڑھ اگر تو بیان اور سحر خطاب کا ذوق وشوق رکھتا ہے تو تجھے بہت سے رازوں پر آگاہی ہوگی۔

جب آدمی کی سوچ خوبصورتی سے مزین ہو جائے

تو خوبصورتی اس میں اپنا وجود کھو دیتی ہے

آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ معطرہ و پاکیزہ میں سے کوئی بھی حدیث لے لے اور پھر غور کر کہ اس میں کمزوری کا کوئی پہلو یا بناوٹ و تکلف کی بُو ہے؟۔ بلکہ تجھے اس میں لطافت و عظمت، نرم چمک اور مضبوطی و پائیداری ہی نظر آئے گی۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کی زبان مبارک پر سھل الاخذ حدیث جاری فرمائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"۔

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"۔ یہ حدیث ادائے مقصود میں کافی، شافی اور وافی ہے۔ اور ادائے معنی میں انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے احکام، عقائد، آداب اور اخلاق کی مسافت انہیں مذکورہ دو خوبصورت جامع جملوں میں سمیٹ دی۔ یہ علماء کے لیے ایک قاعدہ، حکماً کے لیے ایک مثال اور ادیب لوگوں کے لیے ایک عجوبہ سے کم نہیں ہے۔

آپ ﷺ جو کلام فی البدیع، اچانک جلدی سے ارشاد فرمایا اسے بطور مثال لیں کہ انصاریوں کا ایک بچہ آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ جس کا نام ابو عمیر تھا وہ ایک پرندے سے کھیلا کرتا تھا۔ اتفاقاً وہ پرندہ (چڑیا) مر گیا۔ آپ ﷺ نے جب اس بچہ کو خالی ہاتھ دیکھا۔ تو فرمایا: "یَا اَبَا عُمَیْرِ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ"۔ اے ابو عمیر! اس چڑیا کو کیا ہوا (وہ کہاں گئی)؟۔ تو اس میں عبارت کا تقابل، سجع کا حسن اور دو جملوں کے وزن کا مشاہدہ کریں کہ جس میں کوئی کمی و نقصان نہیں۔

آپ ﷺ نے جنگ حنین میں فی البدیع (جلدی) سے فرمایا:

"اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ"۔

"میں نبی ہوں جس میں جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں"۔ اگر علماءِ کرام اور علم بیان کے بڑے بڑے ستون ایسا کلام جلدی سے کہنا چاہیں تو ان کے لیے ممکن و آسان نہ ہوگا۔

اس بات میں کوئی تعجب نہیں کہ آپ ﷺ تمام لوگوں سے فصیح ہیں کیونکہ آپ ﷺ کا عظیم معجزہ

اور بڑی دلیل قرآن کریم ہے۔ جس نے فصحاءِ عرب کو دہشت میں ڈال دیا، شعراء کو خاموش کرا دیا اور خالص عربوں کو مبہوت کر دیا۔ تو یقیناً اس نبی مکرم ﷺ کو اعلیٰ درجہ کا بیان عطا ہوا جو عقلمندوں کو اپنا گرویدہ بنا کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت مفتی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے''۔ (النساء: 176)

مناسب لفظ پیروی کرتا ہے جب وہ فیصلہ کرتے ہیں
اور اصل رائے ان کی مدد کرتی ہے جب وہ چلیں
جب کوئی گمان کیا گیا تو تو نے صبح کی طرح صاف بات کہی
گویا کہ ان کے گمان سے واضح چمک رات میں چلی

آپ ﷺ علم فتویٰ میں اپنے رب کی طرف سے تائید یافتہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر معرفت و سمجھ کے دروازے اور خزانے کھول دیے تھے۔ آپ ﷺ کے ہاں ہر سائل کے لیے اس کے حال کے مطابق جواب ہوتا تھا۔ جو دنیا و آخرت سے مفید تر ہوتا۔ آپ ﷺ کا جواب سائل کے لیے تفصیلی مکمل اور خوبصورت ہوتا اس کے ساتھ ساتھ ادا اور بیان بھی خوب ہوتا۔ گویا آپ سائل کے آنے سے پہلے اس کی تمام زندگی سے آگاہ ہیں اور اس کے سوال پوچھنے سے پہلے ہی اس کی نیت و نظریہ سے باخبر ہیں۔ یہ سب کچھ انوار نبوت کی قوت، وحی کی برکت، توفیق اور فتح ربانی کے اثر سے ہے۔

آپ ﷺ سے کوئی بوڑھا شخص سوال کرتا جسے بڑھاپے نے ہمیشہ مسلسل عمل کرنے سے کمزور کر دیا ہوتا تو آپ ﷺ مختصر الفاظ میں اسے اس کے حال کے مطابق تھوڑے، افضل اور آسان عمل کا فتویٰ دے دیتے۔ اس کے برعکس دوسرا شخص کوئی سوال کرتا تو آپ ﷺ اسے اطاعت و عبادت میں کوشش کی نصیحت فرماتے۔ اور آخر عمر کے لیے جوانی میں ہی کچھ سامانِ اطاعت جمع کر لینے کی وصیت کرتے۔ جب کہ بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے کچھ نہ ہو سکے گا۔

اے مخاطب! آپ ان کلمات کو دیکھیں جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے کہ وہ کس قدر حسین خوبصورت ہیں۔ ارشاد ہے: ''تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے''۔ غور کریں کہ ان الفاظ

میں کس قدر خوبصورتی اور اس کے حال کی رعایت ہے۔اور سامع کو اس عظیم کام پر ابھارنے کے لیے کیسی خوبصورت عبارت ہے۔

آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت غیلان ثقفی حاضر ہوئے جو کہ مضبوط اعضاء اور سخت جسم کے مالک تھے۔سوال کیا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے اللہ کے قریب کر دے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو''۔دیکھیں آپ ﷺ نے اس کی استعداد کے مطابق اور اس کے حال کے مناسب کس عمل کا انتخاب فرمایا۔اسے عمدہ فطانت اور زندہ حکمت سے ترجیح دی۔

آپ ﷺ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا جو کہ تیز طبع اور غصہ والے تھے۔آپ ﷺ نے انہیں وصیت فرمائی: ''تم غصہ نہ کیا کرو''۔یہ تین مرتبہ فرمایا۔تو یہ ان کے حال کی دوا اور علاج ہے جو یہ دوا مطب نبوت سے ہی ملتی ہے۔آپ ﷺ کے یہ کلمات دین کا قاعدہ اور شریعت کا اصول بن گئے۔

آپ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھا تو فرمایا تمہیں: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کہنا لازم ہے۔اس لیے کہ یہ جنت کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔تو یہ الفاظ مبارکہ پہاڑ پر چڑھنے اور بوجھ اٹھانے کے مناسب ہے۔اس لیے ان میں بندہ کی طاقت اور اس کی گردش کی نفی ہے اور اللہ تعالیٰ سے معونت و مدد کی طلب ہے۔مقام و حال کے مطابق یہ کلمات اختیار کرنے میں کس قدر حسین امتزاج ہے۔

آپ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی کمزوری دیکھی اور انہیں تھوڑا بوجھ اٹھائے ہوئے دیکھا تو انہیں امارت و ولایت سے بچنے کا حکم دیا کیونکہ وہ ضعیف تھے اور امارت ایک امانت ہے جسے پورا نہ کرنے کی صورت میں قیامت میں ندامت و پریشانی کا سامنا ہے۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں کے لیے امارت و ولایت کے علاوہ بھی نیکی کے طریقے ہیں جو ان سے نیکی حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی فطانت و دانائی دیکھیں کہ کس قدر لوگوں کے مراتب و مناسبات کی پہچان حاصل ہے۔اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے: ''وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے''۔(النجم:4)

آپ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''تم اہل کتاب قوموں کی طرف جا رہے ہو''۔آپ ﷺ کا یہ ارشاد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو مرتبے کی پہچان کرنے کی تنبیہ کرنے کے لیے تھا۔ان کے احوال سے آگاہ ہونے کے لیے تھا تا کہ ان کے حال کے

مطابق بات کی جائے۔

آپ ﷺ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سواری پر سوار ہیں، انہیں ان حقوق کی وصیت فرما رہے ہیں جو اللہ کے حقوق بندوں پر ہیں اور جو بندوں کے حقوق اللہ پر ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عالم تھے تو ان کے لائق و مناسب یہی عظیم وصیت تھی۔ اس لیے کہ انہوں نے عنقریب امت کو تبلیغ کرنی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ایسی جگہ ہیں جہاں نصیحت وارشاد ان کے حال کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اگر ان کی بجائے کوئی اعرابی ہوتا تو پھر یہ کلام اس کے سامنے نہ ہوتا۔

حضرت حصین بن عبید حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا: معبود کتنے ہیں؟ عرض کیا: سات، ایک آسمانوں میں اور چھ زمین میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے تیرے شوق اور خوف کے لیے کون ہے؟ عرض کیا: جو آسمانوں میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: زمین میں جو ہے اسے چھوڑ دے اور آسمانوں میں جو ہے اس کی عبادت کر۔ پھر اسے فرمایا: اس طرح دعا کیا کرو: اے اللہ! مجھے میری ہدایت میں الہام فرما اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا۔ یہ دعا حضرت حصین بن عبید کے حال کے مناسب تھی۔ اس لیے کہ ان کا حال بے ترتیب و مشتبہ اور شکی تھا۔ ان میں ہدایت کا فقدان اور صواب و درستگی کی دوری تھی۔ پھر ان کے مناسب تھا کہ وہ اپنے رب سے ہدایت طلب کرتے اور اپنے نفس کی شر سے پناہ مانگتے کیونکہ ہر مصیبت کا باعث یہ نفس ہی ہے۔

آپ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس دعا کی راہنمائی فرمائی کہ یوں کہا کریں: ''اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے درست رکھ''۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حال کے مناسب ہے۔ اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہ معاملات کے اختلاف، فتنہ کے ظہور اور التباس حال کے زمانہ تک زندہ رہے۔ تب اس امر کی ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ سے اس تاریک دور میں ہدایت طلب کی جائے، اور ان حوادثات زمانہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے درستگی مانگی جائے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے رسول کو الہام کیا، اس پر فہم و سمجھ کے ایسے خزانے کھول دیئے جو احاطہ تعریف سے باہر اور بلند و برتر ہیں۔

لوگوں نے قول (بات) کا پھل اگنے سے پہلے ہی توڑا
اور آپ ہیں کہ جنہوں نے قول کا پھل پکنے پر توڑا

وہ آنکھوں میں بھرے ہوئے آنکھوں کے محبوب ہیں
جب بھی بار بار ذکر ہو تو حسن دوگنا ہو جاتا ہے

آپ ﷺ کا کلام شعراء کے کلام جیسا نہ تھا جو بغیر علم و معرفت کے مدح کرتے ہیں۔ ہر وادی میں حیران گھومتے ہیں، وہ تو فاسد خیالات اور خراب تصورات کا اختراع و بناوٹ ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان باتوں سے محفوظ رکھا ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا کلام وحی ہے جو انہیں کی گئی اور شرع ہے جو تلاوت کی گئی۔ آپ ﷺ کا قول کوئی سیاسی قول نہیں ہے جس سے بڑے لوگوں کی خوشی مقصود ہوتی ہے اور عوام الناس میں رائج و جاری ہوتا ہے۔ البتہ آپ ﷺ اللہ کے نبی اور معصوم رسول ہیں جو حکمت راشدہ، ہدایت والی ملت اور مضبوط دین اپنے رب سے حضرت جبرائیل آمین علیہ السلام کے واسطے سے نقل فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ ادیب نہ تھے جو اپنی ثقافت کے خزانوں سے چلو لیتے ہیں۔ ان تذکرات سے فیض یاب ہوتے ہیں جو انہوں نے لوگوں کی فکر کا نتیجہ اور ہم وطن انسانوں کی ثقافت کا خلاصہ جمع کیا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ ایسے معلم ہیں جو زیغ و کجی سے معصوم، گمراہی سے محفوظ اور بے تکی بات کہنے سے حفاظت میں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت طاہر و مطہر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔''

(احزاب: 45-46)

گویا ثریا ستارہ آپ کی پیشانی میں آراستہ ہے
اور شعریٰ ستارہ گردن میں اور چاند چہرہ میں سجا ہوا ہے
ان پر بزرگی کے آثار ہیں کہ اگر ان کا چہرہ رات میں
روشن ہو تو دیہاتی و شہری کلمہ پڑھ لیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے محاسن مکمل کیے اور ان پر اپنے فضل کی نعمت پوری فرمائی۔ اپنی مہربانی و عنائیت سے خاص فرمایا کہ وہ ہر اچھی عادت میں نمونہ ہو گئے۔ آپ ﷺ سے مکارم اخلاق

کے فنون سیکھے جاتے ہیں۔اور آپ ﷺ کی بردی[1] مناقب کی کئی اقسام کا منبع ہے۔اس لیے کہ پیشوا کے لیے لازم ہے کہ وہ مثالی ہو اور ان تمام عمدہ عادات کا جامع ہو جو جگہ جگہ بکھری پڑی ہوں۔آپ ﷺ وہ بلند مرتبہ انسان ہیں جو اپنے رب کے برگزیدہ اور اپنے خالق کے پسندیدہ ہیں۔ وہ لوگوں کو عمدہ اخلاق، بہترین اعمال اور اچھے مذاہب سے آراستہ کریں۔

آپ ﷺ نے جس کی خبر دی یعنی اللہ تعالیٰ وہ طاہر و مبارک ہے جس نے آپ ﷺ کے دل مبارک کو آبِ حیات سے غسل دیا، وہ دل سفید روشن، پاکیزہ و پاک ہو گیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو ہر قسم کے غیظ، حسد، بغض، کینہ اور کھوٹ سے صاف کر دیا۔آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ رحیم، نیک اور کریم ہو گئے۔آپ ﷺ کا حلم، بخشش اور جود و سخا دیہاتی و شہری اور قریب و بعید سب کے لیے عام ہے۔آپ ﷺ کا نفس مبارک پاکیزہ اور دل و ضمیر مشروح و پاک ہے ۔حق یہی ہے کہ آپ ﷺ انہی اوصاف سے موصوف ہوں کیونکہ آپ ﷺ جہان کی قیادت، کائنات کی اصلاح اور بشریت کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔(انبیا: 107)

بے شک مخلوق نے اپنے معبود کو دیکھا جس دن احمد کی بعثت ہوئی

تو انہوں نے مخلوق کا حال بدل دیا

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو کرامت بخشی جس دن اس نے اشرف المخلوقات سے اس کے ستارہ اور چاند کا انتخاب کیا۔آپ ﷺ غصہ سے منع کیا کرتے اور فرماتے کہ غصہ نہ کیا کرو۔آپ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر برے غصہ کے اسباب سے دور رہنے والے تھے۔آپ ﷺ نے لوگوں کے لیے اپنا حلم عام کیا، ان پر اپنے کرم کی بارش کی، ان کے لیے معافی اور درگزر کا اعلان عام کر دیا۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:''آپس میں حسد نہ کیا کرو''۔

آپ ﷺ اس مرض قاتل سے محفوظ تھے۔آپ ﷺ کے دل میں حسد کا ذرہ یا کینہ کا قطرہ تک نہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے محفوظ رکھا۔آپ ﷺ نے تو جہان والوں پر بھلائی اور لوگوں پر اپنے رب کا فضل تقسیم فرمایا۔

---

1 بردی: ایک گھاس کا نام جس سے چٹائی بنائی جاتی ہے۔ ۱۲ قصوری عفی عنہ

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ہی قطع رحمی کیا کرو''۔

آپ ﷺ صلہ رحمی، نیکی اور احسان جیسی عمدہ عادات سے آراستہ تھے۔ جو آپ ﷺ سے تعلق توڑتا، آپ ﷺ اسے جوڑتے۔ جو آپ ﷺ پر ظلم کرتا آپ اسے معاف فرمادیتے۔ جو آپ ﷺ کو محروم کرتا آپ اسے عطا فرماتے۔ آپ ﷺ اپنے رب کے عظیم بندے تھے۔ آپ اس آیت مبارکہ کے مصداق تھے: ''غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے''۔ (آل عمران:134) اس سے مراد آپ ﷺ ہی ہیں۔

آپ ﷺ فرماتے: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے کہ تم ایک دوسرے سے تواضع سے پیش آؤ''۔ آپ ﷺ سراپا تواضع تھے۔ گدھے پر سواری فرماتے۔ اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے، زمین پر بیٹھ جاتے، بکری کا دودھ خود دھوتے۔ بوڑھی عورتوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔ لونڈی کے ساتھ چل دیتے، مساکین کے ساتھ گھل مل جاتے، دیہاتیوں کی مہمان نوازی کرتے اور فقراء کے ساتھ مل بیٹھتے۔

آپ ﷺ فرماتے: ''تم سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں تم سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں''۔ اس معاملہ میں یہ حدیث عظیم تمثیل ہے۔ جب آپ ﷺ اپنے گھر والوں پر مہربان اور محبت کرنے والے ہیں تو پھر ان کے پاس ہنستے، مسکراتے تشریف لاتے۔ ان سے عمدہ کلمات کے ساتھ خوش طبعی فرماتے اور معاملات میں ان سے نرمی کا برتاؤ کرتے۔ کام کاج میں ان کے ساتھ شریک ہو جاتے۔ عمدہ کلام سے ان سے ہم کلام ہوتے اور بہترین کہانیوں سے ان کے ساتھ تبادلہ کرتے۔ جس میں رسوائی، سختی، ملامت اور درشتی و زیادتی کا شائبہ تک نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بیشک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے''۔ (القلم:4)

اخلاق بادصبا سے زیادہ لطیف ہیں جب کہ وہ چلے

اور عادات خوشبو سے مہکنے والے رومال کی سی ہیں

آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ کسی آدمی نے کہا: اے محمد! عدل کیجیے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: اگر میں عدل نہ کروں تو پھر تو گھاٹے اور نقصان والا ہوا۔ (کہ تو نے غیر عادل کی پیروی و اقتداء کی ہے) اور اس سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ تو آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی عادل نہیں ہے۔ اگر آپ ﷺ عادل نہ ہوتے تو زمین سے عدل ختم ہو جاتا اور دنیا عدل سے خالی ہو جاتی۔ کیا عدل آپ ﷺ کے حکم کے علاوہ کہیں ہے؟ اگر عدل بولنے والا شخص ہوتا اور اس سے سوال ہوتا کہ مخلوق میں سب سے

زیادہ عادل کون ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا: حضرت محمد ﷺ۔

احکام میں آپ ﷺ کا عدل وانصاف دیکھیں۔ حتیٰ کہ اپنی ذات شریفہ کے بارے میں کہ آپ ﷺ نے اپنے بعض اصحاب سے مطالبہ کیا کہ وہ ان سے بدلہ لے۔ آپ ﷺ نے قسم اٹھائی کہ میری بیٹی فاطمہ بھی اگر چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔ حق میں کسی کے لیے بھی انصاف سے نہ ہٹتے۔ اور حدود میں کسی کی بھی سفارش قبول نہ کرتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے محبوب اور پیارے صحابی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک مخزومیہ عورت کے حق میں سفارش کی جس نے چوری کی تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں ڈانٹ دیا اور فرمایا: ''کیا تو اللہ کی حدود میں سفارش کرتا ہے؟''۔

آپ ﷺ نے حضرت زبیر اور ایک انصاری کے درمیان فیصلہ فرمایا: تو انصاری نے کہا: یہ تمہاری پھوپھی (صفیہ) کے بیٹے ہیں۔ اس لیے اس کے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں''۔ (النساء:65) آپ ﷺ کے عدل وانصاف اور احکام وقضا میں سچائی وصحت پر اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

جب آپ فیصلہ فرمائیں تو اس میں کوئی شک نہیں گویا
جھگڑا کرنے والے کے لیے آسمان سے فیصلہ آیا ہے

آپ ﷺ جہان میں عدل وانصاف کی بنیاد رکھنے والے ہیں اور ظلم کا محل گرانے والے ہیں۔ اس بات کا اعتراف دوست دشمن، اپنے پرائے سب ہی کرتے ہیں۔

اسی پر آپ ﷺ کے ان اخلاق شریفہ کا قیاس کریں جن کی آپ ﷺ نے دعوت دی اور سب سے پہلے ان پر عمل کیا۔ آپ ﷺ کے فعل نے قول کی، ظاہر نے باطن کی اور حواس ظاہرہ نے دل کی تصدیق کی۔

آپ ﷺ کا حسن وجمال ظاہری تو یہ ایک مثالی کتاب قیم کا عنوان اور آپ ﷺ کے محاسن ظاہری کے محل کا دربان ہے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت وحسین تھا اور سب سے زیادہ بارونق تھا۔ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک خوبصورت، نورانی اور چمکدار تھی۔ آپ ﷺ کی جلد

مبارک نرم خوشبو دار تھی، آپ کا پسینہ مبارک موتیوں کی طرح صاف وخوشبو والا تھا اور آپ ﷺ کا سانس مبارک کستوری کی طرح خوشبودار تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کسی ریشم یا دیبا کو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ ہی کسی خوشبو کو آپ ﷺ کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔ جو شخص آپ ﷺ سے مصافحہ کرتا تو وہ کئی دنوں تک اپنے ہاتھ میں خوشبو محسوس کرتا رہتا۔

؎ خبردار! بے شک جزع و بے صبری کی وادی جس کی مٹی خوشبو میں
کافور اور لکڑیاں رند (خوشبودار جنگلی گھاس) ہے

یہ سارا اس لیے ہے کہ ھند (محبوبہ) وہاں رہی ہے۔ وہ اس وادی کے اطراف میں چلتی پھرتی رہی اور اپنی چادر گھسیٹتی رہی ہے۔ آپ ﷺ بیدار جذبہ والے، زندہ دل تھے۔ تعجب کے وقت ہنستے، خوش طبعی کے وقت خوش ہوتے، ادائے مؤقف کے وقت پراثر ہوتے، رحم دلی سے روتے، شفقت ومہربانی سے نرم ہوتے۔ اللہ کے خوف سے بھرپور ہوتے۔ امن وسلامتی کے زمانہ میں سب وفا کرنے والوں سے بڑھ کر وفا کرنے والے اور سب دوستوں سے بڑھ کر کریم ہوتے۔ جنگ وجدل کے زمانہ میں ہواؤں کے جھکڑ سے بھی زیادہ تیز ہوتے اور بڑی بڑی دشوار گھاٹیوں سے گزر جاتے۔ جب عطا فرماتے تو آسمان کے نیچے ان سے بڑھ کر کوئی سخی اور عطا کرنے والا نہ ہوتا۔ جب راضی وخوش ہوتے تو دلوں کو سعادت اور مجلس کو مہربانی سے بھر دیتے۔ جب حق کے بارے میں حالت غضب میں ہوتے تو پھر تلوار سے بڑھ کر جڑ سے کاٹنے والے ہوتے اور زمانہ سے بڑھ کر دانائی سے کام لینے والے ہوتے۔

آپ ﷺ اولوں جیسے دانتوں سے ہنستے، بارش کی طرح آنسوؤں سے روتے، بارش کی طرح ہتھیلی سے عطا فرماتے اور فجر کی طرح روشن چہرہ انور سے سامنا فرماتے۔ آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے والا آپ کی باتوں سے نہ اکتاتا اور نہ ہی کوئی ساتھی آپ ﷺ کی صحبت سے پریشان حال ہوتا۔ اور نہ ہی کوئی جاننے والا آپ ﷺ سے جدائی کی تاب رکھتا۔

آپ ﷺ سرخ دھاری دار خوبصورت حلۂ (لباس) میں ملبوس ہشاش بشاش چہرہ مبارک سے عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ آپ ﷺ عید سے بھی حسین اور ان خوشی کے لمحات سے بھی جمیل ہوتے۔ آپ ﷺ کا دیدار، آپ کی بات سننا اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونا ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے لیے سب سے بڑی عید ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نماز استسقاء (طلب بارش) کے لیے خشوع و

خضوع، عاجزی وانکساری سے روتے ہوئے تشریف لاتے۔ مسلمانوں کے لیے سب سے بڑی نصیحت اس خشوع کرنے والے چہرہ مبارک کو دیکھنا، ان سچائی سے لبریز آنسوؤں اور پراثر منظر کی طرف نظر کرنا ہوتی۔ آپ ﷺ دلیر و جنگجو دل، مضبوط نفس اور سچے عزم کے ساتھ جنگ میں کود کر اسے گرما دیتے۔ آپ ﷺ کے آگے سے بڑی بڑی فوجیں بھاگ جاتیں۔ آپ ﷺ کے دبدبہ و رعب کی وجہ سے بڑے بڑے جری و بہادر واپس لوٹ جاتے۔ بہادر و دلیر صحابہ کرام بھی تنگی و سختی کے وقت آپ ﷺ کی پناہ لیتے۔ بڑے بہادروں میں سے بہادر و سرکش سختی میں موت دیکھائی دیتے وقت، آپ ﷺ کو ڈھال بناتا اور آپ کے باعث بچتا۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت محبوب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تو وہ جو اس پر ایمان لائیں۔ اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا''۔ (الاعراف: 157) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''تم سے کوئی اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں''۔

میں آپ سے ایسی محبت کرتا ہوں جس میں کمی و نقصان نہیں۔ لوگوں کی بعض محبتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔
میں نے آپ کو ظاہر محبت دی جس پر واضح دلیل کتاب ہے۔

جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سیرت کا مطالعہ رکھتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات سے ایسی سچی اور کثیر محبت دیکھے گا جو نفس کی والی اور حواس کی مالک ہے۔ ایسی محبت جو اولاد، باپ، بیٹے اور بیوی کی محبت جیسی نہیں ہے۔ ایسی محبت جو غلاف دل کو بھر دے اور روح کے قرار کو زیادہ کر دے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم ایسی محبت کیوں کرتے تھے؟

اس لیے کہ ساری انسانی تاریخ میں ایسی قوم نہیں ملتی جنھوں نے اپنے امام، سردار، استاد، قائد یا شیخ سے ایسی محبت کی ہو جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے محبت کی۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ پر اپنی جان فدا کر دی۔ آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے انہوں نے اپنے جسم تلواروں پر پیش کر دیے۔ آپ ﷺ کی حمایت میں اپنے خونوں کی قربانی دی۔ آپ ﷺ کی عزت کے لیے اپنی

عزتوں کو صرف کر دیا۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی آنکھیں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی تھیں۔ بعض تو ایسے ہیں جو فرمانبرداری میں موت تک پہنچ گئے، یہ جانتے ہوئے کہ یہ مقصود ہے گویا کہ وہ دلہن کی طرف جا رہے ہیں۔ بعض نے اللہ کی راہ میں جام شہادت اس طرح نوش کیا گویا کہ وہ میٹھا پانی ہے۔ اس لیے کہ وہ آپ ﷺ اور آپ کی دعوت سے محبت کرتے تھے۔ وہ اپنی خواہش کے برعکس آپ کی رضا کے متمنی تھے۔ آپ کی راحت کے خواہش مند تھے اگرچہ خود تھکے ہوئے ہی ہوں اور آپ کے سیر ہونے کے طالب تھے اگرچہ خود بھوکے ہی ہوں۔ وہ اپنی آوازوں کو آپ ﷺ کی آواز سے اونچا نہیں کرتے تھے۔ اپنی رائے کو آپ کی رائے پر مقدم نہیں کرتے تھے۔ آپ کے بغیر کسی بات کا فیصلہ بھی نہیں کرتے تھے۔ آپ اطاعت کیے گئے محبوب، سیرت اچھی اور راہنمائی مبارک ہے۔

الجواب: اس کی محبت کے اسباب تو کئی ہیں لیکن ان میں سے عظیم سبب یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جن وانس سے برگزیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لیے مبعوث فرمایا کہ وہ انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالیں۔ اور انہیں جنت کی طرف لے جائیں کہ جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے۔

پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے آپ ﷺ میں ایسا نمونہ دیکھا جس سے فضائل کامل اور محاسن تام ہوتے ہیں۔ وہ آپ کے اس خلق عظیم اور مذہب کریم کے قیدی بن گئے۔ وہ آپ کے قرب اور اتباع میں ایمان کی وجہ سے جنت اور اطمینان پاتے تھے۔ اس آگ کے بعد جو کفر و جاہلیت کی وجہ سے بھڑکی تھی۔ آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کی روحوں کو بت پرستی کی بدبو سے پاک کر دیا اور ان کے نفوس کو شرک کے گناہوں سے صاف کیا۔ ان کے دلوں کو بتوں کی آلودگی سے پاک کیا۔ انہیں شریفانہ زندگی کی تعلیم فرمائی۔ ان کے سینوں کو سعادت سے بھر دیا اس کے بعد کہ وہ قلق واضطراب، غم اور پریشانی سے معمور تھے۔ ان کے دلوں میں شک وانحراف کی خرابی کے بعد یقین کے محل تعمیر کیے۔

وہ آپ ﷺ کی دعوت سے پہلے چرنے والے چارپاؤں کی طرح تھے۔ جنہیں ایمان نہ ادب، نماز نہ زکوٰۃ اور نور نہ ہدایت حاصل تھی۔ بتوں کی پوجا، بے حیائی کے کاموں کے ارتکاب، شراب کی مداومت، خونریزی، چوری اور لوٹ مار کی وجہ سے زندگی سیاہ تھی۔ ان کی زندگی میں رسالت نہ تھی، انہیں اللہ کی کوئی خبر نہ تھی اور نہ ہی آخرت کے معاملے کے بارے میں کوئی خبر تھی۔ وہ اپنی گمراہی میں سرگرداں تھے۔ ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت، نفوس رات سے زیادہ تاریک تھے اور دکھ موت کی بدمزگی سے زیادہ

شدید تھا۔کوئی عقل محفوظ تھی نہ کوئی خون معصوم تھا، مال حلال تھا نہ عزت محفوظ تھی، نفس مطمئن تھے نہ اخلاق درست تھے، نہ کوئی اتفاق تھا اور نہ ہی کوئی جماعت تھی کہ ابتدائی باتوں کی حمایت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جب اس بشریت کو بچانے اور اس کی سعادت، اصلاح اور فلاح کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔گویا لوگ پھر نئے سرے سے پیدا ہوئے۔دنیا نے اپنا چہرہ بدل لیا اور زمین نے نیا لباس پہن لیا۔اس امام، راہنما پر وحی لطیف خبیر کی طرف سے نازل ہوئی۔جبرائیل امین صبح و شام شریعت لے کر آتے جس نے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔اس شریعت میں بندوں کی سعادت، بشریت کی اصلاح اور زمین کی تعمیر ہے۔تو مساجد تعمیر ہوئیں، غلام آزاد ہوئے، سینے آباد ہوئے، جسم پاک ہوئے، نماز کی ادائیگی ہوئی، قرآن کی تلاوت ہوئی، آیت کی تفسیر ہوئی، حدیث کی تشریح ہوئی، رائے پختہ ہوئی، تہذیب کی بنیاد رکھی گئی اور امت آزاد ہوئی۔ارشاد ربانی ہے:''وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے''۔(الجمعۃ:2)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم بالتحقیق آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے۔اس لیے کہ آپ ﷺ نے انہیں اللہ تک پہنچایا تھا۔انہیں اس کی رضا کی راہنمائی کی تھی اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت کی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اس والہانہ محبت میں معذور ہیں۔اس لیے کہ یہ محبت اس فرض کی کمترین ادائیگی ہے جو اس رسول معصوم خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے ان پر واجب ہوا تھا۔آپ ﷺ ان کے پاس اس وقت تشریف لائے جب کہ یہ بتوں کے پجاری تھے۔آپ نے انہیں اعلان کیا اور فرمایا کہ: تم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو فلاح پا جاؤ گے۔انہیں نماز پڑھائی اور فرمایا: نماز پڑھو جیسا کہ مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔ان کے ساتھ حج ادا کیا اور فرمایا: مجھ سے اس کے مناسک سیکھ لو۔انہیں سنت کی تعلیم دی اور فرمایا:''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم سے نہیں ہے''۔اور انہیں تقویٰ کی طرف دعوت دی اور فرمایا:''بے شک تم سے بڑھ کر متقی اور تم سے بڑھ کر اللہ کو جاننے والا میں ہوں''۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طفیل انہیں آگ سے بچایا اور آپ ﷺ کے صدقہ انہیں اندھے پن سے بینائی عطا کی۔آپ ﷺ کے ذریعہ سے انہیں جہالت سے علم کی روشنی دی۔فساد کے بعد ان کی اصلاح کی، گمراہی کے بعد انہیں ہدایت دی اور بے راہ روی کے بعد انہیں راہنمائی کی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام مسلمانوں کو آپ ﷺ سے محبت کیسے نہیں ہو سکتی؟ جبکہ ان سے کسی بھی اطاعت کی کوشش اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک رسول اللہ ﷺ ان آنکھوں کے سامنے نہ ہوں وہ اطاعت طہارت میں ہو یا نماز میں، روزے میں ہو یا حج وزکوٰۃ میں، ذکر میں ہو یا عقیدہ میں، اخلاق میں ہو یا منازل سلوک میں۔ آپ ﷺ ان کے محبوب کیسے نہیں ہو سکتے؟ جب کہ ہر بھلائی میں آپ ﷺ ان کے امام ہیں۔ ہر قربِ الٰہی میں ان کے راہنما آپ ﷺ ہیں۔ زندگی کی ہر اچھی، درست بات اور نیکی میں رسول اللہ ﷺ ان کے بہترین نمونہ و ماڈل ہیں۔

؎ اصلاح کرنے والیاں انگلیاں ہاتھ میں جمع ہوں تو وہ آپ سے تعبیر ہو گی بلکہ آپ تو ید بیضاء ہیں۔

انسان آپ ﷺ سے محبت کیونکر نہ کرے؟ جبکہ آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہر فضیلت، عمدہ اخلاق اچھی عادات کے متعلق کانوں میں گونجتی ہے اور دل میں سرایت کر جاتی۔ جو کہ سچائی، عدل، سلامتی، رحم دلی، مؤاخات اور احسان کی دعوت دیتی ہے۔ فسق و فجور، نافرمانی، ظلم و زیادتی اور بغاوت و اقدام جرم سے ڈراتی ہے۔ انسان کی اس دن دوسری پیدائش ہو گئی جس دن وہ اس نبی رحمت ﷺ کی اتباع و اقتداء کرے گا۔

؎ آپ کے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے کو آواز دی تو وہ کھڑا ہو گیا اور آپ ہیں کہ جنہوں نے بوسیدہ ہڈیوں سے کئی گروہوں اور جماعتوں کو زندہ کیا۔

بندہ کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس امام معصوم ﷺ کی ہدایت سے راہنمائی لے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ یکتا روزگار ہیں اور آپ کے ساتھ حق ہے۔ آپ جہاں کہیں بھی ہوں تو باتوں کو آپ ﷺ کی باتوں پر پیش کیا جائے گا اور افعال کو آپ ﷺ کے افعال سے وزن کیا جائے گا۔ حالات کو آپ ﷺ کے احوال پر قیاس کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو''۔ (شوریٰ:52)

؎ ہم آپ سے پہلے ایک نقطہ تھے جو دریا میں غرق تھا یا پرانے زمانہ میں ایک جما ہوا آنسو۔

رسول اللہ ﷺ کا بابرکت ہونا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں''۔ (مریم:19)

جب ہم رات میں چلیں اور آپ ہمارے امام ہوں

سواریوں کو آپ کے ذکر کی خوشبو ہی راہنمائی کرنے کے لیے کافی ہے

اور بے شک میں ڈھانپ دیا گیا ہوں حالانکہ مجھ پر پردہ نہیں ہے

شاید کہ آپ کا خیال میرے خیال پر ڈال دیا گیا ہے

آپ ﷺ کی ذات اقدس ہی برکت تھی آپ ﷺ کے ساتھ اور پاس بھی برکت تھی۔

آپ ﷺ کا کلام، مبارک و برکت والا ہے۔ آپ ﷺ مختصر کلام فرماتے جس کے گوشہ و اطراف میں کئی عبرتیں اور نصیحتیں ہوتیں، وہ حسن و جمال اور بلاغت کے اعتبار سے عقل کو حیران کر دیتا۔ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو اللہ تعالیٰ اس میں نفع، اثر اور برکت اس قدر ڈال دیتا جس کی بازگشت کے بعد دیگرے کئی گروہوں اور جماعتوں میں باقی رہتی۔

آپ ﷺ کی عمر شریف میں برکت: آپ نے صرف تیئس (23) سال رسالت کے فرائض سرانجام دیے لیکن اس مختصر زمانہ میں اس قدر فتح، نصرت، نفع، ایمان، علم اور اصلاح حاصل ہوئی کہ کسی کے لیے بھی کسی زمانہ میں یہ چیزیں حاصل نہ ہو سکیں۔ صرف تیئس (23) سال میں رسالت کی تبلیغ کی، امانت کی ادائیگی کی، قرآن کریم کی تعلیم دی، سنت عام کی، کفر پر غلبہ حاصل کیا، عدل و انصاف کے معاشرہ کی بنیاد رکھی اور ہدایت یافتہ عظیم تہذیب قائم کی جسے انسانیت پہنچانتی ہے۔

آپ ﷺ کے صرف ایک دن کی برکت دیکھیں: مثلاً دسویں ذی الحجہ کا دن یعنی یوم نحر کہ آپ ﷺ نے صرف اسی دن نماز فجر مقام مزدلفہ میں پڑھائی۔ پھر تلبیہ کہتے، اللہ کا ذکر کرتے اور دعائیں کرتے ہوئے مقام منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ لوگوں کو مناسکِ حج کی تعلیم دی۔ حاجیوں کو فتوے دیے۔ پھر جمرہ عقبہ کی رمی (شیطان کو کنکریاں ماریں) قربانی کی پھر حلق کروایا (سر کے بال منڈواتے)، پھر قربانی کی، اور پھر مسجد حرام کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں طواف کیا اور نماز ظہر پڑھائی۔ اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی راہنمائی بھی فرماتے جا رہے ہیں۔ یہ سارے کام نماز ظہر تک کے ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ ﷺ کے کوچ کا ذریعہ آپ ﷺ کی اونٹنی مبارک ہے حالانکہ مسافت بھی طویل ہے۔ ہجوم بھی کثیر ہے۔ موسم کی گرمی بھی ہے اور لوگوں کے لیے ٹھہر بھی جاتے ہیں کہ ان کے سوالوں کا جواب دیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کی عمر و زندگی کے لمحات میں اس قدر برکت رکھی۔

؎ کئی سال سعود کے ساتھ گزر گئے اور ہم دھوکے میں رہے
گویا دن اس کے حسن کا حصہ ہیں

آپ ﷺ کے آثار و سنن میں بھی برکت رکھی گئی۔ آپ ﷺ کا گزر ایسی دو قبروں سے ہوا جن کے صاحبوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا جبکہ دوسرا چغل خور تھا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک سرسبز شاخ تھی۔ آپ ﷺ نے اسے توڑا اور ایک ایک حصہ دونوں قبروں پر رکھ دیا۔ اور فرمایا: "میں امید کرتا ہوں کہ ان کے عذاب میں کمی رہے گی جب تک یہ خشک نہ ہوں گی"۔ یہ آپ ﷺ کا خاصہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں برکت رکھی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے دن آنکھ کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ حتیٰ کہ صبح اس حال میں کی کہ کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ اللہ کے حکم سے آپ ﷺ کی دعا اور لعاب کی برکت سے اسی وقت تندرست ہو گئے۔

؎ دوست بیمار ہو گیا تو میں نے اس کی زیارت کی
تو اس کے بارے میں خوف کی وجہ سے میں بیمار ہو گیا
اور دوست آیا مجھے دیکھنے کے لیے
تو اس کی طرف دیکھنے سے میں شفایاب ہو گیا

جنگِ خندق کے موقعہ پر لشکر کی تعداد ایک ہزار تھی۔ جنہیں شدید بھوک کا سامنا ہوا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک سیر بھر جو سے آٹا تیار کیا اور چپکے سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مع صرف تین اصحاب کے تشریف لائیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے تمام لشکر کو بلا لیا۔ آپ سب سے آگے ہو لیے وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے کھانے میں اپنا لعاب دہن ملا دیا اور دعاء برکت کی۔ پھر صحابہ کرام کو ٹولیوں کی صورت میں کھانا کھلایا۔ دس دس آدمیوں کی ٹولی آتی اور کھا کر واپس ہو جاتی حتیٰ کہ تمام لشکر نے سیر ہو کر کھا لیا۔ جبکہ کھانا ابھی تک اسی طرح موجود ہے۔ پھر اہل مدینہ پر اسے تقسیم کیا گیا اور مدینہ منورہ میں کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں وہ کھانا نہ پہنچا ہو۔ پاک ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ جس نے آپ ﷺ کے صدق، برکت اور نبوت پر اس قدر ظاہر و باہر معجزات عطا کیے۔

ـ زندگی وموت دونوں حالتوں میں بلند ہیں۔اس وجہ سے کہ آپ میں تمام معجزات ہیں
آپ پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔جو صبح ورات کی بارش کی برکت لے کر چلتی ہے۔

آپ ﷺ کے ہمراہ ایک لشکر سفر میں ہے جو چودہ سو (1400) کی تعداد پر مشتمل ہے۔ ان کا پانی ختم ہو گیا اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔جنگل و بیابان ہے جہاں پانی کی امید بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے چھوٹا مشکیزہ منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی ہے۔اس پانی کو اپنے مبارک طاہر ہاتھوں پر انڈیلا۔تو آپ کی انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہو گئیں،صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے پیا، وضو کیا، غسل کیا اور اپنے برتن اور مشکیں بھر لیں اور اپنی سواریوں کو پلایا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں؟''۔(الطور:15)

ـ بادل آپ کے سفید چہرہ انور سے سیراب کیے جاتے ہیں
یتیموں کے فریادرس اور بیوہ عورتوں کی عصمت ہیں

اللہ تعالیٰ اس مبارک و طاہر ہاتھ کو زندہ و بابرکت رکھے۔جس نے کبھی خیانت، ملاوٹ، غدر، لوٹ مار، چوری اور خون ریزی نہیں کی۔

ـ ید بیضاء ہے کہ اگر اسے رات میں کھینچ لیا جائے
عظیم منظر ہو کہ راتیں روشن ہو جائیں

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ حضرت سعد بیمار ہیں اور بیماری کی وجہ سے جسم گرم، بھڑک رہا ہے۔آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے سینہ پر رکھا۔انہوں نے برف کی طرح ٹھنڈک محسوس کی تو اللہ کے حکم سے شفایاب ہو گئے۔کئی سال بعد بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم میں اب بھی وہ ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کرتا ہوں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیمار ہیں۔آپ نے اپنے وضو سے بچا ہوا پانی ان پر چھڑکا تو وہ اللہ کے حکم سے شفایاب ہو گئے۔آپ ﷺ نے دسویں ذی الحجہ کو مقام منیٰ میں سر کے بال منڈوائے۔دائیں طرف کے بال ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے۔اس لیے کہ ان کی آواز ایک سوار کے برابر بلند تھی۔اور دوسری طرف کے باقی آدھے لوگوں میں تقسیم کر دیے۔قریب تھا کہ ان بالوں کے حصول میں ان لوگوں میں لڑائی ہو جاتی۔کسی نے ایک بال حاصل کیا، کسی نے آدھا اور آدھا اپنے ساتھی کو دے

دیا۔لوگ ان بالوں سے اپنی بیماریوں کا علاج کیا کرتے۔کوئی اس بال کو پانی کے پیالے میں رکھ لیتا اور پھر وہ پانی پی لیتا۔

؎ میں نے اپنا معاملہ یمامہ اور نجد کے ماہر طبیبوں اور کاہنوں کے سامنے پیش کیا۔اس لیے کہ وہ مجھے شفایاب کریں۔

تو اللہ کی قسم کوئی جادو، منتر ایسا نہیں ہے جسے وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے مجھ پر نہ کیا ہو اور نہ ہی دم شدہ کوئی پانی ہے کہ انہوں نے مجھے نہ پلایا ہو لیکن میں شفایاب نہ ہوا۔نبی معصوم کی بارگاہ میں آیا، تو انہوں نے ہدایت و بیان کی حقانیت کے ایک گھونٹ سے میرا علاج کر دیا۔

حضرت ابو محذورہ ابھی بچے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا۔حضرت ابو محذورہ نے قسم اٹھالی کہ وہ ان بالوں کو کبھی بھی نہیں منڈوائیں گے جنہیں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک نے چھوا ہے۔آپ طویل عمر زندہ رہے اور ان بالوں کو نہ منڈوایا۔حتیٰ کہ وہ بہت لمبے ہو گئے اور آپ کے ساتھ ہی ان کو دفن کیا گیا۔

بچے آپ ﷺ کی خدمت میں برتن لے کر حاضر ہوتے جن میں دودھ یا پانی ہوتا آپ ﷺ ان میں اپنا ہاتھ مبارک ڈال دیتے تو اللہ کے حکم سے ان میں برکت و شفا آجاتی جسے وہ محسوس کرتے۔آپ ﷺ کی برکت کے واقعات اور معجزات کی باتیں نہ ختم ہونے والی ہیں۔آپ ﷺ مبارک ہیں جہاں بھی قیام کریں اور کوچ کریں۔آپ ﷺ توفیق یافتہ ہیں جہاں کہیں بھی چلیں اور قیام کریں۔

؎ اے رب! رحمت کاملہ اور سلامتی نازل فرما جتنی تو چاہے
اپنے عرش کے مہمان پر جو تمام رسولوں سے بہتر ہیں

رسول اللہ ﷺ بحیثیت مربی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وہ نبی ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک صاف کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے''۔(الجمعۃ:2)

؎ آپ نے ہمیں راہ حق کی راہنمائی کی کہ ہم اس پر چلیں
آپ نے ہمیں ہدایت کی مضبوط رسی تھما دی

آپ امام ہیں کہ جن کی شفاعت کے ہم امیدوار ہیں
اور آپ تاریکیوں میں ہمارے پیشوا ہیں

آپ ﷺ ایک مربی کے کامل و مکمل اوصاف کے جامع ہیں۔ آپ ﷺ تعلیم دینے میں نرم خو تھے۔ فرمایا کرتے تھے: کہ اللہ تعالیٰ رفیق (نرمی پسند کرنے والا) ہے اور نرمی کرنے کو پسند کرتا ہے۔ وہ نرمی کرنے والے پر ایسی عطا فرماتا ہے جو سخت خو پر نہیں فرماتا۔ فرمایا کرتے تھے: نرمی شی کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور سختی اسے بدصورت کر دیتی ہے۔ آپ ﷺ اپنی نرمی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: ''تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لیے نرم دل ہوئے۔ اور اگر تند مزاج، سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے''۔ (آل عمران: 159)

آپ ﷺ ان تمام سے عظیم تر ہیں جنہوں نے خلق قرآن کی پیروی کی۔ جس کے باعث آپ ﷺ جانوں کے قریب اور دلوں کے محبوب ہو گئے۔

ایک اعرابی (دیہاتی) حاضر خدمت ہوا۔ اور تشہد میں اس نے یوں کہا: اے اللہ! مجھ پر، محمد ﷺ پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''تو نے وسیع کو محدود کر دیا ہے''۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت جو ہر شی کو وسیع (جامع) ہے تو نے اسے تنگ و محدود کر دیا ہے۔ پھر وہ اعرابی اٹھا اور مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم انہیں مارنے کے لیے بڑھے تو آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔ اسے بلایا نرمی، پیار اور حسن سلوک سے فرمایا: یہ مساجد ہیں کہ جن میں گندگی اچھی نہیں۔ یہ تو نماز، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔ جب اس نے یہ نرمی اور حسن سلوک دیکھا اور اپنی قوم میں واپس گیا تو انہیں اسلام کی دعوت دی جس پر قوم مسلمان ہو گئی۔

آپ ﷺ کے ساتھ ایک بچہ دسترخوان پر کھانے کے لیے بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ کو (سالن کے برتن میں) ادھر ادھر مارنا شروع کر دیا، آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا نہ جھڑکا، پیار اور نرمی سے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

ایک مرتبہ کچھ یہودی آپ ﷺ کے پاس آئے اور السلام علیکم کی بجائے السام علیک کہا جس کے معنی ہیں: آپ پر موت ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر موت اور لعنت ہو۔ آپ

ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ یہ کیا؟'' ۔اللہ تعالیٰ فحش اور فحش گوئی ناپسند کرتا ہے۔ میں نے انہیں کی بات کو ان پر رد کر دیا تھا۔ اور کہا تھا: وعلیکم ''تم پر بھی موت ہو''۔ آپ ﷺ نے پوری زندگی کوئی نازیبا کلمہ کہا نہ ہی فحش گوئی کی۔ بلکہ تمام کے تمام پاکیزہ، صاف، نرم اور وفا پر مبنی کلمات سے کلام فرمایا۔ اس لیے کہ آپ ہدایت والی رحمت، مسلسل ہونے والی نعمت، برکت عامہ اور ہر کسی کو ملنے والی بھلائی ہیں۔

آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی وعظ و نصیحت میں بھلائی اس وقت خیال کرتے جب کہ وہ رنج و ملال میں ہوتے۔ یعنی آپ ﷺ انہیں ہر وقت وعظ و نصیحت نہیں کرتے رہتے تھے بلکہ کچھ زمانہ انہیں بغیر وعظ و نصیحت کے بھی چھوڑ دیتے تھے تا کہ ان کے نفوس اور دل تر و تازہ اور خوش ہو جائیں۔ جب وعظ فرماتے تو مختصر اور بلیغ وعظ فرماتے۔ آپ لوگوں کو بہت دیر تک مشغول رکھنے اور انہیں مشقت میں ڈالنے سے منع فرماتے تھے۔ خواہ یہ بہت دیر تک مشغول رکھنا نماز میں ہو یا خطبہ میں۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''مختصر خطبہ اور لمبی نماز آدمی کی دانائی کی علامت ہے''۔ تو خطبہ مختصر دو اور نماز لمبی کرو۔

حبشی آپ ﷺ کی مسجد اقدس میں جنگی مشقیں کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! انہیں چھوڑ دو تا کہ یہودی جان لیں کہ ہمارے دین میں فراخی ہے''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے کہ حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیاں عید کے دن کچھ گا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا یہ شیطان کے راگ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! انہیں چھوڑ دو، بے شک ہر قوم کے لیے ایک عید ہے۔ اور یہ ہماری عید ہے''۔

یہ سب کچھ مباح کی حد تک تھا، جس سے نفس خوش ہو جائے اور اس سے رنج و ملال دور ہو جائے، لیکن جو حرام ہے تو آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اس سے بچنے والے تھے۔

آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی اس راہنمائی، حیا اور درد سے تربیت فرماتے تھے جو آپ میں موجود تھی۔ آپ ﷺ انہیں اللہ سے ڈرنے کی دعوت دیتے اور خود ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ اگر انہیں کسی شئ سے منع فرماتے تو خود ان سے زیادہ اس شئ سے رکنے والے ہوتے۔

آپ ﷺ انہیں وعظ فرماتے تو آپ ﷺ کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے ہوتے۔ انہیں اچھے اخلاق کی وصیت فرماتے اور خود ان سے بڑھ کر اچھے اخلاق والے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ترغیب دیتے تو خود ان سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے تھے۔ انہیں جود وسخا وعطا کی نصیحت فرماتے تو خود ان سے بڑھ کر سخاوت کرنے والے اور کریم النفس تھے۔ انہیں اپنے اہل کے ساتھ اچھے برتاؤ کی نصیحت فرماتے تو خود اپنے گھر والوں کے ساتھ ان سے بڑھ کر مہربان، رحیم اور نرمی فرمانے والے تھے۔

اے عمدہ اخلاق والے پسندیدہ روح ہی رسالت و پیغامات کی روح کو اٹھا سکتی ہے۔

ہدایت و اعلیٰ مناصب جیسی اعلیٰ عادات جو اس پسندیدہ روح کے صاحب کے لیے ڈھالی گئی ہیں یہ ان کی یادگار ہے۔

عجیب ہے کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے نفوس میں ان فضائل کا پودا لگانے میں اس قدر کامیاب ہوئے کہ یہ فضائل تا حیات ان میں باقی رہے۔ تابعین، تبع تابعین یکے بعد دیگرے آج تک نقل کرتے چلے آرہے ہیں۔ جس کسی نے آپ ﷺ کی دن بھر کے لیے یا گھڑی بھر کے لیے ملاقات کی اور وہ آپ پر ایمان لے آیا تو آپ ﷺ نے اس کی پوری زندگی کے لیے نہ مٹنے والے آثار چھوڑ دیے۔ اس شخص کی زندگی میں اس دن یا گھڑی سے لے کر ان آثار کے علاوہ اور کچھ نہ رہا۔

تنگ ہوگئی ساری عمر مگر وہ گھڑی
تنگ ہوگئی ساری زمین مگر وہ جگہ

یہ سارا آپ ﷺ کی سچی نبوت، دعوت کی برکت، عظیم اخلاص اور عمدہ اخلاق وفضائل کی وجہ سے ہے۔

اس پر ہمارا سلام ہو جب تک کبوتری گائے
جس کی بدولت رب العالمین نے ہمیں ہدایت دی

رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کا واجب ہونا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو“۔ (الاحزاب 56)

اے ہدایت کے پہاڑ اللہ کی رحمت کاملہ آپ پر نازل ہو

جب تک کوئی آپ کی ملاقات کا مشتاق رہے

اور ہماری طرف سے آپ پر زمین بھر اس کی رحمت کاملہ نازل ہو

اور ہمارے دل آپ کے ذکر میں گرم اور پگھلتے رہیں

رسول اللہ ﷺ پر نزول رحمت کی دعا آنکھوں کی روشنی، بصیرت کا نور، دلوں کی رونق، روحوں کا آرام، آنکھوں کی ٹھنڈک، مجلسوں کے لیے کستوری، زندگی کی خوشبو، عمر کی زکوٰۃ، دنوں کا حسن، غموں کا خاتمہ اور دکھوں کو دور کرتا ہے۔ یہ سرور حاصل کرنے، سینہ کی کشادگی، خوشی کے تکمل اور نورانیت کے زیادہ ہونے کا باعث ہے۔ اسی درود و سلام کے باعث داستان خوبصورت، بات میٹھی، محبت کا حلول، برکت کا حصول اور سکینہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ محبت کی دلیل، تابعداری و دوستی کی علامت و برہان اور اصلاح و فلاح کی دلیل راہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'جو ایک بار مجھ پر نزول رحمت کی دعا کرتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے، اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن اور رات میں مجھ پر درود کی کثرت کرو''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ آپ ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے: ''وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔

ایک روایت میں منقول ہے: ''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر چکر کاٹتے رہتے ہیں اور وہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ: اب تو میں سارا وقت آپ پر درود اور آپ کے لیے دعا میں صرف کروں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تب تو تیرے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور تجھے ہر مقصد میں کافی ہوگا''۔ آپ ﷺ پر پہلے اور دوسرے تشہد[1] میں درود بھیجا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے ذکر کے وقت درود بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز استسقاء اور نکاح کے خطبوں میں درود بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح

---

1 پہلے تشہد میں درود شریف پڑھنا امام شافعی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ احناف کے نزدیک پہلے تشہد میں درود شریف نہیں پڑھا جاتا۔ ۱۲ قصوری عفی عنہ

تدریس و وعظ کی مجلسوں میں، کتابوں، رسالوں، عہدناموں اور اشتہاروں کی ابتداء میں درود بھیجا جاتا ہے۔ دوستوں کی ملاقات اور انہیں الوداع کہتے وقت درود شریف بھیجا جاتا ہے۔ دعا اور صبح و شام کے اذکار میں درود شریف بھیجا جاتا ہے۔

غموں کے آنے، دکھوں کے بڑھ جانے، مقصد فوت ہونے، پریشانی زیادہ ہونے، مصیبت پہنچنے اور خوشخبری ملنے کے وقت درود شریف بھیجا جاتا ہے۔ کتاب لکھتے وقت، حدیث شریف کی شرح کرتے وقت، آپ ﷺ کی سیرت لکھتے وقت، آپ ﷺ کے اخبار و قصص کے وقت، ان کے علاوہ دوسرے مناسب مقامات پر آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر درود وسلام کی بارش کرتا رہے جب تک پھول مہکتا رہے، بلبل چہچہاتا رہے، راز کھلتے رہیں اور کبوتری کوکو کرتی رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتا رہے جب تک ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں، آنسو ٹپکتے رہیں اور چہرے روشن رہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر درود وسلام نازل کرتا رہے جب تک دن اور رات گھومتے رہیں، موسلا دھار بارشیں برستی رہیں، پھل جھکے رہیں اور درخت تروتازہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ پر درود وسلام بھیجتا رہے جب تک ستارے چمکتے رہیں، بادل باہم چپکے رہیں، دلوں کے غم زائل ہوتے رہیں اور اخبار و علوم پڑھے جاتے رہیں۔ ان کی پاک آل، مہاجر و انصار اصحابہ، تابعین اور جو بھی آپ کی اتباع کرے ان تمام پر بھی اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ [1]

آپ پر آپ کا خدا اور خلیل درود بھیجتا رہے جب تک باغات وسبزہ رہے۔

آپ ﷺ وہی ہیں جنہیں کرامت میں تمام مخلوق پر فوقیت حاصل ہے اور جن کے آنے کی انبیاء کرام علیہم السلام نے بشارت دی۔

رسول اللہ ﷺ کا ادب واجب ہونے کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو''۔ (الحجرات 2)

---

1. درود پاک کی مزید فضائل کے حوالے سے سیدی مرشدی حضرت مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''درود ابراہیمی کی افضلیت'' کا مطالعہ فرمائیں۔ ۱۲ قصوری عفی عنہ

قحطان وعدنان خوش ہوئے کہ آپ کے باعث انہیں عزت ملی، تاریخ کو شرافت آپ سے ملی نہ کہ ان سے

آپ کا ذکر کر کے میں جلن کی آہوں اور پریشانی کے خوف کو دور کرتا ہوں۔

آپ ﷺ کا ادب شریعت ہے۔ جس کے کرنے والے کو ثواب اور نہ کرنے والے کو عذاب ملتا ہے۔ آپ ﷺ کا ادب یہ ہے کہ آپ کی تعظیم وتوقیر کی جائے، احترام کیا جائے۔ اور وہ مقام و مرتبہ دیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اس میں کمی یا زیادتی نہ کی جائے۔ آپ پر اعتراض نہ کیا جائے۔ نہ ہی کسی دوسرے کی بات کے سبب آپ ﷺ کی بات میں نقص نکالا جائے اور نہ ہی آپ ﷺ کے قول پر کسی دوسرے کے قول کو ترجیح دی جائے۔ نہ ہی آپ ﷺ کی حدیث اس حیثیت سے لینی چاہیے کہ یہ درست بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی بلکہ اس حیثیت سے کہ یہ نبی معصوم کا کلام ہے جو حق ہی ہے۔ نہ ہی آپ ﷺ کی کسی صفت پر اعتراض کرنا چاہیے اور نہ ہی آپ ﷺ کی کسی بات کو رد کرنا چاہیے، جب کہ ثابت ہو جائے کہ اس کی نسبت آپ ﷺ کی طرف صحیح ہے۔ نہ ہی آپ ﷺ کے کسی فیصلے اور حکم میں شک کرنا چاہیے۔ نہ ہی آپ ﷺ کو بڑے لوگوں اور بادشاہوں کی طرح خیال کرنا چاہیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا مرتبہ تمام مخلوق سے بلند کیا ہے اور آپ کا مقام تمام سے اعلیٰ کیا ہے۔

ہر وہ بات جس سے کمی، زیادتی اور آپ ﷺ پر اعتراض مفہوم ہو، حرام ہے۔ جو آپ کی رسالت سے راضی ہوا آپ پر ایمان لایا اور آپ کی اتباع کی اس پر ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ سے سچی محبت کرے۔ ایسی محبت جو اس کی جان، اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں کی محبت سے زیادہ ہو۔ آپ ﷺ کی ہر بات کی تصدیق کرے، آپ ﷺ کے ہر حکم کی پیروی کرے آپ کی ہر نہی سے باز رہے اور آپ کی راہنمائی سے ہدایت پائے۔ آپ کی سنت کی اقتداء کرے، آپ کے حکم سے راضی رہے اور آپ کی پیروی کا حریص رہے۔ آپ کی حدیث کی عزت کرے اور آپ کے ذکر کے وقت درود وسلام پڑھے۔ آپ کے اور آپ کی حدیث کے ذکر کے وقت اپنی آواز بلند نہ کرے۔ آپ کی اخبار، احادیث اور آثار پڑھے جانے کے وقت ہنسی نہ کرے۔ آپ ﷺ کی کسی بھی سنت کے ذکر کے وقت خشوع سے کام لے۔ آپ کے قول سے دلیل اخذ کرتے وقت ادب سے کام لے۔ آپ کے امر و نہی کے وقت سرِ تسلیم خم ہو۔ آپ کے معجزات پر ایمان لائے۔ آپ کی جناب اقدس، اہل بیت اور صحابہ میں بات کرنے سے پرہیز

کرے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"تو جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے"۔(الاعراف:157)

اے وہ ذات جس کے آنے سے جنگل کی خوشبو مہکتی ہے

اور وہ جنگل اور پھول کا غلاف اس خوشبو سے خوش ہوتا ہے

میرا نفس اس بزرگی پر فدا جس کے حامل آپ ہیں

جس میں عفت اور جود و سخا ہے

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ آپ ﷺ کا ادب ویسے ہی کرے جس طرح کہ آپ ﷺ کے اصحاب کرتے تھے۔ان میں سے بعض ایسے ہیں جو آپ ﷺ کے حضور بہت پست آواز سے بات کرتے تھے۔جب آپ ﷺ بات کرتے تو ان کی کیفیت کچھ اس طرح ہوتی کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ان میں سے بعض ایسے ہیں جو مسجد کے باہر ہی راستے میں بیٹھ گئے۔جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں موجود لوگوں کو کہتے ہوئے سنا:"اے لوگو! بیٹھ جاؤ"۔

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے قسم اٹھا رکھی تھی کہ وہ اپنی اولاد سے مرتے دم تک کلام نہیں کریں گے۔اس وجہ سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مقابلہ کیا تھا۔اس کے علاوہ اور بھی عمدہ باتیں اور عادات و افعال ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی طرف سے آپ ﷺ کے آداب سے متعلق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت مُبشِّر:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے"۔ (الاحزاب:47)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:"اِن مؤلفۃ القلوب کو بشارت و خوشخبری دو، نفرت نہ دلاؤ، امور میں آسانی پیدا کرو اور مشکل نہ بناؤ"۔

اے مسلمانوں کے گروہ ہمیں خوشخبری ہے۔کہ ہمارے مہربان کا ایک ستون ہے جو گرنے والا نہیں ہے۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے داعی ﷺ کو اپنی اطاعت کے لیے دعوت دی ہے

تو رسولوں سے عمدہ ہونے کی وجہ سے ہم عمدہ امت ہیں

آپ ﷺ کی عظیم صفات سے ایک وصف مبشر ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا"۔ (الاحزاب: 45)

آپ ﷺ بڑی خوشخبری لائے۔ وہ اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ معافی، بخشش، رضا اور رحمت کی خوشخبری لائے۔ جنت کی خوشخبری دی جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے۔ آپ ﷺ نے بشارت دی کہ جو توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع لائے وہ اسے صاف کر دیتا ہے۔ تو دین کا بڑا حصہ بشارت ہے۔ آپ ﷺ نے بشارت دی کہ وضو گناہوں کو گرا دیتا ہے۔ نماز، روزہ، حج اور عمرہ تمام امور درمیان میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ کبیرہ گناہوں کے علاوہ اور بشارت دی کہ جس کی آنکھیں جاتی رہیں اس کے لیے جنت ہے۔ جس کا بیٹا فوت ہو جائے اس کے لیے جنت میں محل ہے۔ بشارت دی کہ جو بیمار ہو اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے بیماری میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ بشارت دی کہ جو نماز کے انتظار میں رہے فرشتے اس کے لیے نزول رحمت اور بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔ جو ایک مرتبہ تسبیح کہے اس کے بدلے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ جو سبحان اللہ بحمدہ سو مرتبہ کہے اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ جو کوئی گناہ کرے پھر وہ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اللہ سے بخشش طلب کرے اللہ اسے بخش دیتا ہے۔ بشارت دی جو کسی مرض، رنج، تکلیف، دکھ، غم یا حزن میں مبتلا ہو حتیٰ کہ کانٹا لگ جائے تو اللہ ان کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

آپ ﷺ ایک کتاب عظیم اور ذکر حکیم لے کر تشریف لائے۔ جو ان مومنوں کو بشارت دیتا ہے جو اچھے عمل کرتے ہیں کہ ان کے لیے اچھا اجر ہے اور انہیں ناامیدی سے منع کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ"۔ (یوسف: 87) ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے"۔ (الحجر: 56) اور انہیں غمگین ہونے سے بھی منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ"۔ (آل عمران: 139)

اس کتاب نے اسراف کرنے کے بعد توبہ کرنے والوں کے لیے بخشش کا دروازہ کھول دیا

ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:تم فرماؤ!اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ،اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (الزمر:53)آپ اللہ تعالیٰ کی دعوت دیں۔ جب آپ ﷺ نے اپنے قاصد اور مبلغ مختلف شہروں کی طرف روانہ کیے تا کہ لوگوں کو اللہ کی دعوت دیں۔تو انہیں نصیحت فرمائی کہ:''ان نو وارد مسلمانوں کو بشارت وخوشخبری دو۔انہیں نفرت نہ دلاؤ۔اور امور میں آسانی پیدا کرو اور مشکل نہ بناؤ''۔

آپ ﷺ نے سختی اور نفرت پیدا کرنے والی باتوں سے بچنے کا حکم دیا۔فرمایا:''اے لوگو!تم سے بعض جماعت سے نفرت پیدا کرنے والے ہیں جو لوگوں کو نماز پڑھائے تو چاہیے کہ وہ اسے مختصر کرے۔کیونکہ جماعت میں بوڑھا، بچہ، بیمار اور کمزور سب ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ نے دین میں تکلف کرنے والوں کی مذمت کی۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کی طرف برأت کی خوشخبری دی۔حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو توبہ قبول ہونے کی بشارت دی۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ سے کلام کیا ہے۔ آپ نے حضرت زید، حضرت جعفر، حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بشارت دی کہ تمہارے چلنے سے جوتے کی آواز جنت میں سنی ہے۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا ذکر ملأ الاعلیٰ (فرشتوں میں) میں کیا ہے۔دس آدمیوں کو جنت کی بشارت دی۔اہل بدر کو بشارت دی کہ تم جو چاہو کرو اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے۔درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو اللہ کے راضی ہونے کی خوشخبری دی۔ جو قل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص) کا التزام کرے اسے بشارت دی کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔وہ شخص جس پر حد لازم ہو چکی تھی جب اس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو اسے بشارت دی کہ اللہ نے اسے بخش دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عمدہ عادات میں سے ایک نیکوکار لوگوں کو سعادت مندی کی خوشخبری دینا ہے۔

غیب کی طرف سے وحی کی بشارت غار میں دی گئی

اور آپ نے دنیا والوں پر پوشیدہ راز کھول دیے

رسول اللہ ﷺ بحیثیت معلم:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے''۔

(النساء:113)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے اللہ اس کے لیے جنت کا رستہ آسان فرما دیتا ہے''۔

۔ لوگوں کے نزدیک ان پڑھ کا علم والا ہونا اور بچپن میں ہی مؤدب و مہذب ہونا معجزہ ہے اور معجزہ ہونے کے لیے کافی ہے

تو آپ وہ ہیں جو فضیلت و کرامت میں مکمل ہیں

پھر خالق کائنات نے آپ کو رسول بنانے کے لیے چن لیا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معلم بنا کر مبعوث فرمایا تا کہ آپ لوگوں کو مکارم اخلاق، اچھی توں، بہتر خصلتوں اور عمدہ عادات کی تعلیم دیں۔

آپ ﷺ نے لوگوں کو دل ہلا دینے والے وعظ سے تعلیم دی۔ گویا آپ بہت بڑے لشکر سے یہ کہہ کر ڈرا رہے ہوں کہ وہ تم پر صبح کو حملہ آور ہونے والا ہے یا شام کو۔ جب آپ ﷺ وعظ فرماتے تو آپ کی آواز بلند ہو جاتی، غصہ شدید ہو جاتا، آنکھیں سرخ ہو جاتیں پھر آہ و بکاء، نالہ و فریاد، شرمندگی و دردمندی، حسرت و توبہ اور اللہ کی طرف رجوع کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا۔

آپ ﷺ نے مناسب عبادات کیں اپنے پائیدار اور مفید خطبات کے ذریعہ تعلیم دی۔ گویا ہدایت و نور کی نہر ہے جس سے ایمان و یقین زیادہ ہوتا۔ آپ ﷺ نے سائلین کو اپنے فتاویٰ کے ذریعہ تعلیم دی۔ آپ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر فقیہہ، درست جواب دینے والے اور سائل کی مصلحت کو جاننے والے ہیں۔

آپ ﷺ نے ایسی وصیتوں اور نصیحتوں کے ذریعہ تعلیم دی جو دلوں میں گھر کر جاتیں اور نفوس کو تقویٰ و صلاح سے بھر دیتیں۔

آپ ﷺ نے ضرب الامثال اور ایسے محاورات کے ذریعہ تعلیم دی جن سے لوگ واقف ہوتے۔ معانی و معقول باتوں کی وضاحت محسوس چیزوں سے کی جس سے معنی سمجھ کے قریب ہو جاتا، اشکال زائل ہو جاتے اور وہم دور ہو جاتا۔

آپ ﷺ نے اپنی طرف کشش کرنے والے ایسے واقعات کے ذریعہ تعلیم دی جو دلوں میں

تعجب، خاموشی اور قبولیت پیدا کرنے کا باعث ہوتے۔

آپ ﷺ نے خوبصورت، قائدانہ صلاحیت سے جو آپ کی سیرت میں مثالی ہے اور بلند اخلاص اور عظیم عادات کے ذریعہ تعلیم دی۔ جن کے حسین ہونے پر عقلمند لوگوں کا اتفاق ہے، اتقیاً کے ہاں محبوب ہیں اور اولیاً ان پر عمل پیرا ہیں۔ پہلا کلمہ جو آپ ﷺ پر نازل ہوا وہ کلمہ ''اِقْرَأ'' ہے۔ جو علم کی فضیلت اور معرفت کی قیمت پر دلالت کرنے میں عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ یہ کہو: ''رَبِّ زِدْنِي عِلْماً'' اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ علم کے علاوہ کسی شئی کی زیادتی مانگنے کا حکم نہ دیا کیونکہ علم رضا و خوشی کی راہ، توفیق کا دروازہ اور کامیابی کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر انعام کیا کہ انہیں معارف ایمانیہ، فتوحات ربانیہ اور مواہب الٰہیہ کی تعلیم دی جنہیں وہ پہلے نہ جانتے تھے۔ ان کے رب نے انہیں فرمایا: ''تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں''۔ (محمد: 19) تو قول و عمل سے پہلے علم کی ابتداء کی۔ آپ ﷺ علماً کے پیشوا، علم نافع اور عمل صالح میں زیادتی چاہنے والے طالب علموں کے راہنما ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ نے مجھے علم و ہدا یت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور میری مثال بارش کی سی ہے''۔ آپ ﷺ کی بڑی مہم کتاب و حکمت کی تعلیم دینا تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے''۔ (البقرۃ: 129) یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے علماً، فقہاء، حکماً، مفسر، محدث، مفتی، خطیب اور مربی لوگوں کی بڑی بڑی جماعتیں تیار ہوئیں۔ جنہوں نے دنیا کو علم و حکمت، رشد و ہدایت اور سرفرازی سے بھر دیا۔

سب کے سب رسول اللہ ﷺ سے التماس کرنے والے ہیں
کہ سمندر سے ایک چلو یا مشکیزہ کا ایک چوسال جائے

آپ ﷺ نے تحصیل علم، اس کی تعلیم اور نشر و اشاعت پر ابھارا تو حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا: ''چاہیے کہ حاضر غائب کو تبلیغ کر دے۔ انسے پہنچا دے کیونکہ بسا اوقات سننے والے سے تبلیغ یافتہ زیادہ بات یاد رکھنے والا ہوتا ہے''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ اس شخص کو خوش و خرم اور تازہ رکھے جس نے میری بات سنی اسے محفوظ رکھا اور آگے پہنچا دیا۔ بسا اوقات دانائی کو اٹھانے والا اپنے سے زیادہ دانا کو پہنچا دیتا ہے''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی ہو''۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی تعلیم امت میں گزری۔ آپ کی نماز، روزہ، صدقہ، حج، اللہ کا ذکر، کلام،

بیٹھنا، اٹھنا، کھانا، پینا سب ایمانداروں اور پیروکاروں کے لیے تعلیم اور راہنمائی ہے۔ آپ ﷺ بتدریج تعلیم دیتے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو ایک ہی مرتبہ سارا علم نہیں سکھا دیا تھا بلکہ تھوڑا تھوڑا سکھایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو''۔ (بنی اسرائیل 106) دوسری جگہ ارشاد ہے: ''اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا، ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا''۔ (الفرقان 32) آپ ﷺ ان امور مذکورہ کی تعلیم میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے لیے مثال و نمونہ بنتے۔ آپ ﷺ بڑے بڑے مسائل بیان فرماتے۔ پھر درجہ بدرجہ باقی مسائل بیان فرماتے جاتے۔ آپ مسئلہ کا تکرار فرماتے تا کہ لوگ سمجھ جائیں۔ آپ ﷺ عملی تعلیم خود نمونہ بن کر دیتے۔ مثلاً وضو لوگوں کے سامنے کرتے تا کہ وہ وضو کا طریقہ سیکھ جائیں اور انہیں نماز پڑھاتے تا کہ وہ بھی آپ جیسی نماز پڑھیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''تم ایسے نماز پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو''۔ آپ نے حج صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ ادا فرمایا تا کہ وہ ادائیگی حج سیکھ لیں۔ ارشاد فرمایا: ''تم مجھ سے مناسکِ حج سیکھ لو''۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ o

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

در دلِ مسلم مقامِ مصطفےٰ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفےٰ است

★ ★